قطب الاقطاب امام العارفین شیخ المشائخ
حضرت اقدس شیخ الحدیث الحاج الحافظ
مولانا محمدؒ زکریاؒ مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ

کا

سفرنامہ افریقہ و انگلینڈ

رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ
۱۹۸۱ء

از

مولانا مفتی محمد شاہد
مولانا نجیب اللہ

ناشر
المکتبۃ الاسلامیۃ
دوکان ۵، پہلی منزل نوشین سینٹر۔ نیو اردو بازار
رابسن روڈ۔ کراچی

حقوق طبع محفوظ

پہلی بار پاکستان میں ———— اکتوبر ۱۹۸۲ء
باہتمام ———— حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی ومدنی
طباعت ———— نوید پرنٹنگ پریس
قیمت ———— Rs 18

ملنے کے پتے :-

۱۔ "مجلس نشریات اسلام" ———— ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸
۲۔ "ادارہ اسلامیات" ———— ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
۳۔ "ملک برادرس" ———— کارخانہ بازار فیصل آباد
۴۔ "مکتبہ رشیدیہ" ———— غلّہ منڈی ساہیوال
۵۔ "کتب خانہ یحیوی" ———— مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا
۶۔ "مکتبہ امدادیہ" ———— باب العمرہ مکۃ المکرمۃ

ناشر:

المکتبۃ الاسلامیہ

نیو اردو بازار رابسن روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

یہ رسالہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدسہ میں مکمل ہو چکا تھا نیز حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے حرف بہ حرف سن بھی لیا تھا طباعت کا بھی شدید انتظار تھا متعدد مرتبہ دریافت بھی فرماتے رہے جیسا کہ درج ذیل مکتوب سے ظاہر ہے۔ لیکن ہمیں بے حد افسوس اور قلق ہے کہ بعض نامساعد حالات کی بنا پر طباعت میں تاخیر ہو گئی۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

کاش کہ حضرت اقدسؒ کی حیات مقدسہ میں طباعت ہو جاتی تو حضرت کی دعائیں بھی میسّر ہو جاتیں۔

حضرتؒ کی حیات ہی میں ایک مکتبہ "المکتبۃ الاسلامیہ" کے نام سے حضرتؒ کے محبوب اور مقرب ترین مجاز حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی مدظلہ کی سرپرستی میں قائم ہو گیا تھا جس کا مقصدِ اوّلین بالخصوص حضرت شیخؒ کی کتب کی اشاعت ہے۔ جس کے لئے حضرتؒ نے بہت دعائیں دی تھیں بحمد اللہ اس مکتبہ میں حضرت سے متعلق بالخصوص اور دیگر بزرگوں کی بھی جملہ کتب دستیاب ہیں جن حضرات کو درکار ہوں طلب فرما سکتے ہیں تاجروں کے لئے خصوصی رعایت ہوگی، ہمیں بے حد مسرت ہے کہ اس مبارک رسالہ کی طباعت کی سعادت بھی ہمارے مکتبہ کو نصیب ہوئی۔

محتاج دعا: محمد زبیر

ناظم المکتبۃ الاسلامیہ

دکان ۵ پہلی منزل، نیو اردو بازار کراچی

باسمہ سبحانہ

نقل مکتوبِ گرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ

بنام مفتی محمد شاھد

باسمہ سبحانہ

عزیزم مفتی شاہد سلمہ بعد سلام مسنون تمہارا دستی پرچہ پہنچا۔ میری طبیعت خراب ہی چل رہی ہے ڈاکٹروں اور حکیموں کے پھندہ میں پھنسا ہوا ہوں کئی کئی انجکشن اور اکثر گلوکوز اور نہ معلوم کیا کیا چڑھاتے رہتے ہیں اللہ ہی میرے حال پر رحم فرمائے۔ دعا کرتے رہو اگر زندگی ہے تو اللہ جل شانہ صحت وقوت دے ورنہ ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ اس سے مسرت ہوئی کہ کتاب سفرنامہ زیر طبع ہے اللہ جل شانہ سہولت کے ساتھ اسکی تکمیل فرمائے۔ اہل مدرسہ سے اس سیہ کار کا بھی سلام مسنون کہدیں۔ یہ ناکارہ مدرسہ اور اہل مدرسہ کے لیے دل سے دعائیں کرتا رہتا ہے اللہ جل شانہ ہر قسم کے مکارہ سے محفوظ فرمائے ہر نوع کی ترقیات سے نوازے۔ رمضان گذارنے کے لئے یہاں آنے والوں کے خطوط بہت کثرت سے آرہے ہیں۔ میرے پیارو! مجھ بڈھے کو کب تک گھسیٹتے پھروگے اب اپنی اپنی جگہوں پر کام شروع کرو ذکر واذکار کی مجالس قائم کرو کام میں لگو آخر یہ کام تو اب تم ہی دوستوں کو کرنا ہے۔ باقی یہاں آنے کے لئے میری طرف سے ممانعت نہیں اللہ جل شانہ تم دوستوں کو ہر نوع کی ترقیات سے نوازے۔

فقط والسلام

از طرف حضرت شیخ زید مجدہ

بقلم نجیب اللہ ۲ رمئی ۱۹۸۲ء مدینہ طیبہ

تمہید

از

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کو ان کے شیخ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر نے خرقۂ خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا:

"باری تعالیٰ ترا علم وعقل وعشق دادہ است۔ وہرکہ بدین صفت موصوف باشد از وخلافت مشائخ نیکو آید"

باری تعالیٰ نے تم کو علم وعقل اور عشق کی دولت عطا فرمائی ہے اور جو ان صفات کا جامع ہو وہ مشائخ کی خلافت کی ذمہ داریوں کو خوب خوب نبھاتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

"تم ایک سایہ دار درخت ہوگے۔ جس کے سایہ میں اللہ کی مخلوق آرام پائے گی۔ استعداد کی ترقی کے لئے مجاہدہ کرتے رہنا۔"

قطب الاقطاب، مرشد عالم حضرت اقدس مولانا الحاج الحافظ محمد زکریا صدیقی کاندھلوی ثم مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی پوری زندگی بچپن سے جوانی تک اور جوانی سے پیرانہ سالی تک علم وعقل اور عشق ومجاہدہ سے عبارت تھی اور رمضان المبارک میں تو انقطاع وتبتل اور ریاضت ومجاہدہ کی کیفیت اس قدر بڑھ جاتی تھی جس کا تصور بھی اس زمانے میں ممکن نہیں اور جس کی نظیر صرف اکابر سلف کے تذکروں ہی میں مل سکتی ہے۔

دورِ جدید میں مادیت کے غلبہ سے عقائد میں تزلزل پیدا ہوا، اعمال

شرعیہ کی قدر و قیمت قلوب سے نکل گئی، اخلاص و یقین، احسان و سلوک اور ذکرِ الٰہی کی لذت سے قلوب ناآشنا ہو گئے۔ خانقاہیں ویران ہو گئیں۔ جس کے نتیجے میں امت مرحومہ نہ صرف تعلق مع اللہ کی دولت سے محروم ہو گئی بلکہ شکل و صورت، اخلاق و معاشرت، اعمال و اشغال اور عقاید و نظریات میں مسلم و غیر مسلم کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہو گیا، امت مرحومہ کا یہ نقشہ ہر درد مند دل کو بے چین کرنے کے لئے کافی ہے۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ جو اپنے دور کے اکابر مشائخ کی نسبتوں کے جامع اور ان تمام اکابر کے جانشین اور ترجمان تھے۔ امتِ مسلمہ کی اس زبوں حالی کو دیکھ کر خدا ہی بہتر جانتا ہے ان کے قلب مبارک کی کیا کیفیت ہو گی؟ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ ایک طبیب حاذق کی طرح خوب جانتے تھے کہ اس مریض جاں بلب کے مرض کے اسباب و علل کیا ہیں اور اس کے مرض کا ازالہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ چنانچہ آخری دور میں حضرت نور اللہ مرقدہ پر ایک ہی فکر سوار تھی کہ ذکر الٰہی کی لائن کو کس طرح زندہ کیا جائے اور ٹوٹے ہوئے دلوں کا رشتہ کس طرح حق تعالیٰ شانہ سے جوڑا جائے، کہ یہی مرض کا اصلی علاج ہے، اسی کے لئے حضرت کے اسفار ہوتے۔ ان کی مجلس میں اسی کا چرچا ہوتا۔ ان کے حلقہ میں یہی موضوع لائق توجہ ہوتا۔ خطوط اور مراسلات میں اسی کی تاکید۔ اور بار بار تاکید ہوتی کہ ذکرِ الٰہی کے حلقے قائم کئے جائیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ذکر کی طرف متوجہ کیا جائے۔

قرآن کریم میں ماہ مبارک کے روزوں کی فرضیت کی غرض و غایت "لعلکم تتقون" فرمائی گئی ہے۔ گویا رمضان کے اعمال، تقویٰ کا نصاب کامل ہیں۔ یہ نکتہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ پر حق تعالیٰ شانہٗ نے بطور خاص منکشف فرما دیا تھا، چنانچہ آپ پورے ماہ مبارک کا اعتکاف فرماتے۔

اطراف واکناف سے، کھنچ کھنچ کر ہزاروں کی تعداد میں متوسلین آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ مُردہ دلوں کی مسیحائی فرماتے، اس طرح نہ جانے کتنے خوش قسمت ہر سال صاحب نسبت ہو کر نکلتے سالہا سال سے سہارنپور میں رمضان المبارک کے اعتکاف کا معمول تھا اور ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ طیبہ میں بھی اس کی نوبت آئی لیکن منجانب اللہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کو یہ چیز القاء کی گئی کہ پورے عالم میں ذکر کے حلقوں میں زندگی و تابندگی پیدا کرنے کے لئے آپ مختلف علاقوں اور مختلف ملکوں میں رمضان کریں۔ استخارہ مشورہ کے بعد جس جگہ کا انتخاب ہو جاتا وہاں گویا ایمان کی بہار آ جاتی اور تعلق مع اللہ کا جذبہ عام ہو جاتا۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کا آخری رمضان جنوبی افریقہ میں ہوا تھا اور رمضان مبارک کے بعد آپ نے لندن کا سفر فرمایا تھا۔ جس کی تفصیلات پیش نظر کتاب میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے مجاز جناب مولانا مفتی محمد شاہد صاحب اور حضرتؒ کے خادم خاص جناب مولانا نجیب اللہ صاحب نے قلم بند کی ہیں، خیال تھا کہ یہ کتاب حضرت کی زندگی میں شائع ہو جائے گی لیکن مشیت کو کچھ اور منظور تھا۔ حضرت کا ظاہری سایہ خدام کے سر سے اٹھ گیا۔ اب حضرت شیخؒ کے رمضان المبارک کے مناظر کو آنکھیں ترسا کریں گی۔ تاہم حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے سفر کی یہ روئیداد اور رمضان المبارک میں آپ کے یہ معمولات جو اس کتاب میں قلم بند ہو گئے ہیں وہ ان تمام حضرات کے لئے مشعل راہ کا کام دیں گے۔ جو حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے طرز پر اور حضرتؒ کی خواہش کے مطابق ذکر کی لائن کو زندہ کرنے میں کوشاں ہیں۔ اور اس سلسلہ میں وہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ

کے نقش قدم پر چلنے کے خواہش مند ہیں۔ اس طرح حضرت کے خدام و متوسلین کی تمام مساعی جمیلہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے لئے صدقۂ جاریہ ہوں گی ــــ حق تعالیٰ شانہٗ حضرتؒ کے بہت ہی درجات بلند فرمائے اور عشق و محبت کی جو دولت حضرت مدۃ العمر تقسیم کرتے رہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کو عام فرمائے۔

(مولانا) محمدؐ یوسف (لدھیانوی)
۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

سفرِ افریقہ

از

مفتی محمد شاہد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔

صدا از چار سو آمد	کنوں فصل بہار آمد
بطرزِ نو بطرزِ خوش	چمن اندر کنار آمد
الا اے جان، غم گین مکن	جانِ بہار آمد
ہموں دیرینہ یار آمد	کز و صبر و قرار آمد

امابعد:۔

یوں تو مولائے کریم کے انعامات واحسانات اس امت پر بے شمار ہیں اور وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا کے بمصداق زبان ان کے بیان سے کوتاہ، قلم ان کے تحریر سے قاصر اور عقل ان کے ادراک سے عاجز ہے۔

لیکن ہر دور میں ایک خاص انعام جو مولائے کریم کی جانب سے ہمیشہ اس امت پر رہا ہے۔ وہ اولیاء اللہ کا وجود گرامی ہے۔ جو اذا رُأوا ذکر اللہ کا مصداق ہیں اور پھر ان میں بھی ایسی جامع الصفات شخصیات کا وجود ہے۔ جو اپنے دور میں مرکز و مرجع اور قطب عالم کی حیثیت رکھتی ہیں۔

جب انسان شہوات ولذات کے دبیز پردوں میں گھر کر اپنے مولائے حقیقی کو بھول کر اپنے انجام تک سے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ تو یہ حضرات ان کی ہدایت اور اصلاح کی فکر کرتے اور ایک مخصوص طرز پر ان کی رہبری اور رہنمائی فرماتے ہیں۔ اور امت کا درد و فکر ان کے قلب و دماغ پر ایسا چھاتا ہے۔ جو انھیں کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتا یہ فکر دن کی بے قراری اور راتوں کی بے خوابی کا سبب ہوتا ہے انھیں

اس کیفیت میں دیکھنے والے بھی بے چین ہو جاتے ہیں۔ ان کا مقصود اصلی انسانوں کو اپنے خالق حقیقی سے جوڑنا، دارِ فانی سے لاتعلقی کا درس دینا اور اپنے انجام کا فکر دلانا ہوتا ہے۔ ان کی صلاحیتیں، ان کی جان، ان کا مال سب اسی مقصد پر قربان ہو جاتے ہیں۔ مخلوق کے دلوں میں ان کی اُلفت و محبت ڈال دی جاتی ہے۔ جسے حدیث پاک میں ثم یوضع لہ القبول فی الارض سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح، شیخ شہاب الدین سہروردی رح، خواجہ بہاءُ الدین نقشبند رح سے لے کر حضرت مجدد الف ثانی رح، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح، حضرت سید احمد شہید رح، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رح، حضرت شیخ الہند رح، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رح، حضرت دہلوی رح، حضرت رائے پوری، حضرت مدنی رح اور حضرت تھانوی رحمہم اللہ تعالےٰ سب اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں۔

چنانچہ اس منعم حقیقی اور کریم آقا نے اپنی عادت جاریہ کے مطابق اس دور کے انسانوں کو بھی اس نعمتِ جلیلہ سے محروم نہیں فرمایا۔ اور ایک ایسی ہی باکمال بابرکت اور جامع شخصیت کو اپنے مخلص بندوں کی اصلاح و تربیت کے لئے منتخب فرمایا۔

امام العصر برکۃ الدہر، قطب الاقطاب حضرت اقدس حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدظلہ العالی ودامت برکاتہم کی بابرکت شخصیت خداوند کریم کی وُہ نعمت جلیلہ ہے۔ جس کا شکر جتنا بھی ادا کیا جائے، کم ہے۔ مولائے کریم نے اپنی مخلوق پر کرم فرماتے ہوئے منزلِ مقصود پر پہنچ جانے والے قافلہ صدق و صفا کی اس یکتائے دہر ذات اور مبارک ہستی کو اس دور کے تمام طبقات کی مکمل رہبری و رہنمائی اور ایک ایسے مقصد کے لئے باقی رکھ چھوڑا۔ جس سے انسان روز بروز غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ خداوند کریم نے آپ کو سلف صالحین کے اوصاف سے موصوف فرمایا۔ پوری مخلوق کا فکر و غم آپ کو عطا فرمایا۔ اپنے دور کے اہلِ حق اور

مشائخ عارفین نے آپ سے بے پناہ محبت کی۔ آپ کی پوری زندگی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت تعلیم و تدریس، تصنیف و تالیف اور انسانوں کے قلوب وامراض باطنہ کی اصلاح و تزکیہ میں گذری، محدثین ہوں یا فقہاء مبلغین ہوں یا صوفیاء کوئی آپ کے علوم و فیوض سے مستغنی نہیں اور سبھی آپ کو اپنا امام و مقتدا مانتے ہیں۔ اور آج بھی اعذار و امراض اور ضعف پیری کے باوجود امت ہی کی فکر و اصلاح اور ہر لمحہ اپنے مولائے حقیقی کی یاد میں صرف ہو رہا ہے! ایک عالم کا عالم آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہا ہے اور زبانِ حال یہ صدا لگا رہی ہے۔ ؎

جسے پینا ہو آنکھوں سے وہ میری بزم میں آئے
میرا دل چشمِ مست ناز ساقی کا ہے میخانہ

بظاہر خشک لب ہوں تشنگیٔ ذوقِ صہبا سے
مگر دل میں بھری ہے مستیٔ خمہائے میخانہ

(حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب عارفی)

اہم مقصد

قارئین کرام پر یہ حقیقت مخفی نہ ہوگی کہ قرون اولیٰ میں دعوت الی اللہ کے نتیجے میں جب اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہوا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے تو علماء کرام و مقتدایان عظام کو ان کی تعلیم و تربیت اور ظاہری و باطنی اصلاح کی فکر لاحق ہوئی چنانچہ ان حضرات نے ایک طرف تو مدارس اور مراکز علم قائم کئے۔ جن کے نتیجے میں ہزاروں فقہاء کرام اور لاکھوں محدثین عظام وجود میں آئے اور دوسری جانب باطنی تربیت و اصلاح کیلئے خانقاہوں کی شکل میں مراکز ذکر و معرفت کو رواج دیا۔ تاکہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ ان کے باطن کی بھی تربیت و اصلاح ہوتی رہے۔ اور اعمال ظاہرہ اخلاص و للّٰہیت جیسی بنیادی صفات سے متصف ہو کر بارگاہ خداوندی میں شرف اور قبولیت پائیں۔ اور ان صفات کے بغیر کہیں یہ اعمال ظاہری حسن و صحت کے باوجود جسم بے جان اور لاشۂ بے روح کی شکل اختیار نہ کرلیں۔ اور اس کے نتیجے میں منہ پر نہ مار دئے جائیں (اعاذنا اللہ من ذٰلک)

چنانچہ حضرات صوفیائے کرام اور مشائخ طریقت نے طالبین کی اصلاح و تربیت کے لئے اصلاحی مراکز قائم کئے جنہیں عرف عام میں خانقاہیں کہتے ہیں اور اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیا اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں نے ان نورانی مراکز سے اپنے قلوب کو منور کیا۔ اور ان باطنی شفاخانوں سے اپنے امراض باطنہ اور اخلاق رذیلہ کی اصلاح کی، اخلاق حمیدہ و اوصاف کریمہ سے موصوف ہوئے، جنیدؒ، شبلی، غزالی اور بسطامی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر

انہیں خانقاہوں سے وجود میں آئے اور ایک ایک فرد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کی ہدایت و اصلاح کا سبب بنا۔ ان بوریہ نشینوں کے نور سے دنیا منور ہوئی، کفر و باطل کی ظلمتیں کافور ہوئیں اور ان کی نگاہِ محبت نے نجانے کتنے دلوں میں عشق و محبت کے چراغ روشن کئے۔ حضرت عارفی کیا خوب فرماتے ہیں۔

میرے دل مضطر کی دنیا ہی بدل ڈالی
اُف! تیری نگاہوں کا انداز حریفانہ

ان ارباب صدق و صفا کے آستانوں پر علماء و فقہاء، محدثین اور شاہان وقت تک آتے ان کی نگاہوں کو جذب کرتے۔ اور اس کے نتیجے میں محبت الٰہی سے سرشار ہو کر جاتے۔

ڈوب جاتا ہوں محبت کی فضائے ناز میں
جب کبھی ان کی نظر اپنی طرف پاتا ہوں میں
الاماں میرے جنونِ شوق کی وارفتگی
ان کی دزدیدہ نظر کی زد میں جب آتا ہوں میں

امت میں جب تک یہ سلسلہ کما حقہٗ باقی رہا یہ خانقاہیں اور مراکز ذکر قائم رہے۔ اور ان کی روشنیوں سے قلوب منور ہوتے رہے۔ انسانوں میں خوف خدا زہد و تقویٰ، خشیت و انابت، اخلاص و للٰہیت اور صفات انسانیت باقی رہیں، اور ایثار و محبت کے ناقابل فراموش مناظر دیکھنے میں آتے رہے۔

لیکن جب سے امت دیگر امور دینیہ کی طرح اس مہتم بالشان امر سے بھی غافل ہو گئی۔ خانقاہوں میں وقت گذارنے کو اضاعت وقت سمجھنے لگی۔ اور ان میں زندگیاں مٹا دینے والوں کو طعن و تشنیع کے الفاظ سے پکارنے لگی۔ تو رفتہ رفتہ ان اوصاف حمیدہ کی نعمت سے محروم ہوتی گئی۔ اور اغراض و شہوات

کے حجابات میں گھر کر مولائے حقیقی سے غافل ہوگئی۔ نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم۔ فتنوں کے تمام دروازے کھل گئے۔ گھر گھر، بستی بستی، شہر شہر حتیٰ کہ مراکز دینیہ تک میں جھگڑے اور فساد شروع ہوگئے۔ فالی اللہ المشتکیٰ

یہ وہ صورت حال تھی جس نے حضرت اقدس دامت برکاتہم کو بے چین کر کے رکھ دیا اور آپ جس مقدس امانت کے امین اور پاکیزہ وراثت کے وارث تھے اس کے لئے یہ بے چینی ایک فطری امر تھا۔ آپ کے پیش نظر یہ امر تھا کہ امت کسی نہ کسی درجے میں ظاہری اعمال کو تو اختیار کئے ہوئے ہے لیکن ان اعمال کی حقیقت وروحانیت اور ان کے منافع وثمرات سے یکسر محروم ہوتی جا رہی ہے اور یہ ذکر اللہ سے غفلت ہی کا نتیجہ ہے۔ جو کہ مراکز ذکر اور خانقاہوں کے مفقود ہو جانے کی بنا پر امت میں پھیلی ہے۔ اور تصوف وتزکیہ کے عنوان سے دین کا ایک اہم ترین شعبہ جو کہ انسانوں کے ظاہر وباطن کی اصلاح کا سبب ہے۔ اور جس سے اخلاص وللٰہیت، ایثار وہمدردی، جود وسخا، مخلوق خدا پر رحمت وشفقت، ترک تصنع وتکلف، خندہ روئی اور بشاشت، زہد وقناعت اور توکل علی اللہ جیسی صفات حمیدہ وجود میں آتی ہیں اور حسد بغض کینہ اور دیگر اوصاف ذمیمہ واخلاق رذیلہ سے تخلیہ ہوتا ہے۔ امت محروم ہوتی جا رہی ہے جو کہ امت کے لئے ایک عظیم المیہ ہے اور یہ اس کی حرماں نصیبی اور محرومی کا باعث ہے

ادھر حضرت اقدس کے سامنے تقسیم ہند سے قبل کی خانقاہوں کے وہ رقت آمیز مناظر بھی تھے۔ جن کی یاد آج تک آپ کو رلاتی ہے اور جن کے تذکرے سے آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے ان نورانی مراکز سے لاکھوں انسانوں کے قلوب کا منور ہونا۔ اور ان کی ہدایت واصلاح کا وجود میں آنا اور پوری زندگی میں انقلاب آجانا آپ کو خوب یاد ہے۔ ان تمام امور نے حضرت اقدس کو بے چین

کر کے رکھ دیا۔ ان کی اہمیت میں دوچند اضافہ کر دیا اور آپ نے انہیں پھر سے آباد کرنے کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمادی۔ کیونکہ آپ نے اپنے نور بصیرت سے یہ جان لیا کہ جب تک امت ذکر اللہ کے ذریعے اپنے قلوب کو مولائے حقیقی سے نہیں جوڑے گی کوئی خیر نہیں پا سکتی، خصوصاً دینی امور میں مشغول ہونے والے حضرات جب تک اس کا اہتمام نہیں کریں گے وہ فتنوں اور خطروں سے باہر نہیں ہو سکتے ادھر اچانک ایک خواب نے آپ کو چونکا دیا۔ جس سے اس فکر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ خواب میں مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تشریف فرما ہیں۔ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ زکریا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق بہت ہو رہا ہے مگر میرا جی یوں چاہے کہ اس سے کچھ اور کام لیا جائے، اس خواب کے بعد میں بہت حیرت میں پڑ گیا کہ میں کسی کام کا نہیں، ساری عمر یونہی بے کار ضائع کی اب کیا کام کر لوں گا۔ اور یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق، میں کیا کروں میرا منہ حاضری کا ہے نہیں۔ مگر کچھ دنوں بعد چچا جان کا واقعہ یاد آیا۔ کہ جب چچا جان (مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ) مدینہ منورہ آئے تو ان کا ارادہ یہاں سے گھر جانے کا ہوا روضۂ اقدس سے اشارہ ہوا کہ ہندوستان جاؤ تم سے کام لینا ہے۔ چچا جان نے فرمایا کہ میں بہت دن تک پریشان رہا کہ بولنا مجھے نہیں آتا تقریر مجھے نہیں آتی۔ میں ضعیف کیا کام کروں گا۔ کچھ دنوں بعد حضرت

شیخ الاسلام مدنی رحمہ اللہ کے بڑے بھائی مولانا سید احمد صاحب نے جب انہیں پریشان دیکھا تو کہا کہ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ یہ تو نہیں کہا گیا کہ تم کام کرو۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ تم سے کام لیا جائے گا لینے والا خود تم سے لے گا۔ اس کے بعد چچا جان کو اطمینان ہوا واپس آکر ہندوستان میں تبلیغی کام شروع ہوا اور ماشاءاللہ خوب چلا۔
میں نے بھی سوچا کہ یوں نہیں کہا تو کر بلکہ یوں کہا کہ کام لیا جائے گا۔ میں سوچتا ہی رہا، کچھ دنوں بعد خیال ہوا کہ ذکر وشغل کی لائن بالکل ٹوٹ گئی ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کی اکثر خانقاہیں برباد ہو گئی ہیں اسی واسطے شاید حضرت گنگوہی کا بھی یہی منشا ہو کہ ذکر وشغل ان کی خانقاہ کا اہم مشغلہ تھا اور جب حضرت کی آنکھیں جاتی رہیں تو تعلیم کی جگہ بھی ذکر وشغل نے لے لی تھی۔ اس لئے ذکر وشغل کا مجھے اہتمام ہو گیا۔ اور اسی بنا پر اپنے معمولات اور معذوری کے باوجود لندن اور پاکستان جہاں جہاں بھی خانقاہ قائم کرنے کا وعدہ ہو جس حال میں بھی ہوں۔ پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں اللہ کرے یہ کام اللہ کے فضل سے کچھ چل جائے۔ اور یہی مراد حضرت کی بھی ہو تو کچھ سرخروئی ہو جائے۔
اس کے علاوہ ایک اور نہایت اہم خواب بھی دیکھنے میں آیا۔ جسے حضرت ہی کے روزنامچے سے نقل کیا جاتا ہے۔
زکریا نے ایک خواب دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ولی اللہ نامی ایک شخص کو بلایا گیا۔ اور اس سے کہا گیا کہ زکریا (شیخ الحدیث) سے کہدو کہ تجھے قطب الاقطاب بنا دیا گیا۔ یہی اپنے آپ کو سمجھے اور لوگوں سے کہدے۔ چنانچہ مجھ سے کہہ دیا گیا۔ خواب ہی میں میں

نے سوچا کہ ولی اللہ سے مراد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہ ہیں اور ان کو ذریعہ بنانے کی وجہ یہ ہوئی کہ میرے دل میں کبھی کبھی حضرت شاہ صاحب کے متعلق یہ خیال آتا رہا کہ شاہ صاحب کی تحریرات میں اپنے متعلق ناطق دوراں اور یہ کہ مجھے اس مجمع کا مجمع اور اس قسم کے بہت سے الفاظ خود شاہ صاحب کی تحریرات میں ملتے ہیں جو بہت اونچے ہیں۔ مجھے خیال آتا رہا کہ حضرت شاہ صاحب نے اپنے متعلق یہ الفاظ کیوں تحریر فرمائے خواب ہی میں مجھے خیال ہوا کہ یہ تیرے اس خیال کی اصلاح ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ یہ تیرے اس خیال نازیبا کی اصلاح مقصود ہے کہ شاہ صاحب نے اس قسم کے الفاظ حکماً لکھے ہیں۔"

بہرحال ان رؤیائے صادقہ ومبشرات صالحہ کی بنا پر آپ نے اپنی ذمہ داری کو شدت سے محسوس فرمایا اور اپنی تمام تر توجہ اس اہم دینی شعبہ کی جانب مبذول فرمادی اور باوجود اپنی ضعیفی، پیرانہ سالی، گوناگوں اعذار کے اور ساری عمر اسفار سے نامانوس ہونے کے اس مقصد عظیم کے لئے دور دراز اسفار شروع فرمادیئے۔ اور حسن اتفاق سے مذکورہ خواب چودہویں صدی ہجری کے آخر میں دیکھا گیا۔ اور اس لئے پندرہویں صدی ہجری کے ابتداء میں دنیا کے آخری کونے جنوبی افریقہ کا سفر اختیار فرمایا۔

حضرت اقدس کے اسفار اور ان کے اسباب

یہاں یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے کہ حضرت اقدس کے دور ودراز

کے اسفار محض کسی کی درخواست یا اصرار کی بنا پر نہیں ہوتے بلکہ آپ اشارہ غیبیہ اور استخارہ مسنونہ کے بعد یہ سفر اختیار فرماتے ہیں۔

آپ کا معمول ہے کہ آپ کی طبیعت پر قدرت کی جانب سے جہاں کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے اس جگہ کو سامنے رکھ کر یکم محرم الحرام سے استخارہ شروع فرمادیتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ماہ رجب تک مسلسل جاری رہتا ہے اس دوران اشارات غیبیہ رویائے صادقہ و مبشرات صالحہ کا ظہور بھی ہوتا رہتا ہے اور مکمل انشراح اور کامل بشاشت کے بعد آپ سفر کا قصد فرماتے ہیں۔

چنانچہ ایک بار حضرت اقدس کے خلیفہ اجل اور دار العلوم کے صدر مفتی مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہی مدظلہ العالی سے حضرت اقدس نے دریافت فرمایا۔ مفتی جی! میرے لندن جانے سے کچھ فائدہ بھی ہوا۔؟ حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے فوراً ہی فرمایا۔ یہ آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں؟ یہ تو ان سے پوچھئے جنھوں نے آپ کو بھیجا تھا۔ آپ یہ جواب سن کر آب دیدہ ہوگئے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے اپنی تصنیف "وصفِ شیخ" میں اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اشعار رقم فرمائے ہیں۔

بے اجازت نقل و حرکت وصل و ہجرت ہیچ نیست

شد فنا قصدش بہ قصد سید پیغمبراں

ترجمہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر نقل و حرکت وصل و ہجرت کچھ نہیں۔

مکہ طیبہ پاک افریقہ رسیدہ فیض او

ساخت مرکز مورسش رنگون لندن انڈماں

ترجمہ :۔ مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ (زادھما اللہ شرفاً) پاکستان، افریقہ اور دوسرے ملکوں میں حضرت کا فیض پہنچا ہے اور حضرت مدظلہ العالی نے مورسش، رنگون لندن انڈمان جیسے مقامات کو جو علم دین سے بالکل خالی تھے۔ دین وسنت کی اشاعت کے لئے مرکز بنا دیا

جنوبی افریقہ کا سفر

ایک عرصہ سے حضرت اقدس کی توجہ پوری طرح اس پر مرکوز رہی ہے - کہ تصوف کی لائن سے امت کی اصلاح کا کام ہو اور سال بھر عموماً اور رمضان المبارک میں خصوصاً اس مقصد کے لئے سالہا سال سے مہمان خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اکثر رمضان المبارک سہارن پور ہی میں ہوتا۔ اور سینکڑوں حضرات اکثر اعتکاف کرتے۔ اور قلوب کی جلا و شفا پاتے۔ رمضان ۱۳۶۵ھ سے یہ سلسلہ مسلسل قائم رہا۔ بعض سالوں میں حرمین شریفین میں بھی رمضان گذارنے کی سعادت مقدر ہوئی۔ لیکن ان کے علاوہ کسی تیسرے مقام پر ماہ رمضان گذارنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ مگر قطب الاقطاب کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے بعد آپ کی نظر پورے عالم کی اصلاح و تربیت پر مرکوز ہوئی۔ اور آپ نے دنیا کے تمام براعظموں میں ذکر کی لائن کو زندہ کرنے کی تدبیر پر غور و فکر شروع فرما دیا۔ جنوبی افریقہ میں ایک معتد بہ طبقہ حضرت اقدس کے متوسلین کا موجود ہے۔ اور یہ حضرات ہر سال سہارن پور میں حاضر ہوتے رہے اور اپنے ہاں تشریف بری کی درخواست کرتے رہے۔ خود حضرت اقدس کی آمادگی بھی ایک عرصہ سے اس جانب محسوس کی جا رہی تھی۔ مگر تاحال، تقاضہ اتنا شدید نہیں تھا

اور پھر اعذار وامراض کے ہوتے بظاہر اس کا امکان بھی کم تھا مگر قادر مطلق کے رازہائے سربستہ تک کس کی رسائی ممکن ہے کہ وہ اس حال میں بھی جیسے چاہے کام لے سکتا ہے۔ افریقہ میں حضرت اقدس کے نہایت مخلص خادم و مجاز مولانا محمد یوسف تلا صاحب ہیں۔ سب سے زیادہ انہیں اس کا اشتیاق تھا۔ کہ اگر ایک بار بھی حضرت اقدس کی اس سرزمین پر تشریف آوری کی کوئی صورت ہو جائے۔ تو یہاں ایمان و معرفت کے انوار پھیل جائیں اور لوگوں کی اصلاح و تربیت کا کوئی سامان ہو جائے۔ چنانچہ ان کے اس اشتیاق اور بے چینی کا حال انہیں کی زبانی سنیئے۔ مولانا فرماتے ہیں:۔

> یہ ناکارہ حضرت اقدس کی تشریف آوری کا شدت سے مشتاق تھا۔ مگر حضرت کی حالت دیکھ کر کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ بایں ہمہ امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا پھر چند سال قبل ایک بشارت بھی ظاہر ہوئی۔ خواب میں گیا دیکھتا ہوں کہ اسٹینگر کی مسجد میں اچانک حضرت اقدس کی تشریف آوری کی خبر آئی ہے اور صرف ایک دو روز ہی تشریف آوری میں باقی رہ گئے ہیں۔ اور میں حیران ہوں کہ کیا ہوگا۔ کیونکر ہوگا۔ انتظامات کی کیا شکل ہوگی حتیٰ کہ تشریف آوری کا وقت بالکل قریب پہنچ گیا۔ اور انتظامات نہ ہو سکے مسجد کے قریب کموڈ رکھنے کی جگہ تلاش کر رہا ہوں۔

اس بشارت سے مزید امید قائم ہوئی۔ اس کے بعد لندن کے سفر کے موقع پر رمضان المبارک کے بارے میں تذکرے شروع ہوئے کہ رمضان المبارک کہاں گذارا جائے، بعض حضرات کی رائے امریکہ کی تھی اور بعض افریقہ

کو ترجیح دے رہے تھے۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا! امریکہ سے افریقہ مقدم ہے جہاں مولانا یوسف تتلا جیسے ہمارے مخلص حضرات موجود ہیں۔ اس کے بعد مارچ سنہ ۸۰ء میں دیوبند کے جلسے میں شرکت کے سلسلے میں یہ ناکارہ مدینہ پاک پہنچا تو حضرت نے فرمایا! اس وقت یہاں کیسے آنا ہوا۔؟ حضرت کے خادم خاص الحاج بھائی ابو الحسن نے فرمایا! یہ حضرت کو لینے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا! پیارے میں تو معذور ہوں، حرم تک جانا بھی مشکل ہے تم دعا کرتے رہو۔ آپ کے اس ارشاد سے مزید کچھ امید پختہ ہوئی پھر امریکہ کے تبلیغی اجتماع سے فارغ ہو کر میں فیصل آباد پہنچا۔ تو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا! دو میں کئی روز سے تمہیں یاد کر رہا تھا تمہارے ہاں جانا ہے"۔ میں نے عرض کیا حضرت! اس سفر میں؟ فرمایا ابو الحسن اور عبد الحفیظ سے مشورہ کر لو۔ چنانچہ ہم تینوں مشورے میں بیٹھے۔ بھائی ابو الحسن نے فرمایا! اس وقت تو سہارن پور روانگی طے ہو چکی ہے رمضان المبارک کے بعد تین چار ماہ وہیں قیام رہے گا۔ اور پھر افریقہ کے لئے اندراج اور ویزا وغیرہ کی مشکلات کے حل کے سلسلے میں وقت بھی درکار ہے لہٰذا آپ کے ہاں تو رمضان ہی میں آنا مناسب ہوگا۔ میں نے سوچا حضرت اقدس کا معمول تو سہارن پور کے علاوہ رمضان کہیں اور گذارنے کا ہے نہیں۔ کہیں معاملہ نہ ٹل جائے بہت بے چین رہا۔ چند روز بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ خدام پاؤں دبا رہے تھے۔ میری آہٹ کو محسوس کرتے ہوئے فوراً دریافت فرمایا! کون ہے؟ حضرت کے خادم خاص مولانا نجیب اللہ صاحب نے عرض کیا! مولانا یوسف تتلا ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت! افریقہ کے سفر کے بارے میں دریافت کرنا ہے۔ حضرت نے فرمایا! یہ حضرات تو رمضان کے لئے کہہ رہے ہیں۔ مگر وہ تو جب

میں طے ہوتا ہے۔ عبدالحفیظ میری چابی ہے اور فیصلہ مدینہ سے ہوگا۔ اس کے بعد حضرت فیصل آباد سے سہارن پور تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچتے ہی حضرت کو شدت علالت نے آن گھیرا۔ یہ حالت دیکھ کر کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور میں سیدھا واپس افریقہ آگیا۔ کچھ عرصہ بعد جب حضرت سہارن پور سے مدینہ طیبہ پہنچے تو میں نے مولانا عبدالحفیظ صاحب کو خط لکھا کہ آپ تبلیغی اجتماع کے موقعہ پر افریقہ تشریف لے آئیں اور وہاں کے حالات و انتظامات کا جائزہ لے لیں تاکہ حضرت کو اطمینان ہو جائے۔ حسن اتفاق سے اس وقت قاضی صاحب اور مولانا عبدالحفیظ صاحب کا ارادہ کسی سلسلے میں لندن اور افریقہ کے سفر کا ہو رہا تھا مگر یہ پختہ نہ تھا۔ جب یہ تقاضا سامنے آیا۔ تو دونوں حضرات کا سفر کا ارادہ اور بھی پختہ ہو گیا۔ یہ حضرات تشریف لے آئے۔ اور تمام حالات کا جائزہ لیا۔ یہ دونوں حضرات واپس پہنچے اور تمام حالات سے حضرت کو آگاہ کیا۔ کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر اسماعیل صاحب کا فون آیا۔ کہ حضرت نے سفر منظور فرمالیا ہے اور آپ میزبان ہوں گے۔ اور مکمل فیصلہ رجب میں ہوگا۔ چنانچہ رجب میں طے فرمالینے کے بعد حضرت نے ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا۔ جس میں مفصل شرائط مذکور تھیں یہاں افریقہ والوں کے لئے یہ گرامی نامہ حیران کن تھا۔ گرامی نامہ درج ذیل ہے۔

گرامی نامہ

مکرم و محترم مولانا الحاج یوسف تتلا صاحب مدفیوضکم۔ بعد سلام مسنون!

عرصہ سے تمہاری خیریت معلوم نہیں ہوئی میری طبیعت بھی اس زمانے میں بہت خراب رہی۔ ڈاک کا لکھوانا بلکہ سننا بھی مشکل رہا۔ تمہارے ہاں تو رمضان

گذارنے کا اشتیاق تو کئی سال سے ہے مگر اس سال اس کا زیادہ زور ہو رہا ہے ۔ میری عادت ہمیشہ سے کئی ماہ پہلے استخارہ کی ہے وہ تو پندرہ دن سے شروع کر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاں کا رمضان خیر ہو مقدر فرمائے ۔ مگر کچھ خوابیں کچھ بشرات ادھر ادھر سے سننے میں آتے ہیں جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ شاید آپ کے ہاں مقدر ہو۔ مگر ابھی متعین نہیں۔ رجب کے پہلے ہفتے میں متعین ہوگا کہ رمضان کہاں ہوگا ۔ اور آپ کے ہاں ہوا تو ۵ ا شعبان کو حاضری ہو گی۔ اور پندرہ شوال کو واپسی ۔ کئی دن ہوئے تمہارا ایک خط عزیز عبد الحفیظ کے نام آیا تھا مگر وہ یہاں نہیں تھا اس لئے مکہ بھیجدیا اور لکھ دیا کہ میرے نام کوئی پرچہ ہو تو بھیج دینا اس نے لکھا کہ میرے نام کوئی پرچہ نہیں تھا اور اس کے نام بھی کوئی خاص بات نہ تھی ۔ مگر چند امور آپ کی سہولت اور معلومات کے لئے بہت پہلے لکھوا رہا ہوں ۔ تاکہ آپ کے علم میں بھی رہے اور کوئی بات قابل مراجعت ہو تو مجھ سے مراجعت کر سکیں میں ہمیشہ تم دوستوں کا نمک خوار رہا ہوں اور تمہارے ہدایا ہر سال پہنچتے رہے مگر چونکہ اس وقت میری آمد ایک خاص طریقے سے ہے جس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی ۔ میں آپ پر ٹال دوں گا ۔

(۱) میرے ٹھہرنے کے لئے کوئی ایسا مکان ہو جو ہو تو آپ کی ماتحتی میں مگر ایسا ہو کہ اس میں زیادہ سے زیادہ مہمان آسکیں ۔ فیصل آباد میں شروع میں تو ایک ہزار کے قریب تھے اور اخیر میں کئی ہزار ہو گئے ، میرا قیام تو ایک ہی جگہ رہے گا ۔ آپ کا مکان اور مسجد تو سنا بہت تنگ ہے میں نے سنا ہے کہ احمد میاں ، ابراہیم میاں کے یہاں جگہ بہت وسیع ہے ۔ آپ مشورہ کر لیں کہ کہاں قیام مناسب ہے میں تو آپ ہی کی جگہ پسند کرتا ہوں مگر لوگ کہتے ہیں کہ وہ جگہ کافی نہیں تیسرے رفقاء میں سے کسی کی آمد و رفت کا کرایہ دینے کی اجازت

نہیں۔ میرے پانچ ٹکٹ ہوں گے مگر ان کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا آپ کے ذمہ نہیں۔

(۲) اس سفر میں ان لوگوں کے علاوہ جن کا معمول ہمیشہ ہدیہ بھیجنے کا ہے اور ان سے آپ زیادہ واقف ہیں۔ کوئی ہدیہ لینے کی اجازت نہیں اس الزام سے میں بچنا چاہتا ہوں کہ یہ مولوی رمضان کرنے آتے ہیں اور کبھی لینے لئے اور کبھی مدرسہ کے لئے چندہ کرتے ہیں۔ البتہ قاضی عبدالقادر صاحب اور مفتی محمود صاحب اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کہ ان کے ذاتی تعلقات ہیں۔ وہ ہدیہ لیں یا کرایہ لیں تو مجھے انکار نہیں۔

(۳) ذاکرین آپ جتنا زیادہ سے زیادہ جمع کرسکتے ہوں ۱۵ شعبان تک ان کو جمع کرلیجئے۔ مگر یہ شرط کرلیجئے کہ میری آمد رجب کے پہلے ہفتہ میں معلوم ہوگی یہ باتیں صرف آپ کی اطلاع کے لئے لکھوا رہا ہوں۔

(۴) میں بہت بیمار ہوں۔ ایک دن کو میرے یہاں اور ایک دن کو میرے یہاں کے آپ خود ذمہ دار ہوں۔ میرے بس کا پھرنا نہیں قاضی صاحب اور مفتی صاحب کو جہاں چاہیں لے جائیں۔ ان کے براہ راست آپ سے تعلقات ہیں۔ یہ میں صرف آپ ہی کو نہیں لکھ رہا ہوں پارسال یوسف متالا سے بھی میں نے یہ شرطیں کرلی تھیں۔

(۵) کھانے میں تکلف نہ کریں۔ چچا سعدیؒ کی دعوت شیراز مجھے بہت پسند ہے۔ میری حالت تو واقعی یہ ہے کہ جب کئی قسم کا کھانا ہو تو بھوک جاتی رہتی ہے۔ بہت سادہ کھانا ایک دو قسم کا ہو اور بس۔ حضرت عمرؓ کے ہاں تو دو سالنوں پر دُرّے لگتے تھے کم سے کم ہم لوگ جو اکابر کہلاتے ہیں اتباع کی کوشش تو کرتے رہیں۔

(۶) جب سے تمہارے یہاں کے تذکرے ذکر شروع ہوئے اور یہ سنا کہ سات آٹھ گھنٹے کا راستہ ہے۔ مجھے تو سہم چڑھ گیا۔ یوں کہتے ہیں کہ شعبان میں کوئی

چارٹر جہاز حاجیوں کو لے کر آتا ہے اور واپسی میں سیدھا خالی جاتا ہے اگر یہ صحیح ہے تو مجھے اطلاع کریں بہت سہم چڑھ رہا ہے میں تو بیمار معذور، لب گور۔ اور دوستوں کی جوانی کا زمانہ اللہ تعالےٰ ہی جزائے خیر دے۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ مجھے خود مولوی یوسف صاحب نے اس جہاز کی خبر دی تھی اگر یہ بھی لکھ دیں کہ اس کا کرایہ کیا ہے اور کن تاریخوں میں یہاں سے جائے گا۔ مجھے تو ابھی سے سہم چڑھ گیا۔ اللہ تعالےٰ تم دوستوں کی کئی سال کی فرمائش پوری کر دے اور سب سے بڑھ کر نفع ہو۔ ورنہ محض تفریح تو جوانی میں بھی نہیں کی۔

(۷) ابھی تک پختہ تو ہے نہیں وہ تو رجب میں ہوگا مگر دوستوں کو اس پر راضی کرلیں کہ وہ مجھے ایک دو دن کے لئے کہیں نہ لے جائیں۔ آنا جانا میرے بس کا نہیں۔ (فقط والسلام حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲، فروری ۸۱ء، مدینہ طیبہ)

ایک دوسرے گرامی نامہ میں تحریر فرمایا! میرے اور آپ کے بدلے میں ذاکرین کو اکٹھا کریں۔ جو اہتمام سے ذکر کریں میرے چچا جان کا ملفوظ یاد ہے کہ جب کوئی ان کو ہدیہ پیش کرتا تو فرماتے مجھے تمہارا ہدیہ نہیں چاہیئے بلکہ تمہاری جان چاہیئے اور اس کا بھی اہتمام کریں کہ کہیں مجھے جانا نہ پڑے۔ (فقط)

حضرات ناظرین نے گرامی نامہ سے حضرت اقدس کے حکمت و تدبر، فہم و فراست، حکمت و دانائی، زہد و استغناء اور اپنے مقصد سے بے پناہ لگن کا اندازہ لگالیا ہوگا۔

نظر میں جانچ لیتا ہے کہ کس کا ظرف کتنا ہے
دکھائے تو کوئی ایسا نکتہ رس اور دُور بیں ساقی

اس گرامی نامہ کے بعد مولانا یوسف تتلا ابراہیم میاں (درس نامہ فلاح دارین ترکیسر) ڈیسائی

مدینہ طیبہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ہر طرح کا آپ کو اطمینان دلایا۔ اور اس طرح آپ نے سفر کا عزم فرمایا۔ اس دوران افریقہ کے متعدد حضرات کی جانب سے سفر کا کرایہ اور دیگر اخراجات ادا کرنے کی پیشکش پہنچی۔ لیکن آپ نے اسے منظور نہیں فرمایا اور اپنا اور اپنے خدام کا کرایہ اپنی جیب خاص سے مرحمت فرمایا۔ جو کہ پاکستانی روپے کے حساب سے دو لاکھ روپے بنتا تھا اس کے بعد یہ حضرات واپس آکر انتظامات وغیرہ میں مشغول ہو گئے۔

اسٹینگر کی مسجد کا انتخاب

ان حضرات کے سامنے اور خود حضرت کے سامنے بھی سب سے بڑا مسئلہ جگہ کے تعین کا تھا۔ مولانا ابراہیم میاں اور مفتی احمد میاں جو حضرت کے قدیم خواص میں سے ہیں۔ اپنے ہاں جوہانسبرگ کے لئے مصر تھے اور ٹیلیفون پر نصف گھنٹہ کی گفتگو کے دوران تقریباً ۳ ۴ وجوہات اپنے ہاں کی ترجیح کی ذکر کر چکے تھے۔ لیکن مسجد وسیع نہ ہونے اور شدید سردی کی بنا پر وہاں قیام مناسب نہیں سمجھا گیا۔ یہ ملک چونکہ خط استوار کے جنوب میں واقع ہے لہذا ہند و پاک و حجاز میں شدید گرمی کے دوران یہاں انتہائی سردی ہوتی ہے اسٹینگر چونکہ ذرا نیچائی پر واقع ہے لہذا یہاں موسم قدرے معتدل رہتا ہے مسجد نہایت وسیع ہے اور تین حصوں پر مشتمل ہے اوپر کے حصہ میں تقریباً بارہ سو افراد کی گنجائش ہے اور نیچے دو حصوں میں تقریباً ایک ہزار افراد سما سکتے ہیں بیت الخلاء وغیرہ کافی تعداد میں ہیں گرد و پیش گاڑیاں کھڑی کرنے کی وسیع جگہ موجود ہے۔ گرم ٹھنڈے پانی کا بندوبست بھی ہے محل وقوع نہایت پرسکون ہے علاوہ ازیں اس جگہ کے بارے میں کچھ مبشرات بھی ہوئے۔ جن کی بنا پر اس کو ترجیح دی

گئی ۔ چنانچہ حضرت اقدس کے خادم خاص مولانا نجیب اللہ صاحب نے خواب دیکھا کہ گویا وہ اسٹینگر کے اس مکان میں ہے جس میں حضرت اقدس مدظلہ کا قیام رمضان المبارک سے قبل تھا۔ اس حجرہ کے مشرقی جانب ایک مینارہ ہے جو بہت اونچا ہے اس کی روشنی مسجد نبوی کے اس مینارہ جیسی ہے جو روضۂ اقدس کے گنبد خضرا سے متصل ہے مولانا وہاں تشریف لے گئے تو کسی نے ان سے کہا۔ نجیب اللہ سنو۔ مینار سے کوئی آواز دے رہا ہے انہوں نے پوچھا کون ہے؟ پھر خود ہی آگے بڑھے مینارہ پر پہنچے تو آواز آرہی تھی۔ نعم العبد، نعم العبد انہوں نے آواز سن کر مینارہ پر چڑھنا شروع کر دیا جو بہت ہی اونچا تھا۔ کافی اوپر جا کر آواز آئی۔ نعم العبد کر دیا۔ انہوں نے مزید اُوپر چڑھنے کا ارادہ کیا معًا خیال آیا کہ کہیں حضرت اقدس مدظلہ العالی آواز نہ دینے لگیں اس لئے نیچے اترنے کی سوچنے لگے کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ (انتہا الرؤیا)

انتظامات ایک نظر میں

سفر کی تفصیلات عرض کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے مخلصین نے جس ذوق وشوق اور اہتمام سے انتظامات کئے اجمالی طور پر اس کا تذکرہ کر دیا جائے جس سے ایک طرف تو ان حضرات کے خلوص ومحبت کا اندازہ ہو جائے گا، اور دوسری جانب ان کی شکر گذاری بھی ہو جائے تاکہ مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ کا مصداق نہ بنیں۔ مسجد کی وسعت کے بارے میں تو ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے لیکن مذکورہ وسعت کے باوجود مشتاقان زیارت کے جم غفیر کی بنا پر یہ مسجد بھی چھوٹی پڑ گئی۔ خصوصًا ہفتہ اتوار کو چھ سات ہزار کا مجمع اس میں قطعًا نہ سما سکتا تھا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے تینوں اطراف میں چار عدد

خیمے نصب کئے گئے جس میں تین ہزار افراد کی گنجائش تھی۔ اس کے علاوہ مسجد کے قریب ایک وسیع عمارت اس کے لئے مخصوص کی گئی جس میں ہفتہ اتوار کو آنے والے مہمانوں کی رہائش وطعام کا اہتمام تھا اور روزانہ خدمت کرنے والے سو افراد کی جماعت بھی یہیں مقیم ہوئی۔ مسجد میں وضو کے لئے پچاس عدد نل پہلے موجود تھے۔ جن میں ٹھنڈے گرم پانی کی سہولت حاصل تھی۔ ان کے علاوہ پچاس مزید لگا دیئے گئے۔ بیت الخلاء بارہ عدد پہلے سے موجود تھے۔ ۱۲ عدد مزید تعمیر کئے گئے، غسل خانے پہلے دو تھے چار عدد ٹھنڈے گرم پانی پر مشتمل مزید تعمیر کئے گئے۔ ان کے علاوہ ۴ عدد جن میں گرم پانی کی سہولت تو نہ تھی۔ لیکن ان کے متصل دو عدد بڑے ڈرام جن میں ۲۴ گھنٹے آگ کے ذریعے پانی گرم رکھنے کا انتظام تھا رکھے گئے دو آدمی انہیں گرم رکھنے پر متعین تھے۔ ہفتہ اتوار کو مجمع کا نظم قائم کرنے کے لئے وائرلیس سیٹ کرنا پڑا۔ ایک انفارمیشن سنیٹر (معلوماتی مرکز) مسجد سے متصل عارضی طور پر قائم لیا گیا۔ جو کہ ہر قسم کی معلومات ٹیلیفون ابتدائی طبی امداد اور دواوں پر مشتمل تھا۔ وہاں ایک ڈاکٹر صاحب بھی شام چھ بجے سے ساڑھے چھ بجے تک موجود رہتے۔ اس کے علاوہ مسجد سے متصل ایک پبلک ٹیلیفون بھی نصب تھا۔ مسجد کے امام صاحب کو اللہ تعالیٰ نہایت جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے مسجد کے نظام کے علاوہ ۴ کمروں پر مشتمل اپنا پورا مکان مہمانوں کے لئے خالی کر دیا تھا۔ اس میں قاضی صاحب آخر تک مقیم رہے۔ اور دس پندرہ خصوصی مہمانوں کا بھی وہیں قیام رہا۔ ایک اہم مسئلہ گاڑیوں کے کھڑے کرنے کا تھا۔ مسجد کے تین اطراف میں تقریباً ڈیڑھ سو گاڑیاں کھڑی کرنے کی گنجائش ہے مگر وہ جگہ بھی ناکافی ہو جاتی۔ کیونکہ یہاں کے مخصوص حالات کی بنا پر ہر شخص کو لامحالہ گاڑی رکھنی پڑتی ہے۔ ورنہ کافی دقت ہوتی ہے لیکن اتنے مجمع کے حساب

سے گاڑیوں کے لئے جگہ کہاں سے لائی جائے۔ گاڑیوں کا یہ سلسلہ نصف میل تک پھیل پہنچا تھا جبکہ سڑک کے کنارے اور درمیان میں ایک لائن ۵ - ۵ گاڑیاں کھڑی کی گئی تھیں۔ حتی کہ حکومت نے پوری سڑک گاڑیوں کے لئے مخصوص کر دی اور ٹریفک پولیس متعین کر دی گئی جو عام گاڑیوں کو گذرنے سے روک دیتی لیکن پھر بھی جگہ ناکافی ہوئی

حضرت اقدس کی سہولت کے لئے مسجد سے متصل ایک کیبن نما کمرہ تعمیر کیا گیا۔ جو حضرت کے معتکف سے ملا ہوا تھا۔ جس میں ایسا کموڈ نصب کیا گیا جسے بار بار ہٹانے کی ضرورت نہ پڑے۔ بحمد اللہ حضرت اقدس کو اس سے بڑی راحت پہنچی اس کمرہ کے متصل ایک دوسرا کمرہ خدام کرام کے لئے بنایا گیا جس میں باورچی خانہ ٹھنڈا گرم پانی و دیگر سہولتیں حاصل تھیں۔ مہمانوں کے سحر و افطار اور خورد نوش کا نہایت معقول انتظام تھا۔ اس میں ان حضرات نے مہمان نوازی اور انتہائی فراخ دلی کا ثبوت دیا جس سے مہمان حضرات بھی شرمندہ ہو جاتے۔ حضرت اقدس بھی انہیں اس پر تنبیہ فرماتے۔ اور چچا سعدی کی دعوت شیراز والا عہد و پیمان یاد دلاتے مگر پھر بھی اس میں کمی نہیں آئی۔ اور اس پر مزید اپنی تقصیر و کوتاہی کا اعتراف حیران کن تھا۔ مہمانوں کی خدمت کے لئے سو افراد پر مشتمل ایک جماعت متعین تھی جن میں پچاس سحر کے لئے اور پچاس افطار کے لئے مخصوص ہوتے۔ مسجد کے نیچے کے حصے میں مقامی معتکفین کے لئے بندوبست تھا اور اوپر کے حصے میں بیرونی حضرات اور خواص کے لئے انتظام تھا۔ نیچے کے حصے میں سحر و افطار میں چاول گوشت روٹی میٹھا، چائے، پھل مشروبات پیش کئے جاتے رہے۔ اور تراویح کے بعد چائے بسکٹ کا اہتمام کیا جاتا۔ بیرونی مہمانوں کے لئے ان کی طبائع کا لحاظ رکھتے ہوئے ۵ - ۶ قسم کے سالن کا بندوبست ہوتا۔ جو محترم مولانا عبد الحفیظ صاحب اور

محترم صوفی محمد اقبال صاحب محترم مولانا یوسف متالا صاحب، محترم مفتی سلیمان صاحب پانڈور حضرات پر مشتمل تھی۔ ایک جماعت محترم مولانا یوسف تتلا صاحب کی نگرانی میں قائم تھی۔ جو مختلف امور سرانجام دیتی۔ بیرونی امور کی کمیٹی کے ارکان یہ حضرات تھے۔ یونس نورگت، غلام حسین ملا، ایوب اسحاق، قاسم مہتر، مطبخ کی انتظامیہ کے تین افراد حسب ذیل ہیں۔ اسماعیل حافظ جی احمد مانجرا، جناب عابد صاحب۔ اعلانات ترجمانی اور مجمع کو کنٹرول کرنے کی ذمہ داری مولانا محمد قاسم صاحب بھورات نے سنبھالی ہوئی تھی اور انہوں نے نہایت حسن وخوبی سے یہ فرائض سرانجام دیئے۔ مجمع بھی ماشاءاللہ ان کی پوری اطاعت کرتا اور ان کا اعلان کر دینا ہی بس کافی ہوتا۔

حضرت اقدس کی مدینہ طیبہ سے روانگی اور ری یونین کا سفر۔

جب جنوبی افریقہ کا سفر طے ہو گیا اور روانگی کی تیاریاں مکمل ہوگئیں تو اچانک مولانا محمد سعید انگار صاحب مع اپنے چار رفقاء کے مدینہ طیبہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے ہاں تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ کہ افریقہ جاتے یا آتے کسی بھی موقعہ پر کچھ وقت کے لئے قیام فرماتے جائیں۔ موصوف کا حضرت اقدس سے قدیمی تعلق ہے آپ کی متعدد کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے اور اسلامک سینٹر ری یونین کے ڈائرکٹر ہیں حضرت نے خدام سے فرمایا۔ کہ ان سے پوچھو کتنی خانقاہیں بنائیں گے اور کتنے ذاکرین تیار کریں

گے اور یہی اپنے تشریف لے جانے کی شرط رکھی۔ مولانا عبد الحفیظ صاحب نے فرمایا کہ وہاں جانے کی صورت میں اخراجات بہت بڑھ جائیں گے بلکہ کرایہ ڈیوڑھے سے بھی زیادہ ادا کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس راستے سے جانے کی صورت میں رعایتی ٹکٹ نہیں مل سکتا بلکہ سال بھر والا ٹکٹ لینا ہوگا آپ نے فرمایا اس کا خیال نہ کرو۔ بلکہ میری بنیادی شرط یعنی ذاکرین اور خانقاہوں کی تشکیل کے بارے میں دریافت کرو۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ سینٹ ڈینس اور سینٹ پیپر میں خانقاہیں قائم ہو جائیں گی۔ دس پندرہ ذاکرین تو موجود ہیں اور مزید ذکر لینے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ آپ نے تشریف لے جانا منظور فرمالیا۔ ان حضرات نے ٹکٹ وغیرہ لینے پر اصرار کیا مگر آپ نے اسے منظور نہیں فرمایا۔ اور اپنے خرچہ سے تشریف لے گئے۔ حضرت کے خادم خاص مولانا اسمٰعیل بدات حالات و انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے پہلے ہی تشریف لے گئے تھے۔

اور حضرت اقدس مدظلہ العالی ۶ رجون مطابق ۴ رشعبان بروز ہفتہ بعد عصر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور مغرب سے ذرا قبل مقام بدر پہنچے اور نماز سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ عربی وقت کے مطابق ۴ بجے شب بھائی سعدی کے مکان پر پہنچ گئے۔ عمرہ سے فارغ ہوئے کھانا کھایا، آرام فرمایا۔ اور ۱۶ جون مطابق ۱۴ رشعبان پیر منگل کی درمیانی شب میں مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر جدہ کے مطار قدیم کی مسجد میں پہنچے۔ وہاں ایک بڑا مجمع پہنچا ہوا تھا۔ مفتی زین العابدین صاحب نے دعا کرائی اور عربی وقت کے مطابق سوا پانچ بجے مطار جدید کی جانب روانہ ہوئے ڈاکٹر ظفیر صاحب نے الباب الملکی (وہ دروازہ جو بادشاہوں کے لئے مخصوص ہے) سے اندر جانے کی اجازت لی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس راستے سے مطار پہنچے۔ شاہی عملہ نے خروج لگایا۔ مخصوص احباب کو جہاز پر جانے کی اجازت ہو گئی تھی

جہاز وہاں سے روانہ ہوکر مدغاسکر پہنچا لیکن کسی خاص وجہ سے طیارے کا راستہ ناممکن نہ ہوا اور بغیر وہاں سے ایندھن لئے سیدھا ری یونین آگیا اور اپنے وقت مقررہ سے پون گھنٹہ قبل ساڑھے دس بجے پہنچ گیا۔ اس کے باوجود استقبال کے لئے کثیر مجمع آیا ہوا تھا۔ مولانا سعید انگار اپنے رفقاء کے ہمراہ طیارے میں پہنچ گئے۔ حضرت بغیر کسٹم کے فوراً ہی باہر تشریف لے آئے۔ اور خدام کے کسٹم سے فارغ ہونے کے منتظر رہے۔ ان کے آنے کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعا کرائی اور اپنے مستقر پر پہنچ گئے اس کا پہلے بھی اعلان ہو چکا تھا کہ عمومی مصافحہ نہیں ہوگا وہاں پہنچ کر معمولات اور نظام طے ہوا۔ فجر کے بعد انفرادی معمولات ساڑھے آٹھ بجے ناشتہ دس بجے سے گیارہ بجے تک بیان جس میں فضائل رمضان مع فرانسیسی ترجمہ کے پڑھی گئی۔ سوا ایک بجے نماز ظہر ساڑھے چار بجے عصر اس کے بعد عمومی مجلس بیعت اور مصافحہ کا وقت طے ہوا۔ مغرب کے بعد ختم خواجگان پھر مجلس ذکر اذان عشاء تک رہی۔ آٹھ بجے نماز عشاء سے فارغ ہوکر ختم سورہ یٰسین دعاء پھر عورتوں کی بیعت ہوئی۔ اور پھر کھانے سے فارغ ہوئے۔ ۲۰ جون شنبہ کی صبح ۱۰ بجے سینٹ ڈینس سے سینٹ پیر کے لئے عورتوں کی بیعت کے لئے تشریف لے گئے سینٹ پیر میں چھٹی کی وجہ سے گاڑیوں کا ہجوم بہت تھا۔ جس کی وجہ سے مدرسہ پہنچنے میں کافی دیر لگی۔ جاتے ہی پہلے خصوصی احباب سے مصافحہ ہوا۔ پھر بچوں کی بسم اللہ اور اس کے بعد عورتوں کی بیعت ہوئی اور کچھ مرد بھی بیعت ہوئے۔ بیعت کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعا کرائی۔ دعا کے بعد عمومی مصافحہ ہوا اس دوران پانی شہد وغیرہ پر بھی دم ہوتا رہا۔ مصافحہ کے بعد ظہر کا وقت ہوگیا چنانچہ فوراً نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد وسیع دسترخوان لگا جس میں تقریباً ایک ہزار افراد شریک ہوئے

کھانے کے بعد قیلولہ اور پھر اول وقت میں نماز عصر ادا کی گئی بعد عصر عورتوں کے اجتماع میں شرکت کے لئے وہاں سے روانہ ہوئے۔ حضرت اقدس کی روانگی سے قبل مولانا عبدالحفیظ صاحب پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے تقریر کی جس کا عورتوں پر بے حد اثر ہوا۔ اور باوجود رواج نہ ہونے کے انہوں نے پردے کا اہتمام شروع کر دیا۔ سنیٹ ڈینس سے اپنے مستقر پر پہنچ کر مغرب ادا کی اس لگاتار سفر کے باوجود آپ کی طبیعت بحمد اللہ بشاش تھی۔ اور تکان کے آثار قطعاً نہیں تھے۔ اگلے دن ۲۱ر جون بروز اتوار بعد عصر الوداعی مصافحہ ہوا قاضی صاحب نے دعا کرائی اور اس کے بعد تقریباً آٹھ سو افراد نے الوداعی مصافحہ کیا۔ اسلامک سیکنڈری یونین کے ذمہ دار مولانا سعید انگار کے ماموں حاجی روات نے پوری یونین اور مولانا سعید انگار کی جانب سے سپاسنامہ پیش کیا اور انتہائی شکریہ ادا کیا۔ بعد نماز مغرب رفقاء کے ساتھ روانگی ہوئی۔ مطار پر رفقاء اور کثیر مجمع کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی گئی۔ اور وہاں سے ساؤتھ افریقن کے طیارے سے ۲۱ر جون بروز اتوار ڈربن کے لئے روانہ ہوئے اور تین گھنٹے ۴۰ منٹ کے بعد مقامی وقت کے مطابق سوا نو بجے ڈربن ائیرپورٹ پہنچ گئے۔

ڈربن میں آمد

وہ مستِ ناز آتا ہے ذرا ہوشیار ہو جانا
یہیں دیکھا گیا ہے بے پئے سرشار ہو جانا

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی تشریف آوری کی خبر پورے افریقہ میں بجلی کی طرح پھیل ہوئی تھی۔ مشتاقان زیارت عرصہ سے تمنا لئے ہوئے تھے آپ کی

تشریف آوری سے قبل ہی لوگوں نے داڑھیاں رکھنا شروع کر دی تھیں دینی جذبہ حیرت انگیز طور پر بڑھ چکا تھا۔ تشریف آوری کے انتظار میں گھڑیاں گنی جارہی تھیں بالآخر وہ مبارک گھڑی آن پہنچی۔ جس کا شدت سے انتظار تھا۔ ان کے ارمانوں کے پورا ہونے کا اور اپنے دلوں میں عشق الٰہی کی آگ سلگانے کا وقت آگیا۔ اپنی دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کے حصول کا وقت آن پہنچا۔ ہزاروں مشتاقان زیارت ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب تھے۔ حضرت اقدس کے خلیفہ اجل مولانا مفتی محمود گنگوہی مدظلہ العالی بھی موجود تھے جو کہ افریقہ والوں کی درخواست پر پہلے پہنچ گئے تھے۔ تاکہ تشریف آوری سے قبل لوگوں کو کسب فیض کے طرق اور آداب سکھا سکیں۔ آپ کا ایک وسیع حلقہ یہاں پہلے سے موجود ہے۔ حضرت کو کرسی سمیت دو لفٹوں کے ذریعے ڈربن ایئرپورٹ پر اتارا گیا۔ میزبان خاص مولانا یوسف تتلا صاحب، عبدالخالق ڈیسائی اور بھائی پاڑیا صاحب و دیگر ڈربن کے ذمہ دار حضرات بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا مفتی محمود نے دعا کرائی۔ اور آپ مع رفقاء وہاں سے روانہ ہوکر مولانا یوسف تتلا کے مکان پر پہنچ گئے۔ تشریف آوری سے قبل مقامی حضرات نے رمضان المبارک سے قبل کا نظام الاوقات چھاپ کر پورے ملک میں کثیر تعداد میں تقسیم کر دیا تھا۔ جو حسب ذیل ہے

صبح بعد فجر انفرادی معمولات پھر آرام نو بجے ناشتہ گیارہ بجے سے بارہ بجے تک مفتی محمود صاحب کا وعظ، ظہر کے بعد کھانا اور آرام، عصر کے بعد عمومی مجلس، مغرب کے بعد ختم خواجگان اور اس کے بعد مجلس ذکر عشاء کے بعد سورہ یٰس شریف کا ختم، پھر دعاء اور اس کے بعد بچوں کی بسم اللہ ہوئی۔ اس کے بعد مردوں اور عورتوں کی بیعت پھر مصافحہ اور پھر کھانے کا معمول

رہا۔ اس دوران اسٹینگر کی مسجد میں تبلیغی جوڑ رکھا گیا تھا۔ آخری مجلس اور دعا میں حضرت اقدس اور آپ کے خلفاء کی شرکت ہوئی۔

جمعرات ۲۹ شعبان کو حضرت اقدس مع اپنے تمام مہمانوں کے مکان مکتب سے مسجد میں منتقل ہو گئے۔ اس سے قبل بعد عصر مولانا یوسف تتلا کے مکان سے اسٹینگر قبرستان تشریف لے گئے۔ اور مولانا کے والدین اور عام مرحومین کو ایصال ثواب کیا۔ یہ ایک وسیع قبرستان ہے جہاں ایک طرف عیسائی اور دوسری جانب مسلمان مدفون ہیں۔ درمیان میں خاردار تاروں سے فاصلہ رکھا گیا ہے۔ مغرب سے قبل تمام مہمان حضرات مسجد میں پہنچ چکے تھے۔ اور انتظامیہ نے جو جگہیں ان کے لئے تجویز کی تھیں۔ ان پر بستر لگا چکے تھے۔ ۲ جولائی بعد مغرب جوہانسبرگ سے بذریعہ فون چاند کی اطلاع آئی۔ اور رمضان المبارک کی ابتداء ہوئی۔ معمولات طے ہوئے۔

معمولات رمضان

معمولات کے سلسلے میں اس کی پوری کوشش کی گئی تھی کہ سہارن پور کے طرز پر سلسلہ قائم کیا جائے چنانچہ اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اذان فجر کے بعد سنتوں سے فارغ ہوتے ہی فجر کی نماز ادا کی جاتی۔ اس نماز کی امامت کے فرائض مولانا یوسف متالا صاحب سرانجام دیتے رہے۔ آپ دار العلوم بولٹن انگلینڈ کے مہتمم ذمہ دار اور مظاہر علوم سہارن پور کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔ حضرت اقدس کے نہایت محبوب و مخلص اور خلفاء میں سے ہیں۔ ان کی دعوت پر حضرت دو سال قبل انگلینڈ بھی تشریف لے جا چکے ہیں اور اب بھی دورۂ حدیث کی تکمیل کے سلسلے میں شرکت کے لئے بھی روانگی

کا عزم ہے۔ انگلینڈ جیسی فضا میں یہ دارالعلوم اپنی مثال آپ ہے حضرت کو اس کی ترویج و ترقی میں انتہائی دلچسپی ہے جس کے اثرات ظاہر و واضح ہیں مولائے کریم موصوف اور آپ کے لارے کو حفاظت میں رکھے اور ترقیات سے نوازے بعد نماز فجر نئے آنے اور جانے والوں کا مصافحہ ہوتا مصافحہ کا معمول ہفتہ اتوار کو تو عشاء کے بعد رہا۔ اور بقیہ ایام میں بعد نماز فجر معمول رہا۔ ۱۱ سے ۱۲ تک ابتدائی ایام میں تقریباً ایک ہفتہ تک مفتی محمود صاحب کے بیانات ہوتے رہے اس کے بعد حضرت مفتی صاحب اور مولانا عبدالحلیم صاحب دونوں کے بیانات ایک ایک روز یکے بعد دیگرے ہوتے رہے یہ بیانات اکثر تصوف اور سلوک اور عام حضرات کے لئے پند و نصائح پر مشتمل ہوتے۔ مفتی صاحب حضرت کے اجل خلفاء میں سے ہیں دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی اور عالم اسلام کی اہم شخصیات میں سے ہیں۔ فقہ و مناظرہ میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ علمی پختگی تواضع سادگی طبع اور ذکاوت علمی میں اسلاف کی یادگار ہیں۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے آپ اہم اور ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔ مولانا عبدالحلیم صاحب جون پوری، مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادی اور حضرت اقدس ہر دو حضرات سے اجازت بیعت کا شرف حاصل کئے ہوئے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن ہیں یہ مظاہر علوم کے ممتاز فضلاء اور اس کے سرپرستان میں سے ہیں ہندوستان کی علمی شخصیات میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اور مشرقی یوپی میں انتہائی مقبول ہیں۔ علماء مظاہر علوم اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات (مصنفہ مولانا محمد شاہد صاحب سہارنپوری میں) ان حضرات کا تفصیلی تعارف موجود ہے۔

ظہر کے بعد ختم خواجگان اور پھر مجلس ذکر بالجہر عصر کے بعد عمومی مجلس

جس میں کتاب ارشاد الملوک و اکمال الشیم رسالہ نسبت اجازت وغیرہ پڑھی گئیں ابتدا میں محترم مولانا نجیب اللہ صاحب پڑھتے رہے اس کے بعد مولانا معین الدین صاحب ہندوستان سے تشریف لے آئے تو ان کے ذمہ کر دی گئی۔ مولانا معین الدین صاحب مدرسہ امدادیہ مراد آباد کے شیخ الحدیث ہیں ایک عرصہ سے حضرت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے مجازین میں سے ہیں۔ کتاب پڑھنے میں ایک مخصوص انداز رکھتے ہیں۔ جس سے مخاطبین کو کافی سمجھنے میں سہولت ہوتی ہے۔ مغرب کے بعد کھانا اور تقریباً سات بجے حضرت کے معتکف کا پردہ ہٹا دیا جاتا اور مہمان حضرات کھانے سے فارغ ہو کر یہاں جمع ہوتے رہتے اس مجلس میں بچوں کی بسم اللہ ہوتی اور بعض ایام میں بیعت بھی اسی وقت ہوتی۔ اس کے بعد مختصر دعاء ہوتی۔ ساڑھے سات بجے عشاء کی اذان ہو جاتی۔ آٹھ بجے نماز عشاء اور تراویح پڑھی جاتی۔ مولانا محمد سلمان صاحب حضرت کے داماد جو تقریباً اٹھارہ مرتبہ حضرت اقدس کو قرآن پاک سنا چکے ہیں۔ رمضان سے قبل ہی سہارن پور سے تشریف لے آئے تھے ابتدائی سالوں میں آپ تین تین پارے سناتے رہے اس کی وجہ حضرت نے یہ فرمائی تھی کہ تاخیر سے آنے والے حضرات کہیں قران پاک کے ختم سے محروم نہ رہ جائیں لیکن پھر حضرت اقدس کی معذوری کی وجہ سے یہ ممکن نہ رہا۔ اور ایک ایک پارہ ہونے لگا۔ امسال بھی شروع سوا پارہ ہوا۔ اور پھر ایک ایک پارے کے حساب سے ۲۹ کو ختم ہوا۔ موصوف نہایت صاف اور واضح قرآن پاک پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات دوران نماز ہی گریہ و رقت طاری ہو جاتا جس سے سامعین متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ عشاء کے بعد سورہ یٰسین شریف کا ختم اور دعا ہوتی۔ اس کے بعد کتاب جو مستقل طور پر مولانا

محمد شاہد صاحب سہارن پوری کے ذمہ رہی۔ آپ حضرت اقدس کے نواسے ہیں اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کے داماد ہیں۔ اور حضرت کے مجازین میں سے ہیں۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے باصلاحیت فضلاء میں سے ہیں تاریخ مظاہر علوم وغیرہ کے کتابوں کے مصنف ہیں۔ کتاب سے پہلے درود وسلام سے متعلق بہت احادیث پڑھی جاتیں اس کے بعد کتاب ہوتی۔ امسال فضائل رمضان اکابر کا رمضان دو کتابیں پڑھی گئیں۔ ہفتہ اتوار کی درمیانی شب میں عموماً قصائد پڑھے جاتے جن میں قصیدہ جامی، قصیدہ بہاریہ نانوتویہ اور موت کی یاد قصیدے پڑھے گئے۔ کتاب کے بعد اگر ہفتہ اتوار کے ایام ہوتے تو مصافحے اسی وقت یعنی عشاء کے بعد ہوتے۔ اور پانی اور شہد وغیرہ پر دم بھی اسی وقت ہوتا۔ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ دم کرانے والے موجود ہوتے اتنی کثرت سے یہ دم ہوا کہ پورے شہر سے شہد اور بادام غائب ہو گئے اور اتنی مقدار میں بوتلیں آئیں کہ دم کرنا مشکل ہو گیا۔ پھر دو ڈرام رکھوائے گئے اس میں دم کر کے پانی تقسیم کر دیا جاتا۔ اور آخر میں دو گیلنوں میں دم ہوتا اور پورے پانی میں ملا دیا جاتا۔ تراویح میں شرکت کے لئے شروع میں عورتیں بھی مسجد کے قریب شامیانے میں آنے لگیں اور میناروں پر نصب شدہ لاؤڈ سپیکر سے انہیں آواز سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ اس پر حضرت مفتی صاحب نے اشکال کیا۔ تو مینار سے اسپیکر ہٹا لئے گئے۔ اور عورتوں سے کہہ دیا گیا کہ وہ جماعت میں شریک نہ ہوں بلکہ ہال میں چلی جائیں، اور بغیر شریک ہوئے قرآن پاک سنیں۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ نماز جمعہ سے قبل کے بیانات مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا عبدالحلیم صاحب کے رہے اور نمازیں مستقل طور پر محترم مولانا عبدالحفیظ صاحب پڑھاتے رہے۔ دعا بھی آخر تک انہیں کے پاس رہی۔ محترم مولانا

عبدالحفیظ صاحب بھی حضرت اقدس کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ خداوند کریم نے موصوف کو ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے اور مظاہر علوم سہارن پور کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔

مشاہدات تاثرات اور نتائج

تری محفل میں کیا انوار ہیں اے مہ جبیں ساقی
اُتر آیا زمین پر آج کیا عرش بریں ساقی

حضرت اقدس مدظلہ العالی کی اس سرزمین کفر والحاد میں تشریف آوری مولائے کریم کی جانب سے ایک نعمت ایک رحمت اور ایک ایسی حجت تھی جس سے حق و باطل نکھر کر سامنے آگیا۔ آپ کی تشریف آوری نے پورے ملک کی فضاء کو یکسر بدل کر رکھ دیا اور انسانوں کے قلوب و اعمال میں وہ حیرت انگیز تغیر و انقلاب آیا جس سے مخالفین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ ہر طبقہ کے لوگ اس تماشائے قدرت کو دیکھ کر حیرت زدہ تھے جب وہ اس روح پرور فضا میں داخل ہوتے تو اپنے قلوب کی دیرینہ امراض کی اس دواء کو پا لیتے جس کی انہیں ایک عرصہ سے تلاش تھی اور انہیں وہ اطمینان اور سکون حاصل ہوتا جو اپنی راحت و آرام کے نقشوں میں حاصل ہونا ممکن نہ تھا ملک کے کونے کونے سے دیوانہ وار عشاق کا مجمع بغیر کسی ترغیب کے کھچا چلا آرہا تھا۔

کیوں ان کی محبت میں ہے یہ بے خودی، دل
آگاہ نہیں میں بھی خود اس راز نہاں سے۔

کھل جاتے ہیں اسرار محبت کے خمستاں
ملتی ہے نظر جب نگہِ پیر مغاں سے

علماء وطلباء، تاجر مزدور، محدثین و فقہاء، عارفین وصوفیاء سبھی اس آستانے پر حاضر ہیں اور انوار وایمان ومعرفت کے نور سے منور ہو رہے ہیں. عوام الناس داخل ہوتے ہیں تو نکلنے کو جی نہیں چاہتا بے ساختہ بیٹھ جاتے ہیں اپنی گذشتہ زندگی پر ندامت کے آنسو بہاتے ہیں اور کریم آقا کے کرم کے امیدوار ہیں

آمد و رفت اپنی اس بزم میں روزانہ
اک در درِ توبہ ہے اک در درِ مے خانہ

تراویح کے بعد جب رات کی عبادت شروع ہوتی تو زمین و آسمان کے درمیان ایک عجیب سماں بندھ جاتا ہے کہیں تلاوت ہو رہی تو کہیں حفاظ کی ٹولیاں قرآن پاک سنانے میں مصروف ہیں۔ کہیں گریہ وزاری ہے تو کہیں مولائے کریم سے راز و نیاز چل رہا ہے الفاظ ان کی کیفیات بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ ممکن ہے حضرت مجذوب علیہ الرحمۃ کے الفاظ سے ترجمانی ہو جائے۔

کیا کسی سے میں کہوں کیا مزا ہے آج کی رات
میں ہوں تنہائی ہے اور یاد خدا آج کی رات

لوٹتا ہوں مَیں دو عالم کا مزا آج کی رات
کیف آنکھوں میں ہے اور دل میں ضیا آج کی رات

دل میں اس درجہ بڑھی یادِ خدا آج کی رات
دونوں عالم کے میں غم بھول گیا آج کی رات

قرب حق اتنا بڑھا اتنا بڑھا آج کی رات
کہ دو عالم میں خدا ہی خدا آج کی رات

وہ مزا ہے وہ مزا ہے وہ مزا آج کی رات
جیسے جنت میں ہوں مَیں نام خدا آج کی رات

غم دو عالم کے مٹے لے کے جو بیٹھا تسبیح
درد دل کی میرے ہاتھ آئی دوا آج کی رات

لاکھ ہو صبح مگر دل میں یہی کیف رہے
ہو کبھی ختم نہ اے میرے خُدا آج کی رات

رات کو پولیس والے گشت کے لئے نکلتے تو بعض اوقات اس پر سکون فضا میں بیٹھ کر سکون قلب کے مزے لوٹتے ۔ غیر مسلم اخبارات تک اس منظر کو ذکر کئے بغیر نہ رہ سکے ۔ اخبارات کی رائے آخر میں انشاءاللہ ذکر کی جائے گی مخالفین جنہوں نے تشریف آوری سے قبل پورا زور مخالفت صرف کیا تھا۔ اور پمفلٹ تقسیم کئے تھے بلکہ آئندہ بھی مخالفت کا عزم کئے ہوئے تھے۔ دست بستہ حاضر ہوئے ۔ اور انتہائی ندامت کے ساتھ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کیا ۔ اور عفو و درگذر کی درخواست کی ۔ وہ ناسمجھ جنہوں نے اہل حق کی مار پیٹ سے بھی گریز نہ کیا تھا ۔ ان کے سرکردہ حضرات آ کر معذرت خواہ ہوئے ۔ اور ادھر سے معاف کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوتا

یعفو ویصفح عن جان جنی کرما
ویقبل العذر ممن جاء یعتذر

اس ملک میں اکثر لوگ خانقاہیں نہ ہونے کی وجہ سے اس لائن سے ناواقف تھے ۔ بعض کے ہاں ان کی کوئی اہمیت نہ تھی ایک ایسا ملک جو یورپ

کے نقش قدم پر چل رہا ہو۔ اور اس کی زبان و تہذیب تک وہاں والوں میں سرایت کئے ہوئے ہو۔ اس ملک میں ایسے روحانی منظر و ماحول کا وجود میں آجانا انتہائی حیران کن تھا جو بھی اس ماحول میں پہنچا اور اس کے قلب میں تیر نگاہ لگا تڑپ کر رہ گیا۔ جذبۂ عشق الٰہی سے سرشار ہوا اور پوری زندگی بدلنے کا فیصلہ کر کے واپس لوٹا۔

معتکفین جنکی تعداد ساڑھے چار سو کے قریب تھی. علماء و طلبا، پروفیسر، ڈاکٹر تمام طبقات کے لوگ حاضر تھے. کالج کے طلباء جن کی اتفاق سے تین ہفتہ کی چھٹیاں تھیں۔ کثرت سے آتے اور انتہائی انہماک اور ذوق وشوق سے عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ خدمت کی ذمہ داری بھی اکثر انہی حضرات نے سنبھالی ہوئی تھی۔ یہ حضرات افطار کے دوران خدمت میں مشغول ہو جاتے. خود کھجور اور پانی پر اکتفا کرتے اور مہمانوں کی خاطر و تواضع کے لئے کھڑے ہو جاتے خدمت کا سلیقہ حیران کن تھا۔ کسی کو کوئی چیز مانگنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ مختصر افطار کے باوجود مغرب کے بعد کھانا کھلانے میں لگ جاتے مہمانوں سے فراغت کے بعد مختصر وقت میں جو کچھ میسر آگیا اسی پر اکتفا کر لیا۔ تراویح سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو جاتے۔ سحر تک یہ سلسلہ جاری رہتا اور پھر مہمانوں کی سحری کے انتظام میں لگ جاتے یہ ایک دو روز کی بات نہ تھی بلکہ پورا مہینہ اسی حال میں گذر گیا۔ ان کے علاوہ کالج کے کثیر طلباء جنہیں دیکھ کر دنیا حیران تھی یہاں موجود تھے۔ ایک بزرگ کا گذر دو طالب علموں کے پاس سے ہوا۔ جو آپس میں کچھ اس انداز سے محو گفتگو تھے۔ ایک دوسرے سے جو اس کی زندگی سے واقف تھا کہہ رہا تھا! او شیطان! تو یہاں کہاں؟ اس نے جواب دیا میں روحانی انقلاب کے پروگرام کو دیکھنے آیا ہوں ان طلباء کا تاثر یہاں تک بڑھا

کہ انگریزی تعلیم کو چھوڑ کر عربی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے پر آمادہ ہو گئے ہزاروں مرد اور عورتیں بیعت ہوئیں۔

متعدد جگہوں پر مجلس ذکر تشکیل پائیں۔ جن میں سات جگہیں قابل ذکر ہیں

۱۔ اسٹینگر جامع مسجد	سرپرست	مولانا یوسف تنلا
۲۔ اسپنگو (ڈربن)	"	مفتی بشیر صاحب
۳۔ نیوٹاؤن مسجد۔ جوہانسبرگ	"	مولانا سلیمان پانڈور (احمد میاں، احمد درویش)
۴۔ لینیشیا۔ جامع مسجد۔	"	مولانا ابراہیم بن عبدالرحمٰن میاں
۵۔ مافی کینگ	"	مولانا محمد گارڈی
۶ جرمستن		مولانا موسیٰ پانڈور

ان مقامات پر روزمرہ کی مجالس بھی طے پائیں اور ان کے علاوہ بھی تقریباً ۶۔ ۷ جگہوں پر مجالس ذکر کا قیام عمل میں آیا۔ ایک تاثر قابل بیان اور بھی ہے اور وہ ایسی خصوصیت ہے جو کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ مجمع کثیر ہونے کے باوجود انتہائی ساکت وصامت اور پُر وقار نظر آتا تھا۔ اور نہایت ادب واحترام کو ملحوظ رکھے ہوئے تھا۔ مصافحے زیارت یا مجلس میں کسی قسم کی دھکم پیل نہیں تھی۔ اعلان کرنے والے کے اعلان کی اطاعت کرتے۔ اس کے لئے اپنے جذبات کی پوری قربانی دیتے تھے۔ ہفتہ اتوار کو تقریباً ۶۔ ۷ ہزار کا مجمع ہوتا ان کے لئے مسجد ناکافی ہو جاتی اور تراویح کا انتظام خیموں میں کرنا پڑتا۔ شہر کے مقامی حضرات تراویح میں کثرت سے شریک ہوتے۔ ڈربن کے اکثر حضرات دوپہر کے بعد پہنچ جاتے۔ اور رات گذار کر صبح کو واپس لوٹ جاتے ڈربن یہاں سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تقریباً نو(۹) غیر مسلم مسلمان ہوئے مجلس ذکر میں

لا الٰہ الا اللہ کی صدائیں ایک عجیب سماں پیدا کر دیتیں۔ ذاکرین پر ایسا وجد طاری ہوتا جو انہیں ماسوا اللہ سے غافل کر دیتا۔ کثرت سے لوگ اس میں شریک ہوتے۔ اس مجلس کی تاثیر نا قابل بیان تھی۔ اور اس میں سب سے بڑھ کر وہ باطنی کیفیات جس کا اندازہ ایک صاحب بصیرت شخص ہی کر سکتا ہے اس پر مستزاد تھیں۔ بہر حال حضرت اقدس کی تشریف آوری کے وہ نتائج و ثمرات مرتب ہوئے جو اندازِ بیان سے باہر اور قلم ان کو تحریر کرنے سے عاجز ہے اب اس سلسلہ میں چند مبشرات ملاحظہ فرمائیں۔

سفر افریقہ کے بارے میں چند مبشّرات

۲۷ رجب یکشنبہ ۱۴۰۱ھ ایک بزرگ نے روضۂ اقدس پر صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد حضرت کے لئے صحت و عافیت اور سفر افریقہ کے لئے دعاء کی درخواست کی۔ تو دیکھا کہ گویا آپ کھڑے ہیں اور سامنے دن چڑھ رہا ہے فرمایا! یہ حق کی کنجی ہے یعنی حضرت؛ پھر فرمایا: انہ مفتاح القلوب وبرؤیتہ تنجلی الحقائق پھر تھوڑی دیر بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء فرمائی۔ اللھم مظھر الحق بالحق أظھر بہ الحق؛ اے حق کو حق کے ذریعے ظاہر کرنے والے خدا اس ہستی حضرت (شیخ) کے ذریعے حق کو ظاہر فرما۔ تین مرتبہ جہراً آپ نے یہی دعا ارشاد فرمائی۔

جمعرات ۲۸ رمضان المبارک کو مولانا محمد سلیمان پانڈور نے خواب دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تمام مسجد کا معائنہ فرمایا۔ حضرت کے معتکف کے قریب دو خلوے خالی رکھے گئے تھے۔ اس پر آپ نے اشکال

فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ تو مہمانوں کے لئے ہونے چاہئیں۔ یہ سن کر وہ ڈر گئے کہ کہیں حضرت سے میری شکایت نہ ہو جائے۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کے معتکف میں تشریف لے گئے اور آپ سے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ حضرت مدظلہ العالی بھی بہت خوش ہوئے پھر دیکھا کہ حضرت لیٹے ہوئے ہیں اور مجمع بہت زیادہ ہے پوری مسجد بھری ہوئی ہے پھر حضرت نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے۔ یہ کیا چیز ہے میں کیا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے جواب دیا یہ ۲۴ گھنٹے کا پروگرام بہت عمدہ ہے اس کا اثر ہو رہا ہے۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے آپ جیسا کوئی شخص نہیں آیا اور ایسا رمضان بھی نہیں گذرا۔ ذکر کی مجلس کا تو بہت زیادہ اثر ہوا۔ اس پر حضرت اقدس مدظلہ العالی اتنے خوش ہوئے کہ خوشی کی انتہا نہ رہی آپ کے قریب کوئی بزرگ بیٹھے تھے۔ ان سے بار بار فرماتے تھے دیکھو بھائی یہی تو چیز ہے یہی تو چیز ہے۔

ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا قافلہ مسجد کے قریب سے ٹرک اور موٹر کاروں پر مشتمل گذر رہا ہے اور نعرے لگا رہا ہے: حضرت گنگوہیؒ زندہ باد۔ حضرت گنگوہیؒ زندہ باد۔

بقیہ سفرِ افریقہ و انگلینڈ

از

مولانا نجیب اللہ

۴ اگست ۱۹۸۱ء ۳ شوال ۱۴۰۱ھ منگل کو ظہر کی نماز پڑھ کر ختم خواجگان کے بعد الوداعی دعاء مولانا عبد الحفیظ صاحب نے کرائی، لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے مجمع بھی ماشاء اللہ بہت زیادہ تھا تقریباً ۲۰ منٹ کی دعاء ہوئی دعاء کے بعد حضرت مدظلہ ضروریات سے فارغ ہو کر ۲ بجے گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور ۱/۲-۲ پر اسٹینگر کی مسجد سے روانہ ہوئے۔ اسٹینگر ہی میں مسجد کے لئے ایک زمین مسلمانوں نے حاصل کی ہوئی تھی۔ مگر محلہ کے غیر مسلم مسجد بنانے میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے حضرت سے کئی دن سے یہ درخواست کی جارہی تھی کہ روانگی کے وقت یہاں سے گذرتے ہوئے دعاء فرماتے جائیں تاکہ تعمیری کام میں رکاوٹ دور ہو جائے۔ چنانچہ پہلے اس زمین پر پہنچے اور حضرت مدظلہ نے کچھ جہراً اور کچھ سراً ایک منٹ کی دعاء کرائی۔ یہاں سے روانہ ہو کر سیدھے قبرستان پہنچے۔ یہاں قبرستان ایک طرف انگریزوں کا ہے اور بیچ میں مسلمانوں کا اور دوسرے کنارے پر ہندوؤں کا قبرستان پہنچ کر گاڑی ہی میں مولوی یوسف تتلا صاحب کے والدین کی قبر پر خصوصاً اور عامۃ المسلمین کے لئے عموماً ایصال ثواب کیا اور دعاء مغفرت کی۔ قبرستان میں ۴-۵ منٹ لگے ۲/۲۸ پر قبرستان سے روانہ ہو کر راستہ ہی میں ایک مقام چاکرس کرال ہے یہاں کے لوگوں کا بھی اصرار تھا کہ ہماری نو تعمیر مسجد سڑک کے کنارہ ہی پر ہے چند منٹ کی دعا کرادیں چنانچہ منظور فرماتے ہوئے وہاں پر چند منٹ کو رکنا ہوا حضرت مدظلہ العالی مع رفقاء کار ہی میں رہے مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعا کرائی۔ اسٹینگر سے روانہ ہوتے وقت حضرت کی کار میں پیچھے حضرت مدظلہ، بھائی ابو الحسن

عزیزم سہیل اور آگے کی سیٹ پر مولانا یوسف تتلا، ابراہیم پہلوان اور راقم تھے چار کریں کرال میں ۲ بجکر ۴۵ منٹ پر پہنچے۔ چار منٹ کی دعا ہوئی اور حضرت مدظلہ مع خدام کے ۲ بجکر ۵۰ منٹ پر روانہ ہو گئے۔ ہمیں یہاں سے سیدھے مفتی بشیر صاحب کے مکان سلور گلین پر جانا تھا مگر آگے آگے رہبر بھائی غلام محمد پاڈیا تھے۔ انہوں نے مولانا عبد الحق عمر جی کے مکان کی رہنمائی کر دی۔ پہنچتے ہی اور رفقاء تو اُتر گئے مگر حضرت مع خدام کے اپنی گاڑی ہی میں رہے مولانا عمر جی صاحب نے زمزم پیش کیا مگر حضرت مدظلہ نے پیشاب کے اندیشہ سے معذرت فرمادی یہاں تقریباً ۵ منٹ رکنا ہوا۔ یہاں سے روانہ ہوئے تو رہبر مفتی بشیر صاحب خود تھے۔ ان کی رہبری میں ۳ بجکر ۵۵ منٹ پر ان کے مکان سلور گلین پر پہنچے۔ جاتے ہی استنجاء وضو سے فارغ ہو کر نجیب اللہ کی امامت میں عصر پڑھی۔ مولوی سعید احمد اکبر آبادی بہت دنوں سے افریقہ گئے ہوئے تھے۔ ان کا قیام ڈربن ہی میں تھا وہ بھی نماز میں شریک تھے عصر کی مجلس کو انہوں نے اپنی گفتگو ہی میں ختم کر دیا۔ گفتگو کا موضوع دار العلوم تھا۔ دار العلوم کے حالات اور شوریٰ کی کاروائی سناتے رہے اس کے بعد نماز مغرب پڑھی نماز کے بعد حسب معمول ختم خواجگان ہوا اور اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعا کرائی پھر مجلس ذکر منعقد ہوئی مولوی ابراہیم پانڈور آئے کہ حضرت مفتی محمود صاحب دریافت فرما رہے ہیں کہ ہم لوگوں نے ذکر صبح ہی کو پورا کر لیا تھا۔ اب پھر دوبارہ کریں یا نہیں۔ بندہ نے حضرت سے عرض کیا کہ کچھ لوگ یوں پوچھ رہے ہیں حضرت مدظلہ نے فرمایا کہ "کچھ ضروری نہیں اور اگر دوبارہ کر لیں تو کوئی مضائقہ بھی نہیں،" ذکر سے فارغ ہو کر ۷ بجے عشاء کی اذان ہوئی اور ۷ بجکر ۱۰ منٹ پر بامامت مولانا عبد الحفیظ صاحب نماز ہوئی۔ نماز کے بعد ختم یٰسین۔ اس کے بعد بچوں کے قرآن پاک کی بسم اللہ ہوئی۔ تقریباً ۲۵ بچوں کی بسم اللہ کی اس کے بعد بیعت ہوئی بیعت کے الفاظ احقر نے کہلوائے پھر مولانا عبد الحفیظ صاحب کی دعا ہوئی۔ اس

کے بعد مصافحہ ہوا۔ مصافحہ سے فارغ ہو کر کھانا ہوا۔ حضرت مدظلہ نے بھی تھوڑی سی یخنی نوش فرمائی اور پھر آرام فرمایا مولوی سعید احمد انگاری یونین والوں نے رمضان تقریباً نصف حضرت شیخ مدظلہ کے ساتھ اسٹینگر میں گذارا۔ عید پڑھکر اپنے کسی عزیز سے ملنے کے لئے ڈربن آگئے آج جب حضرت کی تشریف آوری یہاں ہوئی۔ تو وہ بھی آئے انہوں نے نجیب اللہ کو سنایا کہ میرے ایک عزیز نے مجھ سے نقل کیا کہ حضرت مدظلہ جب ری یونین سے تشریف لائے اور ڈربن ائیرپورٹ پر اُترے تو وہاں ائیرپورٹ پر کسی زوبو (سیاہ فام افریقی نے) آپ کو دیکھا زیارت کی حالانکہ اس کو یہ پتہ نہیں کہ آنے والے یہ کون ہیں مگر چہرہ مبارک کی زیارت کرنے کے بعد اس شخص کے اندر ایک تغیر پیدا ہوا اور حضرت مدظلہ کے اسٹینگر کے روانگی کے بعد وہ خود سے مسلمان ہو گیا۔ اللہ رے تیری قدرت معلوم نہیں جب اس سیاہ فام نے حضرت کی زیارت کی۔ اس وقت کی نظر توجہ کیسی پڑی کہ دیکھتے ہی اس شخص کا کام بن گیا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ فللہ الحمد والشکر۔

میری آنکھوں میں چشم مست ناز ساقی کا ہے وہ عالم
نظر بھر کر جسے بھی دیکھ لوں میخوار ہو جائے۔

۵ اگست بدھ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت مدظلہ نے دریافت فرمایا کہ کیا نظام ہے جب بتلایا گیا کہ دس بجے کے قریب یہاں سے رچمنڈ کے لئے (مولانا یوسف تتلا صاحب کے خسر جہاں پر مقیم ہیں) چلنا ہے تو فرمایا مجھ بڈھے لب گور کو کب تک مارو گے پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا۔ نجیب اللہ ادھر آؤ اور ابوالحسن کو بھی بلاؤ تم کو ایک قصہ سناؤں پھر فرمایا کہ میں نے ایک کتاب تقدیر پر لکھی تھی اب تو معلوم نہیں میرے مسودات میں ہے یا ضائع ہو گئی اس میں میں نے لکھا تھا کہ جو کچھ مقدر میں کھانا پینا یا کوئی کام کرنا لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا چاہے آدمی اس سے کتنا

ہی بھاگے اس کے بعد ایک بچہ کا قصہ سنایا جو اپنی ماں کا اکلوتا تھا وہ کسی مکتب میں پڑھتا تھا بچہ تھا ہونہار اُستاد نے پڑھایا یا بتلایا کہ جو مقدر میں لکھا جاچکا ہے وہ ہوکر رہے گا پھر وہ گھر آیا اور اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ ماں مَیں نے یہ بات پڑھی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے جب میں وہ کام کرونگا ہی نہیں پھر اس نے یہ ٹھان لی کہ مَیں کھانا نہیں کھاؤں گا اخیر تک قصہ سنایا جس میں وہ قبرستان میں چلا گیا اور وہاں رات میں اس کی ماں نے پلاؤ پکا کر چپکے سے رکھوا دیا پھر چور آئے اور انہوں نے جوتے مار مار کر اس کو کھلایا تفصیل سے قصہ سناتے رہے پھر فرمایا ایک بہت ہی باوجاہت آدمی کہیں کے رہنے والے میرے پاس تعویذ کے لئے آئے مَیں نے باتوں باتوں میں اس سے پوچھا کہ آپ کو کیا تنخواہ ملتی ہے اس نے بتلایا کہ ۱۶سو روپے پھر پوچھا کہ آپ کھانے میں کیا کھاتے ہیں تاکہ اس کا انتظام کروں تو اس نے بتلایا کہ صبح کو خشکہ اور دال اور شام کو روٹی شوربہ۔ مَیں نے کہا کہ اتنی تنخواہ پھر کھانا ایسا تو اس نے بتلایا کہ میری ماں بیمار ہے ڈاکٹر نے کھانے کو یہی بتلا رکھا ہے۔ اس لئے گھر میں سب کے لئے ایک قسم کا کھانا تیار ہوتا ہے پھر فرمایا کہ یہ تو تم نے سُن رکھا ہوگا کہ سہارن پور کی چھوٹی لائن کا انگریز مالک جس کے ہزاروں نوکر کام کرنے والے تھے۔ مگر غذا اس کی بھی صرف مونگ کی دال کا پانی تھا۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ پولیس کے پہرہ میں تو میں کہیں گیا نہیں مگر یہ بھی مقدر ہے حضرت شیخ الاسلام مدنی پولیس کے پہرہ میں جایا کرتے تھے۔ معلوم ہوا یہ بھی مقدر ہے (یہ اس پر فرمایا کہ مولوی محمود مدنی مولوی یوسف تتلا صاحب کی اہلیہ کے بھائی اس کوشش میں ہیں۔ کہ حکومت سے ۲ پولیس والے مع گاڑی کے مل جاویں تاکہ کسی اشاریہ پر رُکنا نہ پڑے اور جلد سے جلد حضرت مدظلہ قیام گاہ پہنچ جاویں) حضرت مدظلہ جس کار میں سفر فرما رہے تھے یہ کار جناب عبد القادر ڈیسائی صاحب کی ہے یہ کئی بھائی ہیں

ماشاء اللہ سب ہی بہت ہی خوش اخلاق نیک ہیں مہمانوں کی خدمت کا جذبہ ان لوگوں میں بہت ہی زیادہ ہے اللہ جل شانہ ان لوگوں کو مکارہ سے محفوظ فرماکر دارین کی سعادتوں سے نوازے یہی کار تشریف آوری کے وقت ڈربن ایرپورٹ پر جہاز تک گئی اور اسٹینگر بھی اسی پر آئے۔ یہی گاڑی پورے سفر میں رہی یہ گاڑی یہاں کے صدر کی ہے۔ جو انہوں نے خرید رکھی ہے چنانچہ جب کل راستہ پر گذر رہے تھے تو کئی جگہ کالوں نے شور کیا کہ یہ اس ملک کے صدر کی کار گذر رہی ہے۔ اس کے بعد حضرت کو لٹادیا گیا اور رفقاء بھی سو گئے یہاں تقریباً پانچ سو سے کچھ زیادہ ہی مجمع رہا۔

۴؍ شوال ۱۴۰۱ھ ۵؍ اگست ۸۱ء بدھ۔ فجر کی نماز پڑھ کر سب سو گئے ۹ بجے بیدار ہوئے پہلے ناشتہ ہوا اس کے بعد حضرت ضروریات سے فارغ ہو کر مفتی بشیر احمد صاحب کے مکان سے ۱۰ بجکر ۵ امنٹ پر روانہ ہوئے۔ مفتی صاحب موصوف خود اپنی کار میں آگے آگے رہبری یا مشایعت کے لئے تھے۔ ہائی وے کے قریب جاکر مفتی بشیر احمد صاحب نے اپنی کار ایک کنارہ میں روک لی۔ اور وہاں کار ہی سے ہم لوگوں کو الوداع کہا۔ اور حضرت کی کار مع رفقاء کی کاروں کے ہائی وے پر روانہ ہوگئی۔ ۱۱ بجکر ۱۰ امنٹ پر تھورن مل ایک جگہ وہاں پر رُکے۔ ہائی وے سے نیچے تقریباً ایک کیلومیٹر دور ایک خالی زمین ہے جس پر ایک مخیر بیوہ مدرسہ بنوانا چاہتی ہے اس کا اصرار اور درخواست رمضان ہی سے ہورہی تھی۔ کہ جب اس راستہ سے گذریں تو اس زمین پر چند منٹ دعا فرماتے جاویں۔ چنانچہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب مدظلہ نے چند منٹ کی دعاء کرائی حضرت مدظلہ اور مفتی صاحب نے بنیاد کی اینٹ پر دم فرمایا اس کے بعد یہاں سے ۱۱ بجکر ۱۶ امنٹ پر روانہ ہوکر ۱۱ بجکر ۲۶ منٹ پر رچمنڈ مولانا

یوسف تتلا کے خسر مولانا احمد ڈلیسائی صاحب کے مکان پر پہنچے موصوف حضرت مدنی قدس سرہٗ سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں، ذاکر و شاغل نیک شریف آدمی ہیں متدین ہیں۔ انہوں نے دس سال پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ کہ حضرت شیخ زید مجدہ ان کے مکان پر تشریف لائے۔ اسی خواب کی بنیاد پر حضرت کی یہاں تشریف آوری ہوئی۔ خواب کی تعبیر ظاہر ہوتے ہوئے دیکھ کر مولانا موصوف رو پڑے کہ خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ ہمارے خواب کی تعبیر صحیح ہوئی۔ پہنچتے ہی ضروریات سے فارغ ہو کر حضرت مدظلہ لیٹ گئے۔ چونکہ کھانے کا انتظام تھوڑے فاصلہ پر تھا اس لئے سارے رفقاء کھانے کے لئے چلے گئے اور بھائی ابوالحسن صاحب، نجیب اللہ سہیل، ابراہیم پہلوان نے یہیں کھانا کھایا۔ یہ کھانا مولوی محمود مدنی ابن مولانا احمد ڈلیسائی صاحب کے صاحبزادے کے عقیقہ کا تھا۔ واضح رہے کہ مولانا محمد یوسف تتلا صاحب نے بتلایا کہ جب سے اسٹینگر تشریف لائے ہیں اب تک حضرت کو جو یخنی دی جاتی رہی ہے وہ یا تو کسی عقیقہ کی ہوتی تھی۔ یا پھر گذشتہ سال کے قربانی کے گوشت کی رفقاء تو کھانا کھا کر وہیں سے مسجد چلے گئے اور ہم لوگوں نے کھانے سے فارغ ہو کر حضرت کو استنجاء وضو کرا کر بامامت نجیب اللہ ظہر حجرہ ہی میں پڑھی۔ اس کے بعد سب رفقاء لیٹ گئے۔ ۳ بجکر ۴۵ منٹ پر حضرت کو بیدار کرا کر ضروریات سے فارغ ہو کر عصر اپنے حجرہ میں پڑھی اور رفقاء سفر مسجد چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر گھر کی مستورات نے حضرت سے سلام و دعا کے لئے عرض کیا۔ حضرت کی کار اور کئی رفقاء کی کاروں میں پٹرول ختم ہو گیا تھا۔ چنانچہ مولوی محمود صاحب کے بھائی نے پٹرول پمپ لگا کر رکھا ہے انہوں نے تمام گاڑیوں میں اپنی طرف سے تیل ڈالا۔ اس کے بعد ۴ بجکر ۱۵ منٹ پر حضرت اپنی کار میں سوار ہوئے۔ نیز رفقاء سفر جو نماز عصر پڑھنے گئے تھے وہ ابھی نہیں آئے تھے اُن سے

انتظار میں تھوڑی دیر رُکے رہے تاکہ ساری گاڑیاں ایک ساتھ ہی روانہ ہوں
۴ بجکر ۲۸ منٹ پر رچھمنڈ سے روانہ ہوئے۔ سب سے آگے حضرت کی کار تھی۔
اور حضرت کی کار کے پیچھے ۲۸ کاریں تھیں جن میں رفقاء اور مقامی احباب تھے۔
پیٹر میرج برگ یہ صوبہ نٹال کا دارالحکومت ہے۔ مولوی محمود کی مساعی سے پولیس کا
انتظام ہوگیا تھا۔ میرج برگ سے تقریباً دس میل پہلے ہی پولیس کی ایک گاڑی
کھڑی تھی جس کے اوپر سبز بتی جل رہی تھی۔ ہم لوگ ۴ بجکر ۴۸ منٹ پر اس جگہ پر پہنچے
تو حضرت والی کار کو دیکھتے ہی پولیس کی کار بہت ہی تیزی میں آگے کو روانہ ہوگئی
تاکہ آگے جاکر فوجی دستہ ہماری آمد کی خبر کردے چنانچہ تھوڑی دور آگے بڑھے۔
تو ۶ موٹر سائیکل سوار فوجی موجود تھے سب کے موٹر سائیکل پر وائرلیس تھا۔ وہاں
والوں نے بتلایا کہ یہ شاہی فوجی دستہ ہے یہ فوج صرف شاہوں یا بڑے وزراء
کے لئے آیا کرتی ہے۔ بہر حال وہ ۶ موٹر سائیکل ہم سے آگے بایں ترتیب چل رہے
تھے کہ سب سے آگے ان کا سردار اس کے پیچھے دو موٹر سائیکل سوار اور اس
کے پیچھے تین موٹر سائیکل سوار اور ان موٹر سائیکل سواروں سے آگے آگے دو
ہری بتی والی پولیس کی کار سب سے آگے والی تو اشاریہ اور چوراہوں پر جو ٹریفک
پولیس ہوتی ہے اس کو اطلاع کرتی اور سب طرف سے ٹریفک رکوائی ہوئی جا
رہی تھی اور اس کے پیچھے والے راستہ کو صاف کرتے کوئی گاڑی اتفاقاً آگے آگئی۔ تو اس
کو رکواتے اور علیحدہ کرواتے بڑھ رہی تھی اور جا بجا ہارن بجاکر راستہ صاف
کرتی جاتی تھی اور ان ۲۸ کاروں کے پیچھے ایک پولیس کی کار تاکہ بیچ میں کوئی دوسرا
نہ آسکے۔ اس طرح سے ہم لوگ اپنے مستقر کیطرف روانہ ہوئے۔ بلاد کے ہماری
کار آگے کو بڑھتی رہی کہ چاروں طرف سے ٹریفک رکی ہوئی تھی۔ کہیں پر رکنے کی
ضرورت نہ تھی کہ سارا یہ انتظام اسی واسطے کیا گیا تھا۔ ۵ بجکر ۱۰ منٹ پر میرج

برگ کی اس مسجد پر پہنچے جہاں پر پروگرام تھا وہاں پر پہلے سے فوج کے تین بڑے افسر بھی موجود تھے۔ حضرت جب کار سے اترے تو ان تینوں نے الگ الگ سلامی دی اور ہاتھ ملایا اس کے بعد حضرت مسجد کی طرف بڑھے وہ چھ موٹر سائیکل سوار جو ہمارے آگے آگے تھے۔ لائن بناکر کھڑے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے ان کا سردار تھا اس نے سلامی دی اور حضرت مدظلہ ہاتھ اٹھاکر سب کو سلام کا جواب دیتے ہوئے اندر مسجد میں داخل ہوگئے جب حضرت کار سے اترے تو مولانا عبد الحفیظ صاحب نے بہت مختصر دعا کرائی جو صرف عربی میں تھی جس میں یہاں کی زمین پہاڑ اور مکین سب سے پناہ پر مشتمل تھی، ۵ بجکر ۳۲ منٹ پر مغرب کی آذان ہوئی۔ نماز کے بعد ختم خواجگان پھر دعا، اس کے بعد ذکر بالجہر ، ۷ بجکر ۵۴ منٹ پر عشاء کی نماز ہوئی۔ نماز کے بعد ختم یٰسین پھر چہل حدیث اس کے بعد بچوں کے قرآن پاک کا افتتاح و اختتام کر مولانا عبد الحفیظ صاحب پڑھتے تھے اور سارے بچے اس کو دہراتے تھے۔ اس کے بعد ۵ نکاح بعبارت مفتی محمود صاحب، پھر نجیب اللہ نے بیعت کرائی۔ اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب کی دعاء ہوئی۔ دعاء سے فارغ ہوکر مصافحہ شروع ہوا۔ تقریبًا تین ہزار نفر نے مصافحہ کیا۔ ۹ بجکر ۳۵ منٹ پر مصافحہ سے فارغ ہوئے اس کے بعد ۹ بجکر ۴۰ منٹ پر گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور مولوی محمود مدنی کے مکان پر قیام فرمایا، ہم تین خدام بھائی ابو الحسن، نجیب اللہ، سہیل نے کھانا یہیں پر کھایا اور یہیں پر سوئے اور بقیہ رفقاء مولوی یوسف تتلا کے عزیز چھوٹے بھائی چوہان کے مکان پر گئے جہاں سبھوں نے کھانا کھایا اور وہیں رات گذاری۔ مولوی یوسف تتلا نے بیان کیا کہ پولیس کا جو بڑا افسر مسجد کے پاس استقبال کے لئے موجود تھا اس نے بیان کیا کہ ہماری ۱۲۸ پولیس پورے شہر میں

آپ کے لئے انتظام میں لگی ہوئی تھی۔ میں نے صبح سب کو حکم دیدیا تھا کہ سارے غسل کر کے نئے کپڑے بدل کر ڈیوٹی پر آئیں چنانچہ سب اسی طرح سے غسل کر کے نئے کپڑے بدل کر آئے اس افسر نے حضرت سے اپنے ملک کے لئے دعاء کی بھی درخواست کی۔ اس افسر نے یہ بھی کہا کہ اس مقدس آدمی کی وجہ سے شاید ہمارے ملک کے حالات اچھے ہو جائیں اور ہمارا انتظام درست ہو جائے حضرت مدظلہ کے متعلق یہ ایک غیر مسلم کی شہادت ہے والفضل ما شھدت بہ الاعداء

۶ اگست ۵ شوال جمعرات فجر کی نماز پڑھ کر حضرت لیٹ گئے ۹ بجے بیدار ہوئے، حوائج ضروریہ سے فراغت پاکر ۹ بجکر ۳۰ پر حاجی احمد ناخدا کی ہمشیرہ کے مکان کے سامنے تھوڑی دیر کو رکے۔ ان کا مکان مستقر سے بالکل متصل ہی تھا ان کا کئی دنوں سے اصرار تھا کہ تھوڑی دیر کے لئے مکان پر تشریف آوری ہو مگر یہ مشکل تھا۔ اس لئے تھوڑی دیر کے لئے کار رُکی۔ اور مولانا عبد الحفیظ صاحب نے چند منٹ کی دعا کرائی اس کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر ایک میدان میں پہنچے جہاں ایک دار العلوم کی بنیاد رکھی تھی حضرت مع خدام کے کار ہی میں رہے مولانا عبد الحفیظ صاحب نے یہاں بھی چند منٹ کی دعاء کرائی پھر یہاں سے روانہ ہو کر چھوٹے بھائی چوہان کے مکان پر پہنچے جہاں پر سارے رفقاء ٹھہرے ہوئے تھے۔ کار ہی میں مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعاء کرائی۔ اور پھر یہاں سے روانہ ہو کر سیدھے مولوی محمود کے مکان پر واپسی ہوئی۔ آتے ہی حضرت حوائج ضروریہ سے فارغ ہوئے اور کار میں تشریف فرما ہوئے معلوم ہوا کہ ٹیلیویژن والے مع کیمروں کے بہت دیر سے آئے ہوئے ہیں مگر وہاں کے رفقاء نے فوٹو لینے سے منع کر دیا کہ ہمارے مذہب میں اس کی اجازت نہیں چنانچہ وہ لوگ واپس چلے گئے اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب کی دعاء ہوئی۔ کل گذشتہ کی طرح آج موٹر سائیکل سوار پولیس آچکی تھی اور آج کی پولیس

پولیس میں ایک مسلمان بھی تھا نیز آج کے ان پولیس والوں کی کمان پولیس آفیسر خود کر رہا تھا۔ ان لوگوں کی ترتیب یوں تھی۔ سب سے آگے ہری بتی والی کار اس کے پیچھے سب سے بڑا افسر اور اس افسر کے پیچھے بہت فاصلہ سے پہلی صف میں تین موٹر سائیکل سوار اور دوسری صف میں تین موٹر سائیکل سوار اس کے پیچھے حضرت کی کار اور سب کاروں کے پیچھے ہری بتی والی پولیس کی کار یعنی کل گذشتہ کی ترتیب کے مطابق کچھ آگے بڑھے تو دو پولیس ٹریفک والی موجود تھی۔ ساتھ میں کاریں بہت زیادہ تھیں۔ جا بجا پولیس ٹریفک والے نے سلوٹ مار کر سلامی دی۔ سب سے بڑا افسر جو آگے آگے تھا۔ ہائی وے پر جا کر اپنی سائیکل سے اُتر کر کھڑا ہو گیا۔ اور ہری بتی والی پولیس کی کار اور چھ موٹر سائیکل سوار دوسری طرف کو جا کر کھڑے ہو گئے اور ایک پولیس کی کار نے ہائی وے پر جو دوسری سڑک مل رہی ہے اس پر آکر پیچھے کی ٹریفک کو روک دیا جب حضرت کی کار اس بڑے افسر کے قریب پہنچی تو اس نے دور ہی سے زور سے سلوٹ مار کر سلامی دی اور جب کار بالکل محاذات میں آگئی تو اس نے پھر دوسرا سلوٹ مارا، حضرت کی کار رُکی وہ افسر آیا اس نے مصافحہ کیا اور اس نے سفر کی مبارکباد دی اور کہا کہ خدا آپ کے اس سفر کو خیریت سے پورا کرائے اور اس سفر کو کامیاب کرے اور اس نے یہاں تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد حضرت کی کار مع رفقاء کی کاروں کے آگے کو روانہ ہو گئی۔ یعنی ۶۰-۱۰ پر یہاں پہنچے تھے اور چند منٹ کے بعد یہاں سے ڈربن کے لئے روانہ ہو گئے۔ ۲۹ کاریں ساتھ تھیں ۳۰ — ۱۱ پر محمد صالح جی (دولہا میاں) کے مکان اسپنگو بیچ بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ وہاں پر ٹریفک پولیس پہلے سے موجود تھی اس نے ٹریفک کو سنبھالا حضرت کار سے اتر کر حوائج ضروریہ کے بعد تھوڑی دیر لیٹ گئے پھر اٹھ کر ظہر پڑھی

بقیہ رفقاء قریب ہی میں ایک بہت بڑی عمارت میں پہنچے اوپر کی منزلوں میں ٹھہرے نماز کے بعد کھانا کھایا پھر قیلولہ کیا۔ عصر کے وقت بیدار ہوئے بامامت نجیب اللہ عصر پڑھی اس کے بعد مجلس شروع ہوئی۔ خواص سے باتیں فرماتے رہے اس کے بعد مغرب مع خدام کے اپنے حجرہ ہی میں پڑھی اور رفقاء مسجد میں چلے گئے مسجد میں مغرب کی نماز کے بعد ختم خواجگان پھر دعاء اس کے بعد مجلس ذکر قائم ہوئی عشاء کے قریب حضرت ہم خدام کے ساتھ وضو فرما کر مسجد کے لئے روانہ ہوئے۔ مسجد پہنچے تو تھوڑی دیر کے بعد اذان ہوئی۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر پہلے ختم یٰسین شریف اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب نے بچوں کے قرآن پاک کا افتتاح واختتام کیا اس کے بعد مولوی شاہد نے چہل حدیث پڑھی۔ بعدہٗ نجیب اللہ نے بیعت کرائی۔ اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب کی لمبی دعاء ہوئی۔ دعاء سے فارغ ہو کر مصافحے شروع ہوئے۔ مجمع تقریباً ایک ہزار کا تھا۔ محمد صالح جی نے بتایا کہ اس مسجد میں یہ پہلی مرتبہ ہے کہ اتنا بڑا مجمع جمع ہوا مصافحہ کے دوران حضرت کو استنجاء کا تقاضا ہوا مسجد کے باہر ایک کونے پر کموڈ رکھا ہوا تھا وہاں آکر استنجاء سے فارغ ہو کر پھر مسجد میں تشریف لائے۔ اور بقیہ کا مصافحہ ہوا۔ اس کے بعد اپنے مستقر پر روانہ ہوئے پھر کھانے سے فارغ ہو کر سو گئے واضح رہے کہ صالح جی نے اپنے مکان پر ایک انگریز پولیس والا مع وائرلیس سادی وردی میں رات کے لئے رکھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ اپنا ایک آدمی ریوالور کے ساتھ نیز ۶-۶ آدمیوں کی ڈیوٹی ان کے ساتھ باری باری لگا رکھی ہے کہ رات بھر یہ لوگ جاگیں چنانچہ یہ لوگ ساری رات بیدار رہ کر پہرہ دیتے رہے۔

۶ شوال ۷ اگست جمعہ۔ صبح کی نماز پڑھ کر آرام فرمایا جمعہ سے پہلے بیدار ہوئے تیاری کے بعد مسجد میں تشریف لے گئے جمعہ سے پہلے تقریر کے لئے ۱۵ منٹ کا

وقت طے تھا جس میں مفتی محمود صاحب کی تقریر ہونی تھی مگر حضرت مفتی صاحب کو مکمل اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے وہ ذرا تاخیر سے مسجد میں پہنچے جب تک تقریر کے لئے حضرت نے متعدد احباب کو فرمایا سبھوں نے انکار کر دیا بالآخر سید خلیل صاحب دیوبندی نے تھوڑی دیر ذکر اللہ کی اہمیت پر بیان کیا اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب نے خطبہ و نماز جمعہ پڑھائی اور شہر کی دیگر مساجد میں قافلہ میں سے مولانا سلمان، مولوی شاہد، مولانا معین الدین صاحب وغیرہ کو تقاریر کے لئے روانہ فرمایا۔ جمعہ کی نماز کے بعد بھائی ابو الحسن، نجیب اللہ، سہیل، ابراہیم پہلوان وغیرہ چند ساتھی عبد الخالق صالح جی کے مکان پر رہے کہ یہیں کھانا کھایا اور آرام کیا اور بقیہ رفقاء اپنے مستقر پر چلے گئے اور وہیں پر کھانا کھایا۔ عصر کی نماز یہیں پر بامامت نجیب اللہ پڑھی۔ اس کے بعد مجلس ہوئی۔ مغرب سے آدھ گھنٹہ پہلے استنجاء اور وضو سے فارغ ہو کر مسجد تشریف لے گئے نماز ادا کی اور حسب سابق ختم خواجگان پھر دعاء ہوئی اس کے بعد مجلسِ ذکر قائم ہوئی۔ آج مجمع کافی تھا کہ اس علاقہ کا آخری دن تھا اور آخری مصافحہ، عشاء کی نماز کے بعد ختم یٰس پھر بچوں کی بسم اللہ اس کے بعد چہل حدیث پھر ۲ نکاح بعبارت مفتی محمود صاحب پھر بیعت اس کے بعد دعاء ہوئی پھر مصافحہ شروع ہوا۔ حضرت کو لٹا دیا گیا کہ تکان کافی ہو گیا تھا مجمع کافی تھا تقریباً نو سو نفر نے مصافحہ کیا۔ مصافحہ سے فارغ ہو کر اپنے مستقر محمد صالح جی کے مکان پر واپس آئے اور کل کے سفر کی تیاری شروع ہو گئی

۸ / اگست ۸۱ئہ ۷ / شوال ۱۴۰۱ھ یا ہفتہ آج ڈربن سے وائٹ ریور مولوی محمد گارڈی کے یہاں روانگی ہے۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت مدظلہ نے نجیب اللہ کو بلایا اور فرمایا۔ پیارے کوئی ملنے والا آئے تو اس کو روکیو نہیں بلکہ

ملاقات کرادیجیو۔ اس کے بعد زاروقطار رونے لگے اور فرمایا حدیث پاک میں آیا ہے ان اللہ یأید ھذا الدین برجل الفاجر اس کا مصداق میں ہی ہوں۔ کتنے لوگ جو شرابی تھے شراب سے توبہ کرلی کتنے بے نمازی نماز پڑھنے لگے۔ مگر میں وہیں کا وہیں ہوں اور اس حدیث کا مصداق ہوں اور خوب روئے۔ اس کے بعد مولوی یوسف تتلا صاحب نے اپنے کسی ساتھی کا خواب بندہ کو سنایا۔ بندہ نے حضرت سے عرض کیا۔ وہ خواب یہ تھا۔ انہوں نے رات کو خواب دیکھا کہ بڑی گاڑی جو رفقاء کو لے کر جارہی ہے اس میں سے کسی ایک کا راستہ میں حادثہ ہوگیا۔ یہ خواب بندہ نے حضرت سے عرض کرکے دعاء کی درخواست کی۔ حضرت بہت دیر تک دعاء فرماتے رہے اور ساتھیوں کو بندہ نے درود شریف بالخصوص درود تنجینا پڑھنے کے لئے تاکید کردی کہ راستہ میں کثرت سے پڑھتے رہیں۔ اس کے بعد مولانا عبدالحفیظ صاحب سے عرض کرکے ان کے ذریعہ بھی ساتھیوں کو کچھ نصائح اور درود شریف کی کثرت کے لئے کہلوا دیا۔ واضح ہو کہ یہ رفقاء دو بس گاڑی کے اندر وائٹ ریور مولوی محمد گارڈی کے یہاں جارہے ہیں۔ بقیہ رفقاء دو جہازوں سے جائیں گے حضرت کو لٹادیا مگر نیند بالکل نہیں آتی۔ اس کے دوران مستورات دعاؤں کے لئے آتی جاتی رہیں۔ مردوں کے مصافحہ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ بھائی ابوالحسن اپنی اہلیہ کو لانے کے لئے اسٹینگر گئے ہوئے تھے کہ آپریشن کی وجہ سے ان کو اسٹینگر ہی میں چھوڑ دیا تھا ان کے آنے کے بعد حضرت کو ضروریات سے فارغ کراکر گاڑی میں بٹھادیا مولانا عبدالحفیظ صاحب نے مختصر دعاء کرائی۔ اس کے بعد محمد صالح جی کے مکان سے ۱۰ بجے روانگی ہوئی۔ حضرت کی گاڑی میں بھائی ابوالحسن، نجیب اللہ، سہیل، ابراہیم پہلوان، محمد گارڈی اور مولوی یوسف تتلا صاحب تھے پرائیویٹ ایرپورٹ سے وائٹ ریور کے لئے

روانہ ہونا تھا چنانچہ ۳۰-۱۰ پر ائیرپورٹ پہنچے۔ دو جہاز مولوی محمد گارڈی نے پورے چارٹر کرا رکھے تھے۔ ۴۸ گھنٹہ کے لئے جس کا کرایہ ۴۵۰۰ پاؤنڈ تھا جس کا ہندی روپیہ ۴۵ ہزار ہوتا ہے۔ ائیرپورٹ سے باہر کافی مجمع تھا چونکہ کل گذشتہ الوداعی دعا کا ۴۵-۱۰ پر اعلان ہوچکا تھا اس لئے ۱۵ منٹ انتظار کے بعد مولانا عبدالحفیظ صاحب نے دعا کرائی ۵۴ منٹ دعا ہوئی۔ اس کے بعد دروازہ سے حضرت مع خدام کے مع کار کے اندر تشریف لے گئے۔ جگہیں ۱۲ سیٹ کی تھیں۔ تین سیٹیں جو ایک طرف دروازہ سے ملحق تھیں۔ ان پر حضرت کو لٹادیا گیا اور اسی پر نجیب اللہ اور سہیل دونوں بیٹھے اس کے علاوہ مولانا عبدالحفیظ صاحب مع اہلیہ و صاحبزادگان عبدالرؤف، عمر، مولوی سلیمان، مولوی شاہد قاضی محمود، ابوالحسن، اہلیہ ابوالحسن بیٹھے۔ ۱۴ - ۱۱ پر جہاز نے رینگنا شروع کیا اور ۲۱ - ۱۱ پر فضا میں پرواز کر گیا۔ ہمارے جہاز کے پرواز سے ۵ منٹ پہلے دوسرا جہاز پرواز کرچکا تھا۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات تھے۔ مفتی محمود صاحب مولوی ابراہیم پانڈور، ابراہیم پہلوان، ابراہیم میاں فارم والے، مولانا منور حسین یوسف تتلا صاحب، یوسف متالا، صوفی اقبال، عبدالوحید مع اہلیہ اور دو بچے اہلیہ مولوی یوسف تتلا۔ اہلیہ محمود دہلوی۔ جہاز گو کہ چھوٹا تھا۔ مگر پرواز کے وقت نیز اس سے پہلے کوئی حرکت نہیں ہوئی لیکن جب نیچے اترنے لگا تو کافی حرکت ہوئی الحمد اللہ خیریت کے ساتھ عافیت کے ساتھ ۳۱ - ۱۲ پر جہاز وائیٹ ریور ائیرپورٹ پر اتر گیا۔ مجمع یہاں بھی کافی تھا۔ حضرت مدظلہ کو بلازنیہ کے نیچے اتار کر کار میں بٹھایا جسکو مولوی محمد گارڈی چلا کر لائے۔ ۴۰ - ۱۲ پر ہماری کار روانہ ہوئی۔ رفقاء اور استقبال کرنے والوں کی گاڑیاں پیچھے تھیں۔ حضرت مدظلہ کی کار سب سے آگے تھی۔ یہاں بھی احباب نے پولیس کا انتظام کر رکھا تھا چنانچہ

سب سے آگے موٹر سائیکل سوار ایک پولیس تھی۔ اس کے پیچھے ہری بتی والی پولیس کی کار تھی اور حضرت کی کار کے پیچھے پولیس موٹر سائیکل پر تھا ایئرپورٹ سے روانہ ہو کر کچھ آگے بڑھے تو ہائی وے پر آگے کے موٹر سائیکل والے نے اپنی سائیکل سے اتر کر ٹریفک کو روک دیا اور ہری بتی والی پولیس کے کار کی رہبری میں قافلہ آگے کو روانہ ہوا۔ وائٹ ریور کے قریب نیلسپرٹ پہنچ کر تین موٹر سائیکل سوار والے ہماری گاڑی سے آگے آگے ہو گئے اور ہری بتی والی پولیس کی گاڑی وہیں پر رک گئی اور تین موٹر سائیکل والے پولیس کی ترتیب یوں تھی پہلے ایک اس کے پیچھے دو۔ پھر کچھ آگے چل کر آگے دو پولیس والے ہو گئے اور ایک ان دو کے پیچھے اور ہماری کار سے آگے آگے رہے۔ اور ایک پولیس والا اور سی آئی ڈی والا کبھی پیچھے کبھی محاذات میں چلتا رہا یہ آگے دونوں چلنے والی پولیس سُرخ بتیوں کی جگہ پر اُتر کر ٹریفک روک دیتی اور ہم لوگ جب آگے بڑھ جاتے تو وہ بھی پیچھے سے آگے چلا آتا۔ اسی طرح کرتے کرتے پہلے مولوی محمد گارڈی کی والدہ کی قبر پر گئے پانچ منٹ فاتحہ پڑھی۔ گاڑی ہی کے اندر سے اور پولیس والے باہر سڑک پر کھڑے رہے۔ جب قبرستان سے نکلے تو ایک پولیس والا ہماری گاڑی سے آگے تھوڑی دور چل کر روانہ ہو گیا اور دو پولیس والے مستقر تک آئے اور ان دونوں نے حضرت سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اجازت ملنے پر اندر آئے اور سلام کیا آتے ہی ظہر کی نماز پڑھی حضرت کو بخار اور ضعف کا غلبہ کافی تھا چنانچہ عصر غروب سے پون گھنٹہ پہلے اور مغرب غروب سے آدھ گھنٹہ بعد پڑھی گئی۔ عصر کے بعد کی مجلس بھی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ نیز عشاء کے بعد صرف زیارت پر اکتفاء کیا گیا۔ مصافحہ نہیں کرایا گیا مغرب کے بعد مجلس ذکر ختم خواجگان عشاء کے بعد یٰسین، بیعت، دعا، پھر زیارت پھر لیٹ گئے۔

شروع میں مولوی تنلا کے ایک دوست کا خواب ذکر کیا گیا۔ چنانچہ وہ حادثہ پیش بھی آگیا مگر حضرت کی فکر اور دعاء و توجہ سے حادثہ ہلکا رہا۔ وہ یہ کہ ایک ٹرالی والی گاڑی میں بھائی جمیل صاحب حیدرآبادی تھے راستہ میں انجن گرم ہو جانے کی وجہ سے اس کے پانی کا سرپوش کھولا گیا۔ پانی زیادہ گرم تھا۔ اُبل رہا تھا اچھل کر بھائی جمیل پر گرا اور بدن جلا مگر اللہ نے فضل فرمایا کہ تکلیف کم رہی معمولی ہی سا جلا۔ اللہ تعالیٰ بقیہ سفر عافیت سے پورا فرمائے۔

۹؍ اگست ۱۹۸۱ء ۸؍ شوال ۱۴۰۱ھ اتوار فجر کی نماز کے بعد حضرت لیٹ گئے ۱۱ بجے بیدار ہوئے آج اتوار کا دن ہے جو دفاتر کاروبار کی چھٹی کا دن ہے نومسلم سیاہ فام لوگوں کا مجمع بہت زیادہ تھا۔ نیز اطراف واکناف سے آئے ہوئے لوگوں کا جم غفیر تھا۔ ۳۰-۱۰ سے مفتی محمود صاحب کا بیان شروع ہوا۔ جو ۳۰-۱۱ تک ہوا۔ ۴۰-۱۱ پر حضرت مدظلہ مجمع میں تشریف لے گئے۔ جاتے ہی پہلے قرآن پاک کا افتتاح ہوا۔ تقریباً ۷-۸ سو سیاہ فام تھے سبھوں نے ابتدار کی۔ اس کے بعد نجیب اللہ کی عبارت سے بیعت ہوئی کہ نجیب اللہ اردو میں کہتا تھا جس کو مولوی محمد گارڈی انگریزی میں کہتے تھے اور ایک سیاہ فام جوان سیاہ فاموں کے اسکول کا پرنسپل تھا۔ زولو زبان میں کہتا تھا اس کے بعد مولانا عبدالحفیظ صاحب نے دعا کرائی۔ پھر مصافحہ شروع ہوا تقریباً ۱۵ سو سے زیادہ افراد نے مصافحہ کیا۔ مصافحہ کے دوران پانی شہد بادام وغیرہ پر دم بھی خوب ہوئے۔ مصافحہ سے فارغ ہو کر اپنی ظہر پڑھ کر حضرت لیٹ گئے خدام نے کھانا کھایا پھر قیلولہ کیا۔ مغرب کے بعد عورتوں کی بیعت ہوئی۔ اس کے بعد دعاء پھر مجلس ذکر پھر عشاء کی نماز کے بعد یٰسین پھر دعاء پھر چہل حدیث صلوٰۃ وسلام اس کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر سب سو گئے۔ بندہ نے مولوی محمد گارڈی

کے والد صاحب سے دریافت کیا کہ یہ منظر کیسا لگ رہا ہے تو انھوں نے بڑے تأثر کے ساتھ کہا کہ میں اپنے خاندان کی ۵۲ برس کی محنت کا پھل آج کھا رہا ہوں چنانچہ انھوں نے متاثر ہو کر ذکر بھی سیکھا۔ ان کے صاحبزادے محمد ہی کو حضرت نے حکم فرمایا کہ اپنے ابا جان کو میرے سامنے بیٹھ کر ذکر سکھلا دے۔ ماشاء اللہ یہاں والوں نے بہت اچھا تأثر لیا۔ حضرت کی تشریف آوری کو اپنے لئے خیر و برکت صلاح و فلاح کا ذریعہ سمجھا۔

۱۰ اگست ۱۹۸۱ء ۹ شوال ۱۴۰۱ھ یوم پیر فجر کی نماز کے بعد حضرت لیٹ گئے ۹-۱۵ پر کار میں تشریف لائے مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعاء کرائی پھر ۹-۵۵ پر مولوی گارڈی کے مکان وایٹ ریور سے روانہ ہوئے۔ سب سے آگے ہری بتی والی پولیس کی کار اس کے پیچھے دو اسکوٹر سوار پولیس جا بجا سُرخ بتیوں پر رُک جاتا اور ہمارے لئے سیدھا راستہ مل جاتا۔ جب ہم آگے گذر جاتے تو وہ بھی حضرت کی کار کے آگے آجاتا۔ نیلسپیرٹ کے قریب پہنچے تو وہاں جاکر یہ پولیس والا موٹر سائیکل سوار اور کار والی پولیس رک گئی اور یہاں سے دوسری پولیس ہمیں لیکر آگے چلی۔ آگے آگے ایک موٹر سائیکل سوار پولیس اس کے پیچھے ہری بتی والی کار جس میں دو پولیس والے تھے۔ ۱۲-۱۰ پر یہاں نیلسپیرٹ کے قبرستان میں رکے پولیس راستہ پر رُک گئی۔ اہل قبور کے لئے ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کی۔

۲۰-۱۰ پر یہاں سے روانہ ہو کر نیلسپیرٹ کی مسجد میں آئے۔ یہاں بہت بڑا میدان ہے جس میں مولوی محمد گارڈی دار العلوم بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں یہاں پر ہزاروں کا مجمع تھا جس میں مسلمانوں کے اسکول میں پڑھنے والے بچے کافی تعداد میں تھے۔ ۲۵-۱۰ پر یہاں پہنچے۔ چار منٹ کی دعاء مولوی عبد الحفیظ نے کرائی۔ پھر یہاں سے روانہ ہوئے۔ کافی کاریں ساتھ تھیں ۴۵-۱۰ پر مطار پہنچے اور

عافیت کے ساتھ جہاز میں سوار ہو گئے۔ ۱۱ پر جہاز نے رینگنا شروع کیا اور ۶-۱۱ پر فضا میں پرواز کر گیا۔ الحمد للہ خیریت کے ساتھ جوہانسبرگ میں میاں فارم کے قریب چھوٹے ہوائی اڈے پر ۵۲-۱۱ پر جہاز زمین پر اُتر گیا۔ مجمع یہاں بھی کافی تھا حضرت کو جہاز سے اتار کر کار میں بٹھا دیا۔ اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعا کرائی۔ پھر ۵-۱۲ پر میاں فارم کے لئے روانہ ہو گئے میاں فارم میں سب سے پہلے مولانا محمد میاں کی قبر پر ۱۵-۱۲ پر پہنچے یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے یہاں پر المعہد الاسلامی قائم کیا۔ ایصال ثواب کر کے مستقر پر ۲۵-۱۲ پر پہنچ گئے۔ جاتے ہی ظہر پڑھی۔ پھر کچھ کھا پی کر لیٹ گئے۔ عصر کی نماز کے بعد مجلس جس میں فضائل دُرود شریف پڑھی گئی۔ مغرب کے بعد ختم خواجگان۔ پھر مولانا عبد الحفیظ صاحب کی دعا، اس کے بعد ذکر پھر عشاء۔ نماز پڑھکر پہلے یسین شریف پھر بچوں کے قرآن پاک کا اختتام و افتتاح پھر بیعت بعبارت نجیب اللہ پھر چہل حدیث صلوٰۃ وسلام پھر دعا پھر مصافحہ اس کے بعد کھانا پھر لیٹ گئے۔

۱۱ر اگست ۱۰ شوال منگل ۱۱ بجے دوپہر کو مفتی محمود صاحب کی ایک گھنٹہ کی تقریر ہوئی ۱۲ بجے مقامی علماء کرام سند حدیث حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے۔ مولانا سلمان صاحب نے اوائل سنبل سے صحاح ستہ اور دارمی کی روایات پڑھی۔ اس کے بعد حضرت نے سب کو اجازت روایت حدیث دی۔ چونکہ اوائل سنبل المعہد الاسلامی والے طبع کر رہے ہیں اس لئے انشاء اللہ کل ان حضرات کو اس پر مہر لگا کر دے دی جائیں گی۔ عصر کی نماز کے بعد مجلس جس میں فضائل درود شریف سنائی گئی۔ مغرب کے بعد حسب معمول ختم خواجگان پھر ذکر عشاء بعد ختم یٰسین پھر بچوں کے قرآن کا اختتام و افتتاح پھر بیعت پھر چہل حدیث درود و سلام پھر دعا اس کے بعد مصافحہ آج بھی مصافحہ والوں کا جم غفیر تھا۔

حضرت پر تکان زیادہ تھا۔ اس لئے لیٹ کر مصافحہ فرمایا اس کے بعد لیٹ گئے

۱۲ اگست ۱۱ شوال کو جب حضرت مدظلہ فجر کی نماز پڑھ کر لیٹے تو مولانا عبد الحفیظ صاحب دو بچوں کو لے کر آئے۔ اس میں سے ایک لڑکا محمد صالح جی (دولہا میاں) کے پھوپھی کا لڑکا ہے عمر تقریبًا ۱۱-۱۲ سال ہوگی۔ اسکول میں صبح سے دوپہر تک پڑھتا ہے اور شام کے چند گھنٹے مدرسہ میں اس بچہ نے ۶ ماہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ حضرت کو سنایا تو تجوید بھی بہت عمدہ اور یاد بھی اور دوسرے بچہ نے اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک سال میں پورا قرآن پاک حفظ کر لیا! اللہ تبارک وتعالیٰ مبارک کرے محفوظ رکھنے کی توفیق دے۔

۱۲ اگست ۱۱ شوال بدھ فجر کی نماز کے بعد حضرت مدظلہ کو تھوڑی دیر کے لئے لٹا دیا مگر سفر کا فکر سوار تھا اس لئے نیند نہیں آئی ۳۰-۷ پر گاڑی میں بیٹھے کار میں ابو الحسن بندہ اور سہیل وغیرہ تھے۔ ۵۰-۷ پر میاں فارم سے روانہ ہو کر ۲۰-۸ پر ایئرپورٹ پہنچے وہاں والوں نے حضرت کی گاڑی کو اندر جہاز تک مع خدام کے جانے کا نظم کر رکھا تھا۔ ہم لوگ حضرت کے ساتھ گاڑی میں بیٹھے رہے ۱۰-۹ پر جہاز کی پرواز تھی۔ احباب انتظام میں رہے۔ مولوی یوسف تتلا پہنچے اور فرمانے لگے کہ سکیورٹی جو کار کے ساتھ اندر جاتا ہے وہ اب تک نہیں آیا۔ ادھر جہاز لیٹ ہو رہا ہے اب جلدی کرو چنانچہ حضرت کو گاڑی سے اتار کر کرسی میں بٹھا کر ۱۸-۹ پر چلے جہاز پر حضرت کے لئے لفٹ تیار تھا فورًا لفٹ پر بٹھایا اور جلدی جلدی کر کے ۲۰-۹ پر جہاز میں بیٹھ گئے ہمارے بیٹھتے ہی دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور ۲۹-۹ پر فضا میں پرواز کر گیا۔ حضرت اور ابو الحسن فرسٹ کلاس میں تھے اور بقیہ رفقاء اکنومی کلاس میں سفر بہت ہی عافیت کے ساتھ پورا ہو گیا۔ راستہ میں جا بجا اعلان ہوتا رہا۔ کہ یہ فلاں چیز دیکھنے کی ہے یہ فلاں جگہ ہے۔ الحمد للہ

دو گھنٹہ کے بعد کیپ ٹاؤن ایئر پورٹ پر ۳۲ - ۱۱ پر اتر گیا. ساری سواریاں اتر گئیں اس کے بعد حضرت مدظلہ کو لیکر ہم لوگ لفٹ پر آئے یہاں کے احباب نے بھی لفٹ کا انتظام کر رکھا تھا. چنانچہ لفٹ پر ہم لوگ آئے. حضرت کو لفٹ سے اُتار کر کسٹم ہی کے راستہ سے ۴۵ - ۱۱ پر کسٹم کے اندر آئے وہاں پر مولانا عبد الحفیظ صاحب نے ۵ منٹ کی دعا کرائی. استقبال کے لئے اچھا خاصا مجمع تھا. کیپ ٹاؤن میں جامع ازہر مصر اور سعودی عرب کے پڑھے ہوئے جاوا کے رہنے والے علماء، جو یہاں کے قدیم باشندہ ہیں. سب ہی ایئر پورٹ پر استقبال کے لئے موجود تھے. ۵۴ - ۱۱ پر ایئر پورٹ سے روانہ ہو کر سیدھے قبرستان پہنچے. ہمارا مستقر ایر پورٹ کے قریب ہے مگر قبرستان کافی دور ہے چنانچہ قبرستان میں ۷ منٹ فاتحہ پڑھ کر پھر لوٹے جدھر سے گئے تھے اسی راستہ سے اپنے مستقر کیطرف لوٹے اور ۳۰ - ۱۲ پر اپنے مستقر پر پہنچے ہمارے قیام کا انتظام یوسف بلبلیا صاحب کے مکان پر تھا. موصوف حضرت مولانا مسیح اللہ خانصاحب سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں آتے ہی حضرت ضروریات سے فارغ ہوئے پھر تھوڑی دیر لیٹ گئے اٹھکر اوّل وقت میں ظہر پڑھی اس کے بعد آرام کیا. آج سے دو دن پہلے یہاں انتظام کرنے کے لئے بھائی غلام محمد پاڈیا امیر تبلیغ جنوبی افریقہ مولوی محمد گارڈی اور مولانا معین الدین صاحب شیخ الحدیث امدادیہ مرادآباد بعد تقریر تشریف لے گئے تھے. چنانچہ عصر سے پہلے ۳۰ - ۳ بجے مولانا معین الدین کی تقریر عورتوں میں ہوئی. جس کے لئے مترجم مولوی محمود صاحب مولانا یوسف تتلا کے برادر نسبتی تھے. عصر کی نماز کے بعد مفتی محمود صاحب کا بیان مردوں میں ہوا. حضرت مدظلہ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو عورتیں بیعت کے لئے آگئیں. تقریباً ۲۵ عورتیں تھیں. اسی دوران جاوی علماء بھی آنے شروع ہو گئے ان کو مغرب سے

آدھ گھنٹہ قبل ملاقات کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ ان علماء کو ایک کمرہ میں بٹھاتے رہے۔ نجیب اللہ نے عورتوں کو بیعت ۳۰ - ۵ پر کرائی۔ عورتیں جب چلی گئیں تو علماء کی یہ جماعت جو تقریباً ۲۰ - ۲۵ نفر پر مشتمل تھی۔ بلائے گئے یہاں کیپ ٹاؤن میں علماء کی ایک تنظیم ہے جس کے صدر نظیم محمد صاحب ہیں موصوف نے سب سے پہلے مصافحہ کیا۔ ایک ایک کا حضرت سے تعارف کرایا جاتا رہا جب سب بیٹھ گئے تو تنظیم کے صدر نے عربی زبان میں (موصوف مکہ مکرمہ میں پڑھے ہوئے ہیں اور وہیں سے فارغ ہیں اصل جاوی ہیں مگر افریقہ کی سکونت حاصل ہے یہیں پر مقیم ہیں) حضرت مدظلہ کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا۔ اور دعاؤں کی بار بار درخواست کی حضرت دعائیہ جملے فرماتے رہے بالخصوص اس ملک کے نصاریٰ کے شرور سے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے۔ اس کے بعد ذکر کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ذکر کو قائم فرمائے پھر وحدت صفوف کے لئے دعا کی درخواست کی اور بہت بار بار شکریہ ادا کرتے رہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس زیارت کو نافع زیارت بنائے اور اس کو آخری زیارت نہ بنائے۔ اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعاء عربی ہی میں کی۔ اس کے بعد سب کو چائے پلائی گئی۔ جب رخصتی مصافحہ کرنے لگے تو نظیم محمد صاحب نے مصافحہ کے بعد عرض کیا۔ معاف فرمائیں اگر اجازت ہو تو آپ کی پیشانی کا بوسہ لے لوں حضرت مدظلہ نے فرمایا نَعَمْ انہوں نے بوسہ لیا اور نیز اور علماء کرام نے مغرب کی آذان سے چند منٹ پہلے یہ مجلس ختم ہوئی۔ مغرب کی نماز رفقاء نے مسجد میں پڑھی حضرت مدظلہ نے خدام کے ساتھ اپنے مستقر پر مغرب کی نماز کے بعد ختم خواجگان پھر دعاء عربی میں۔ اس کے بعد مجلس ذکر ماشاء اللہ تقریباً چھ سو کا مجمع ذکر میں شریک تھا غیر ذاکرین میں نوجوان طبقہ زیادہ تھا۔ جو بہت زور زور سے درود و تسبیحات پڑھتا

رہا۔ عشاء کی آذان سے تھوڑی دیر پہلے حضرت کو استنجا، وضوء کرا کر مسجد میں لے گئے۔ حضرت کے ساتھ ابو الحسن، نجیب اللہ، سہیل تھے۔ جب مسجد چلنے کے لئے گاڑی میں بیٹھے تو آذان شروع ہوئی۔ مسجد میں پہنچتے ہی تکبیر شروع ہو گئی واضح ہو کہ کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں کی افریقہ میں آبادی کا ۶ واں حصہ ہے جن میں سے اکثریت شافعی مسلک والے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد حسب معمول یٰسین شریف پھر بسم اللہ قرآن پاک کا افتتاح و اختتام اس کے بعد چہل حدیث درود وسلام پھر بیعت نجیب اللہ اردو میں کہتا تھا۔ مولوی محمد گارڈی اس کا انگریزی میں ترجمہ کرتے تھے۔ اس کے بعد مولانا عبد الحفیظ صاحب کی عربی میں لمبی دعاء اس کے بعد مصافحہ ماشاء اللہ، جادی یہاں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ آج حضرت کی زیارت کے لئے بڑے بڑے علماء وخطباء تشریف لائے۔ عشاء حضرت کے ساتھ پڑھی اور پورے نظام میں شریک ہوئے۔ جب بیعت کرائی گئی تو سارے ہی بیعت کے الفاظ کہہ رہے تھے۔ الحمد للہ یہاں کے عوام سے زیادہ علماء حضرت مدظلہ سے زیادہ جڑے، اور ملاقات کے لئے گئے۔ مصافحہ سے فارغ ہو کر اپنے مستقر پر آئے۔ اور کچھ نوشش فرمایا پھر لیٹ گئے یہاں کی اکثریت شافعی المذہب ہے ملاقاتی علماء میں اکثر شافعی تھے جس مسجد میں ہم لوگوں نے نماز عشاء پڑھی اس کے امام بھی شافعی ہیں۔ شوافع کے نزدیک جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرأت سے پہلے بسم اللہ جہراً پڑھی جاتی ہے۔ مگر امام صاحب نے جو صرف اس دن حضرت سے ملاقات اور زیارت کے لئے آئے تھے ان کا نام صالح عبادی تھا۔ لوگوں نے ان کو نماز کے لئے آگے بڑھا دیا نماز میں انہوں نے بسم اللہ جہراً نہیں پڑھی۔ جب بعد میں ان سے پوچھا گیا۔ کہ آپ تو شافعی ہیں تو پھر بسم اللہ جہراً کیوں نہیں پڑھی۔ تو انہوں نے جواب دیا اس شیخ (حضرت مدظلہ

کے اکرام میں۔ جب حضرت کو یہ خبر جو ہانسبرگ میں سنائی گئی تو بہت روئے اور فرماتے رہے کہ انہوں نے کس قدر لحاظ کیا۔ اللہ ہی جزائے خیر دے۔ یہ مثل اس واقعہ کے ہو گیا کہ جب حضرت امام شافعی رحمہ اللہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی قبر پر فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے اور کسی نماز کا وقت آگیا تو آپ نے اس وقت بسم اللہ جہراً ترک کر دیا تھا۔ اور جب استفسار فرمایا گیا۔ تو یہی جواب دیا تھا کہ مجھے شرم آتی کہ ان کے سامنے ان کے مذہب کی مخالفت کروں۔

جہاز جبکہ پرواز کے دوران تھا۔ کئی مرتبہ جہاز والوں نے اعلان کیا مگر چونکہ ہم لوگ انگریزی سے واقف نہ تھے۔ کچھ پتہ نہ چلا۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ ایک جگہ یہ اعلان کیا تھا کہ یہاں داہنی طرف سونے کے پہاڑ سب ہیں۔ ایک جگہ اعلان کیا کہ یہاں ہیروں کے پہاڑ اور راس کی کانیں ہیں۔ ایک جگہ یہ اعلان کیا کہ یہاں لوہے کے پہاڑ ہیں۔ جہاز بہت نیچا پرواز کر رہا تھا بادل نہ ہونے کی وجہ سے زمین کی چیزیں بہت صاف صاف نظر آ رہی تھیں۔

۱۳ اگست ، ۱۲ شوال جمعرات فجر کی نماز پڑھ کر حضرت کو لٹا دیا گیا۔ اور حضرت کی اجازت سے نجیب اللہ اور کئی رفقاء مجمع البحرین دیکھنے کے لئے گئے ڈھائی گھنٹہ میں واپسی ہوئی۔ سورۃ الرحمٰن کی آیت مرج البحرین یلتقیٰن بینھما برزخ لایبغیان کا مصداق یہی دو سمندر ہیں ایک طرف بحر ہند ہے اور دوسری طرف بحر اوقیانوس (بحر اٹلانٹک) ہے اور دونوں کے درمیان میں ایک باریک خط ہے جو دونوں پانیوں کو آپس میں ملنے نہیں دیتا چونکہ ہوا بہت تیز تھی جس کی وجہ سے پانی میں طوفان بہت زیادہ تھا اس لیے صاف صاف وہ خط نظر نہیں آتا تھا البتہ پانیوں کا رنگ بدلا ہوا ہے بحر اٹلانٹک کا پانی سبز ہے اور بحر ہند کے پانی میں گہری سبزی ہے جس کی وجہ سے سیاہی مائل

ہے نیز دوسرا فرق یہ ہے کہ ایک کا پانی گرم ہے اور دوسرے کا بالکل ٹھنڈا
نیز تیسرا فرق یہ ہے کہ اس خط کے قریب جو مچھلیاں پائی جاتی ہیں تو بحر ہند کی مچھلی
نرم ہوتی ہے اور اٹلانٹک کی سخت اس کے علاوہ بھی کافی فرق ہے الحمد للہ
قرآن کے اس آیت کے مصداق کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ نیز جس جگہ یہ دونوں
سمندر ملتے ہیں وہاں پر پہاڑ کا نوکیلا ٹیلا لمبا چلا گیا ہے اس پہاڑ کے نوک پر
پانی آکر ٹکراتا ہے مگر ٹکرا کر پیچھے ہی کو واپس آجاتا ہے آگے کو نہیں بڑھتا اور یہ
پہاڑی کا کونہ جنوبی افریقہ کا آخری کنارہ ہے اور لوگ بتلاتے ہیں۔ کہ آبادی کے
لحاظ سے اس سمت میں یہ دنیا کا آخری کنارہ ہے اس کے بعد پانی ہی پانی ہے
کوئی آبادی نہیں ہے بہر حال ۲۰-۹ پر مجمع البحرین سے واپسی ہوئی حضرت
اسی وقت بیدار ہوے تھے۔ استنجاء وغیرہ سے فارغ کرایا۔ سامان باندھ کر
گاڑیوں میں رکھا اور ۲۰-۱۰ پر دو منٹ کی دعاء مولانا عبد الحفیظ صاحب نے
کرائی۔ واضح رہے کہ مستقر سے روانگی سے چند منٹ پہلے کیپ ٹاؤن کے علماء
کی تنظیم کے صدر نظیم محمد صاحب بھی پہنچے اور انہوں نے سلام مصافحہ کے بعد الوداع
کیا۔ دعاء سے فارغ ہوے تو حضرت اور بھائی ابو الحسن اور مولانا عبد الحفیظ
صاحب تینوں کے بورڈنگ کارڈ جلدی سے منگائے گئے۔ اور حضرت جہاز
میں سوار ہونے کے لئے تشریف لے گئے لفٹ موجود تھا لفٹ سے جہاز میں
سوار ہوئے اور دروازہ ہی پر دوسرے دروازے کے سامنے جس سے عام
مسافرین کو آنا تھا۔ منہ کر کے کرسی پر تشریف فرما رہے۔ ہمارا انتظار ہو رہا تھا
چنانچہ ۴۰-۱۰ پر ہم جہاز پر پہنچے۔ حضرت کو بھائی ابو الحسن اور نجیب اللہ نے
گود میں اٹھا کر تین سیٹوں پر لٹا دیا اس کے بعد بیلٹ چھوٹا پڑ گیا تو ائیر ہوسٹس
دوسرا بیلٹ لایا اور پھر ملا کر باندھ دیا۔ ہم اپنی جگہ پر آگئے جہاز ۴۵-۱۰ پر چلنا

شروع ہوا اور پورے ۱۱بجے فضا میں پرواز کر گیا الحمد للہ جہاز میں بڑی ہی آرام و
راحت رہی اور خیریت کے ساتھ جوہانسبرگ ایئر پورٹ پر ۲۳ - ۱۲ پر اتر گیا اور ۲۷ - ۱۲
پر اپنی جگہ پر جاکر رک گیا۔ سارے مسافر اُتر گئے۔ دوسرے دروازہ پر لفٹ، جہاز
کے کھڑا ہوتے ہی آکر لگ گئی تھی چنانچہ دروازہ کھلا ہم لوگ حضرت کے ساتھ
لفٹ میں کھڑے ہو گئے۔ لفٹ جہاز سے علیحدہ ہو کر کسٹم کی عمارت کے دروازہ
تک لے گئی اور وہاں پر جاکر اتار دیا۔ جہاز کو کیپ ٹاؤن سے جوہانسبرگ کا راستہ
دو گھنٹہ میں پورا کرنا تھا کہ اتنا ہی وقت لگتا ہے مگر اللہ کا شکر کہ ۲۵ منٹ وقت
سے پہلے جہاز ایئر پورٹ پر اُتر گیا۔ فللہ الحمد والشکر جاتے ہی کار میں بیٹھے۔ اور
۵۵ - ۱۲ پر بذریعہ کار روانہ ہوئے۔ دوپہر کا کھانا موسیٰ بڈھیانیہ صاحب کے
گھر پر کھانا تھا کہ ان کے یہاں کی دعوت کئی دن پہلے سے منظور ہو چکی تھی یہ بڈھیا
صاحب ہی اپنی جہد وسعی سے ہم لوگوں کا ویزا افریقہ حکومت سے حاصل کرکے
بھیجتے رہے تھے اور جتنے بھی ہندوستانی پاکستانی آئے سبھوں کا ویزا مولانا یوسف
تتلا صاحب نے انہیں کے واسطہ سے حاصل کیا تھا۔ بہت ہی خلیق، ملنسار
اور محبت والے آدمی ہیں چنانچہ ان کے یہاں ۴۰ - ۱ پر پہنچے۔ جاتے ہی حوائج
ضروریہ سے فراغت حاصل کرکے پہلے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر کھانا کھا کر سب سو گئے
عصر کی نماز بامامت نجیب اللہ پڑھ کر ۴۰ - ۴ پر بڈھیانا صاحب کے گھر سے روانہ
ہو کر ۱۰ - ۵ پر دار العلوم نیوٹاؤن پہنچے۔ یہاں مولانا سلیمان پانڈور اور مولانا احمد
درویش کی دعوت پر تشریف لاتے ہیں۔ آتے ہی تھوڑی دیر حضرت نے آرام فرمایا
پھر مغرب کی نماز اپنے حجرہ ہی میں ادا فرمائی۔ مسجد میں مغرب کے بعد ختم خواجگان پھر
مولانا عبد الحفیظ صاحب کی دعا۔ اس کے بعد مجلس ذکر قائم ہوئی۔ عشاء کی اذان پر
حضرت کو اٹھا کر وضوء کرا کر حجرہ ہی میں نماز ادا کرائی۔ واضح رہے آج چونکہ بہت

لمبا سفر پڑ گیا ہے اس لئے حضرت پر کافی تکان رہا جس کی وجہ سے تھوڑا سا بھی وقت ملتا اس میں حضرت کو لٹا دیتے۔ عشاء کی نماز مسجد میں پڑھی۔ نماز کے بعد سب سے پہلے پانچ نکاح بعبارت مفتی محمود صاحب اس کے بعد ایک انگریز مسلمان ہوا مفتی محمود صاحب نے ایمان قبول کرایا۔ نام ابراہیم رکھا گیا اس کے بعد بخیب اللہ نے بیعت کرائی۔ پھر چہل حدیث مولوی شاہد صاحب نے پڑھی پھر مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعاء کرائی۔ اس کے بعد مصافحہ ہوا پورا ایک گھنٹہ مصافحہ ہوا۔ تقریباً ساڑھے تین چار ہزار افراد نے مصافحہ کیا۔ الحمد للہ بیعت بھی کافی حضرات ہوئے۔ مولوی سلیمان پانڈور نے بتلایا کہ ۴۰ آدمیوں کا بیعت ہونا تو مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھے پہلے سے کہہ رہے تھے مزید اس کے علاوہ جو ہوں اس کے بعد کھانا کھا کر آرام کیا۔ ایئرپورٹ سے موسیٰ بڈھیا نیا صاحب کے یہاں جاتے ہوئے کئی میلوں کے اندر سونے کا پہاڑ پڑا۔ بعد میں لوگوں نے بتلایا کہ یہ جوہانسبرگ شہر پورا کا پورا سونے کی کان ہے۔ چنانچہ پورا شہر بالکل کھوکھلا ہے کہ اوپر آبادی ہے اور نیچے سونے کی کانیں ہیں جو ساری کھودی جا رہی ہیں کبھی اگر کوئی زلزلہ آیا تو پورا جوہانسبرگ نیچے دھنس جائے گا۔ یہ شہر اللہ کے فضل ہی پر کھڑا ہوا ہے پہاڑوں سے مٹی اٹھا کر لے جانے اور مشین کے ذریعے صاف کر کے سونے کو نکالنے والی مشینیں بھی نظر پڑیں۔ جدھر جانا ہوا ہر طرف کے پہاڑ سونے ہی کے نظر پڑے ماشاء اللہ یہ ملک بہت ہی خوشحال ہے ہر چیز کی کانیں اس کے پاس موجود ہیں ہر قسم کی کھیتی ان کے یہاں ہوتی ہے نسلی امتیازی قانون کی وجہ سے سارے دنیا سے ان کے تعلقات خراب ہیں کہ گوروں کی الگ الگ آبادیاں اور کالوں کی الگ جس میں یہاں کے اصل باشندے اور ہندی لوگ بھی شامل ہیں۔ کی الگ الگ آبادیاں کر رکھی ہیں۔ ویسے یہاں کے مسلمانوں نے بتلایا کہ اور سارے قوانین

ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں یہی ایک قانون ان کا سب سے بڑا ہے جس کی وجہ سے ساری دنیا سے ان کی لڑائیاں چل رہی ہیں۔ واضح رہے کہ یہاں کی حکمراں انگریز ڈچ ہے۔

۱۴ اگست ۱۳ شوال جمعہ فجر کی نماز کے بعد حضرت لیٹ گئے۔ جمعہ سے پہلے اٹھکر نماز جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے جو مدرسہ ہی کے ایک حصّہ میں ہے۔ یہ مدرسہ میاں فارم والوں کی نگرانی میں چلتا ہے مدرسہ کی عمارت بھی فارم والوں ہی کی ہے۔ فارم والوں کے تقریبًا ۶۰-۶۵ مدارس چل رہے ہیں۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ قرب وجوار یا دور کے مدارس والے ان فارم کے مدرسہ والوں سے اپنا ربط رکھتے ہیں۔ اخراجات وغیرہ کا انتظام تو خود کرنا پڑتا ہے اور اس کا طریقہ تو یہ ہے کہ کچھ اہلِ خیر تجار وغیرہ مل کر اخراجات مدرسہ کی ذمہ داری اپنے سر لے لیتے ہیں۔ مدرسین کو بالکل فارغ رکھتے ہیں اور ان کے ذمہ صرف یہ کام ہوتا ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہیں۔ بہرحال یہ فارم والے ان مدرسین کی تعلیم وغیرہ کی نگرانی رکھتے ہیں۔ امتحانات آکر لیتے ہیں۔ یا اس کا انتظام کرتے ہیں۔ بہرحال جمعہ سے قبل حضرت مفتی صاحب کی تقریر فضائل دعاء واستجابت دعاء پر ہوئی۔ اور پھر نماز جمعہ مولانا عبدالحفیظ صاحب نے پڑھائی اس کے بعد بیعت نجیب اللہ نے کرائی۔ پھر دعا ہوئی۔ اس کے بعد اپنے کمرے میں تشریف لے آئے۔ جمعہ کے بعد یخنی وغیرہ لے کر لیٹ گئے اور فرمایا کہ عصر اپنی پڑھنی ہے چنانچہ غروب سے آدھ گھنٹہ قبل اپنی عصر کی جماعت کی۔ اس کے بعد بچوں پر پانی پر دم اور کچھ مصافحہ بھی ہوئے اس کے بعد مغرب پڑھی۔ نماز مغرب کے بعد استنجاء سے فارغ ہوکر گاڑی میں تشریف لائے کہ مولوی ابراہیم عبدالرحمٰن میاں کے یہاں لینیشیا جانا ہے۔ چنانچہ ۱۹-۶ پر نیو ٹاؤن سے

روانہ ہوئے۔ حضرت کی کار سے آگے آگے دو موٹر سائیکل سوار پولیس تھی جس کے آگے دوہری بتیاں تھیں۔ اور ہارن کی آواز مسلسل آرہی تھی اور ہم لوگوں کو راستہ صاف کر کے آگے لے کر چل رہے تھے جہاں سُرخ بتیاں آتیں وہاں رکنے کی ضرورت نہیں ہارن کی آواز پر چاروں طرف سے ٹریفک خود رک جاتی اور ہم لوگ اطمینان سے چلتے رہتے۔ الحمد للہ ۱۴-۷ پر لینیشیا کی مسجد پہنچے۔ مجمع بہت زیادہ تھا۔ سیدھے قیام گاہ پر گئے۔ حضرت نے وضو استنجاء فرمایا پھر عشاء کے لئے تیاری فرمائی۔ تقریباً تین ہزار کا مجمع تھا۔ نماز سے فراغ پر پہلے یٰسین شریف پھر بچوں کی بسم اللہ، سینکڑوں بچے تھے اس کے بعد چہل حدیث پھر بیعت اس کے بعد دعاء، اس کے بعد مصافحہ ہوا۔ کافی دیر مصافحہ میں لگی۔ لیٹ کر حضرت نے مصافحہ فرمایا۔ بچوں کی بسم اللہ کے بعد ایک انگریز مسلمان ہوا۔ مولانا عبد الحفیظ صاحب نے اسلام قبول کرایا۔ کہ مفتی محمود صاحب نیوٹاؤن سے مولوی ابراہیم پانڈور جو مفتی صاحب کے خادم ہیں ان کی دعوت پر ان کے مکان تشریف لے گئے ہیں۔ رات وہیں گذار کر کل تشریف لائیں گے۔ ماشاء اللہ مولوی ابراہیم میاں نے بھی انتظامات بہت اچھے کر رکھے ہیں۔ حضرت کے قیام کے لئے ایک لکڑی کا بہت ہی طویل وعریض کمرہ بنوا رکھا ہے۔ مسجد کے صحن کی طرف سے اس کا دروازہ تقریباً ۲۰-۲۵ فٹ لمبا ہے جو کھولنے سے پورا کھل جاتا ہے اس صورت میں مجلس کے وقت بڑی سہولت رہتی ہے کہ پورا مجمع حضرت کی زیارت بہت اطمینان سے کر لیتا ہے مصافحہ کے دوران یہ بھی اعلان کیا کہ سارے مجمع کے کھانے کا بھی انتظام ہے سب کھانا کھا کر جاویں۔

۱۵ اگست ۱۴؍ شوال ہفتہ کے دن لینیشیا ہی میں قیام ہے فجر کی نماز اپنی جماعت سے پڑھ کر لیٹ گئے۔ ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک مولوی معین الدین صاحب

کا مسجد میں بیان ہوا۔ مجمع کافی تھا ظہر کے بعد یخنی لے کر لیٹ گئے عصر کی نماز مسجد ہی کے ساتھ پڑھی کر قیام مسجد سے بالکل متصل ہے۔ صفیں مسجد سے یہاں تک آ جاتی ہیں۔ عصر کے بعد عمومی مجلس ہوئی جس میں مولانا معین الدین صاحب نے "موت کی یاد" پڑھی۔ تھوڑی دیر کے بعد مجلس ختم کر دی گئی۔ اس کے بعد مقامی علماء کرام کی ایک کثیر تعداد آئی۔ مصافحہ کر کے بیٹھ گئی۔ حضرت مدظلہ نے فرمایا پیارو! یہ کتاب جو آپ نے سنی ہے یہ میری ہی باتیں ہیں کثرت سے موت کو یاد رکھا کریں کہ ایک دن ہم سب کو مرنا ہے۔ مغرب سے پہلے یہ مجلس برخواست ہوئی۔ مغرب کے بعد حسب معمول ختم خواجگان پھر دعا، پھر مجلس ذکر تا عشاء، عشاء پڑھ کر پہلے بچوں کی بسم اللہ اور اختتام اس کے بعد ۸ نکاح بعبارت مفتی محمود صاحب ہوئے اس کے بعد چہل حدیث درود وسلام پھر بیعت پھر دعا، اس کے بعد مصافحہ اس کے بعد کھانا پھر آرام آج چونکہ شب یکشنبہ ہے اس لئے مجمع کافی تھا کہ ہفتہ کے دوپہر سے اتوار پورا دن تعطیل کا رہتا ہے مولوی ابراہیم عبد الرحمن میاں نے کافی انتظام کر رکھا ہے پانچ بڑے بڑے شامیانے مہمانوں کے لئے لگا رکھے ہیں جس میں سے ایک عورتوں کے لئے بایں لحاظ مخصوص تھا کہ اس میں عورتیں بیعت کے لئے آتی ہیں۔ کھانے پینے کا بھی کافی اچھا نظم رہا۔ ایک شخص لائے گئے جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ اس کے ساتھ ان کی بیوی اور دو بچوں نے بھی اسلام قبول کر رکھا ہے نام ان کا محمد داؤد رکھا گیا۔ حضرت نے ان کے استقامت علی الاسلام کے لئے دعاء فرمائی۔ اور کئی شخصوں نے لینیشیا میں تشریف آوری پر اظہار مسرت اور شکریہ ادا کیا اس شہر کی آبادی تقریباً اسی ہزار ہے اکثریت مسلمانوں کی ہے انگریز بہت کم ہیں اس کے مقابلہ میں ہندو زیادہ ہیں۔

۱۶ اگست ۱۵ شوال اتوار کو فجر کی نماز کے بعد آرام۔ ۱۱ سے ۱۲ بجے تک مفتی

محمود صاحب کا مسجد میں بیان ہوا۔ مجمع بہت کافی تھا۔ چونکہ آج پورا دن تعطیل کا ہے۔ رات حضرت کو بخار کی وجہ سے پیشاب زیادہ آیا۔ صبح جب بیدار ہوئے۔ تو گھبراہٹ زیادہ تھی سب کو نماز کے لئے مسجد میں بھیجتے رہے حتی کہ مولانا عبدالحفیظ صاحب سنت فجر پڑھ کر نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔ تو فرمایا کہ جا مسجد میں نماز پڑھ، چنانچہ وہ چلے گئے۔ نجیب اللہ نے نماز پڑھائی صرف حضرت اور ابوالحسن اور سہیل نمازی تھے۔ عصر کے بعد حسب معمول ختم خواجگان دعا، پھر مجلس ذکر، عشاء کے بعد یٰسین شریف پھر ۴ نکاح پھر چہل حدیث پھر بیعت پھر دعا، اس کے بعد مجلس برخواست ہوگئی مصافحہ آج نہیں ہوا۔ کہ مجمع زیادہ تھا اور حضرت کی طبیعت مبارکہ ناسازی کی وجہ سے اس قدر کثیر مجمع سے مصافحہ کی متحمل نہیں تھی۔

۱۷ اگست ۱۶ شوال پیر کے دن فجر پڑھکر آرام ظہر کی نماز کے بعد یہاں کے مقامی ایک ہائی اسکول کے پرنسپل اور استادوں کا جم غفیر ملاقات کے لئے آیا جس میں ہندو مسلم دونوں تھے۔ سبھوں نے مصافحہ کیا اور بیٹھے حضرت نے سب کو نصیحت کی اور فرمایا کہ ہندو مسلم دونوں موت کو کثرت سے یاد رکھیں۔ مسلمان تو اس بات کا خیال رکھیں ایک دن اس دنیا سے جانا ہے اور جنت و جہنم اس کے بدلہ میں پانا ہے اور ہندو اس بات کا خیال رکھیں کہ سب کو مرنا ہے اور بھلائی یا برائی جو کریں گے اس کا بدلہ ضرور ملے گا مسلمانوں کو خاص طور سے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ دل کو موت کی یاد سے مشغول رکھیں اور زبان سے درود شریف کی کثرت رکھیں انشاء اللہ بہت ہی مفید ہوگا۔ تقریباً ۱۲ نفر کو فضائل حج و تبلیغ انگریزی دی۔ اور طریقت بھی اور اسکول میں بھی ایک عدد وقف کیا اس کے بعد یخنی لی۔ پھر آرام عصر سے پہلے اور ظہر کے بعد چونکہ سارے رفقاء زامبیا کے لئے روانہ ہو گئے تھے کہ ان لوگوں کی سیٹیں آج کے جہاز میں تھیں کل بیس نفر تھے اس لئے عصر

کے بعد کی مجلس میں موت کی یاد نجیب اللہ نے سنائی۔ اس کے بعد مغرب سے کچھ قبل مہمانوں کی خدمت کرنے والوں کا جم غفیر آیا جس نے مصافحے اور پانی شکر بادام پر دم کرایا۔ مغرب کے بعد ختم خواجگان پھر دعا، پھر مجلس ذکر۔ عشاء کے بعد یٰسین پھر بچوں کو قرآن پاک کا ختم و افتتاح مولوی عبدالحفیظ نے کرایا۔ پھر ایک طالب علم جو جامعہ عربیہ بنوری ٹاؤن میں پڑھتا ہے کو مفتی محمود صاحب نے مشکوٰۃ شریف شروع کرائی اس کے بعد نجیب اللہ نے چہل حدیث درود و سلام کی پڑھی پھر بیعت کرائی اس کے بعد دعا، پھر مصافحہ شروع ہوا۔ آج آخری مصافحہ تھا۔ مجمع بہت زیادہ تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ مصافحہ میں لگا۔ پھر آرام تقریباً ساڑھے تین ہزار کا مجمع تھا۔ یہاں کے معمولات وغیرہ سے لوگ کافی متأثر تھے مصافحہ کے دوران بہت سے حضرات حضرت کا شکریہ بھی ادا کرتے رہے۔

سفر زامبیا

۱۸ اگست ۱۷ شوال منگل فجر کی نماز پڑھ کر حضرت کو لٹا دیا۔ ہم لوگ سامان وغیرہ ٹھیک کرتے رہے۔ ۳۰-۷ پر حضرت کو بیدار کر کے استنجاء سے فارغ کرا کر ۶-۸ پر لینیشیا کی مسجد سے روانہ ہوئے مولوی ابراہیم عبدالرحمٰن میاں کے مکان پر تھوڑی دیر کے لئے رُکے۔ مولانا عبدالحفیظ صاحب نے سڑک پر سے ہی دعا کرائی۔ وہاں سے روانہ ہو کر ابوبکر صاحب جنہوں نے حضرت کی تشریف آوری پر کافی تگ و دو کی اور پولیس وغیرہ کے انتظامات کئے۔ ۳۱-۸ پر ان کے مکان پر رکے اور سڑک ہی پر سے ایک منٹ کی دعا ہوئی پھر محمد ناخدا صاحب کے مکان کے سامنے سڑک پر سے تھوڑی دیر کی دعا ہوئی اور پھر یہاں سے روانہ ہو کر مولوی

سلیمان پانڈور کے مکان پر ۱۰-۹ پر پہنچے۔ جاتے ہی حضرت کو لٹا دیا اس کے بعد چونکہ یہاں کا قیام بہت مختصر تھا قرآن پاک ختم کرنے والوں اور شروع کرنے والوں کا افتتاح و اختتام ہوا۔ پھر نجیب اللہ نے بیعت کرائی کہ ایک کمرہ میں مرد تھے اور دوسرے میں عورتیں تھیں۔ اس کے بعد مولانا عبدالحفیظ نے دعاء کرائی اس کے بعد مصافحہ ہوا۔ الحمدللہ یہاں بھی کافی مجمع اکٹھا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد مفتی محمود صاحب کی تقریر ہوئی کہ مولوی سلیمان پانڈور صاحب نے بہت بڑا شامیانہ مہمانوں کے ٹھہرنے کے لئے کر رکھا تھا۔ اسی میں تقریر ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ تقریباً ۲۵ - ۳۰ عورتیں بیعت کے لئے اور آ گئیں۔ ان کو دوسرے کمرے میں ٹھہرا کر نجیب اللہ نے جا کر عورتوں کو بیعت کی ادھر مولوی یوسف تتلا صاحب نے ایئر پورٹ پر فون کر کے جہاز کے متعلق معلومات کرنی چاہی واضح رہے کہ زامبیا والوں نے ایک مستقل فوجی جہاز زامبیا سے چارٹر کر کے جوہانسبرگ بھیجا تھا جس کا کرایہ ہندی روپیوں میں /۱۲۵۰۰۰ ہوتا ہے۔ یہ جہاز گیارہ سیٹوں کا تھا اور فوجی تھا یہ زامبیا سے خالی جوہانسبرگ پہنچا۔ جب مولانا یوسف تتلا صاحب نے فون کیا تو ایئر پورٹ والوں نے بتلایا کہ یہ رینڈ ایئر پورٹ کے بجائے بڑے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اُتر گیا ہے اور پائلٹ کا پتہ نہیں کہاں تفریح کرنے چلا گیا ہے۔ جب ایئر پورٹ والوں سے پوچھا گیا کہ یہ جہاز رینڈ ایئر پورٹ پر جا کر ہم لوگوں کو وہاں سے لے گا۔ یا بڑے ایئر پورٹ ہی سے ہم لوگ جائیں گے تو ان لوگوں نے یہ عذر کر دیا کہ پائلٹ کا پتہ نہیں۔ جب تک پائلٹ آ نہ جائے اس وقت تک کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے ایک بجے پائلٹ سے رابطہ قائم ہوا۔ اس نے بتلایا۔ کہ رینڈ ایئر پورٹ چونکہ بند تھا اس لئے میں جہاز وہاں نہ اُتار سکا۔ اب ۲ بجے میں رینڈ ایئر پورٹ پر انٹرنیشنل ایئر پورٹ سے آ رہا ہوں۔ آپ وہاں دو بجے پہنچ جائیں

(انشاء اللہ) ہم ڈھائی بجے پرواز کر جائیں گے ادھر مصافحہ سے فراغ کے بعد ہم لوگوں نے بلکہ تمام مہمانوں نے جلدی جلدی کھانا کھایا اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھی چونکہ جہاز کے پائلٹ سے سوا بجے گفتگو ہوئی تھی۔ اس لئے ظہر پڑھ کر حضرت کار کے پاس تشریف لائے۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ گاڑیاں بے حد و بے شمار تھیں۔ تقریباً سو سے زیادہ ہی کاریں تھیں۔ بہر حال مولوی سلیمان پانڈور کے مکان سے ۱-۳۴ پر روانہ ہوئے۔ ۱-۴۵ پر عیدن پاک کے سڑک پر پہنچے یہ شاہراہ کافی وسیع ہے یہاں تقریباً ۷-۸ پولیس والے جا بجا کھڑے ہوئے ٹریفک کو کنٹرول کرنے لگے اور حضرت کی کار رہبری بتی والی پولیس کی گاڑی کے پیچھے پیچھے آگے کو روانہ ہوگئی۔ سو سے زیادہ کاروں کی قطار تھی۔ بقیہ پولیس والے گاڑیوں کے پیچھے پیچھے رہے راستہ میں ایک صاحب کے مکان پر آدھ منٹ کی دُعاء ہوئی۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر سیدھے ۲-۱۵ پر مطار پہنچے اس مطار سے جہاز جو مختلف کمپنیاں بناتی ہیں فروخت ہوتے ہیں۔ یہاں مجمع بے تحاشا جمع تھا۔ چونکہ الوداعی وقت تھا اس لئے پورے ساؤتھ افریقہ سے احباب کھینچ کھینچ کر پہنچ گئے تھے۔ تھوڑی دیر گاڑی مجمع جو آرہا تھا اس کے انتظار میں کھڑی رہی۔ اس کے بعد ۲-۲۰ سے ۲-۲۴ تک ۴ منٹ کی دعاء مولانا عبد الحفیظ صاحب نے کرائی۔ مجمع چیخیں مار مار کر رو رہا تھا۔ اسی دوران ایئرپورٹ سے آدمی آ گیا۔ ہم سبھوں کے پاسپورٹ ان کو دے دیئے گئے انہوں نے ایئرپورٹ پر جا کر ویزہ وغیرہ لگوایا۔ اور حضرت کی گاڑی اور حضرت کی گاڑی سے آگے مفتی محمود صاحب کی گاڑی جو حضرت کو الوداع کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور زامبیا وہ کل تشریف لائیں گے۔ مطار کے اندر داخل ہوئے سامان رکھا گیا حضرت کو تین سیٹوں کو برابر کر کے اس کے اوپر فرش پھر کمبل بچھا کر لٹا دیا گیا اور بقیہ رفقاء

بھائی ابوالحسن اور ان کی اہلیہ، نجیب اللہ، سہیل مدنی، مولانا عبدالحفیظ صاحب
مع اہلیہ و دو بچّوں کے اور مولوی محمد گارڈی بقیہ سیٹوں پر بیٹھے۔ واضح رہے
کہ ۲۲ نفر کا قافلہ کل گذشتہ زامبیا کے لئے روانہ ہو چکا ہے چونکہ ان حضرات کو
انٹرنیشنل جہاز میں زامبیا جانا تھا پھر وہاں سے چپاٹا کاروں میں جانا تھا بہر حال
ہمارا یہ فوجی جہاز جو ہانسبرگ کے رینڈ ایئر پورٹ جس کا نام اینڈ ایئر پورٹ ہے سے ۲/۴۴
پر چلا اور ۴۶ — ۲ پر پرواز کر گیا۔ اس جہاز کو زامبیا کی بجائے سیدھے چپاٹا جانا ہے
چونکہ یہ جہاز اپنا چارٹر تھا اس لئے اس کو سیدھے چپاٹا اترنا تھا۔ ادھر چپاٹا
کی آبادی بہت تھوڑی سی ہے۔ یہاں تقریباً ایک ہزار مسلمان ہیں اور کچھ انگریز
یہاں کا ایئرپورٹ بہت ہی چھوٹا ہے۔ بجلی کا اس ایئرپورٹ پر نام و نشان بھی نہیں
یہاں صرف چھوٹے جہاز اترتے ہیں وہ بھی صرف دن میں۔ رات میں جہاز کے
اترنے کا کوئی بندوبست نہیں۔ جب جہاز چپاٹا کے قریب پہنچا۔ تو پائلٹ نے
اُترنے کی اجازت چاہی مگر بہت دیر کے بعد اجازت ملی۔ وہ بھی خصوصیت کی
وجہ سے کہ اس ملک کے وزیر سیاحت سے لوگوں نے مل کر اس جہاز کے یہاں
اترنے کا غذی طور سے اجازت لے لی تھی۔ اور اس نے بہت اہتمام سے اس کے لئے
حکم صادر فرمایا تھا۔ کہ بہت معزز مہمان آرہے ہیں۔ ان کو اکرام کے ساتھ اُتار اجائے
کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ مطار والوں نے عارضی لائٹ کا انتظام کر کے جہاز
کو دکھلا کر اترنے کی اجازت دی۔ ۱۲ — ۶ منٹ پر اپنی سڑک سے علیحدہ زمین
پر اُترا۔ چونکہ روشنی بالکل نہیں تھی۔ اس لئے جہاز کو خطرہ بھی تھا۔ مگر اللہ تعالے
کا کرم ہوا کسی طرح سے اپنی سڑک سے علیحدہ زمین پر اُتر کر ایک منٹ چل کر
رک گیا کہ پائلٹ نے بریک لگا دی۔ احباب کا مجمع ایک ہزار کے قریب تھا
حضرت کو جہاز سے اتار کر کار میں بٹھایا اور حضرت کے ساتھ نجیب اللہ ۱۹۱

مولوی عبدالرحیم رہے ۔ بقیہ رفقاء اور بھائی ابوالحسن کسٹم میں چلے گئے کہ ان کو کرنسی وغیرہ لکھوانی تھی ۔ مطار سے باہر ۳ - ۶ پر پہنچے ۔ مولوی سلمان صاحب نے دعاء کرائی اس کے بعد مستقر کے لئے روانہ ہو گئے ۔ ۵۰ - ۶ پر مدرسہ میں پہنچے جس کا نام معہد الرشید الاسلامی ہے ۔ جہاں پر قیام طے تھا ۔ جاتے ہی حضرت کو استنجاء کرایا جب تک کسٹم سے نمٹ کر بھائی ابوالحسن بھی آ گئے واضح رہے کہ کسٹم پر کوئی نہ سامان دیکھا گیا اور نہ کھولا گیا ۔ احتیاطاً کرنسی لکھوا دی گئی تاکہ اس ملک سے نکلنے کے وقت کوئی دقت نہ ہو ۔ چونکہ مغرب کی نماز نہیں پڑھی تھی ۔ اس لئے مغرب کی نماز پڑھی ۔ اس کے تقریباً ۲۰ منٹ بعد عشاء پڑھی ۔ نماز کے بعد یٰسین شریف پھر چہل حدیث پھر مردوں اور عورتوں کی بیعت نجیب اللہ نے کرائی ۔ اس کے بعد مولوی عبدالحفیظ صاحب نے دعا کرائی ۔ پھر مجلس برخواست ہو گئی ۔ پھر کھانا ہوا ۔ پھر آرام ، واضح ہو کہ جب جہاز جوہانسبرگ سے چپاٹا کے لئے روانہ ہوا تو ۴۵ - ۳ پر جہاز کے پائلٹ نے اہل زامبیا کا ایک خط دیا ۔ جو کل ۱۷ اگست کا لکھا ہوا ہے جب یہ جہاز زامبیا سے آ رہا تھا ۔ تو وہاں کے دوستوں نے حضرت مدظلہ کے نام یہ خط لکھ کر دیا کہ واپسی کے وقت حضرت کو دے دینا ۔ چنانچہ پائلٹ نے دیا وہ خط بعینہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں ۔ ماشاء اللہ کپتان اکثر پوچھتا رہتا تھا کہ ٹھیک سے چل رہے ہیں کوئی بات تو نہیں ۔ یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ کل ۲۰ رفقاء جو گئے تو ان کا زامبیا ائیرپورٹ پر کوئی کسٹم وغیرہ نہیں ہوا ۔ بلکہ جہاز سے اترنے کے بعد بہت اکرام سے دوسرے راستہ سے ان کو مطار سے باہر لایا گیا ۔ اور ان کا سامان اور پاسپورٹ کی کاروائی مکمل کر کے ان کے حوالہ کر دی گئی ۔ اور کرنسی کو بھی نہیں پوچھا ۔ اور رفقاء کے پوچھنے پر ائیرپورٹ والوں نے کہا کہ واپسی جب اس ملک سے جائیں گے اس وقت آپ سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا ۔ اب وہ

اہل زامبیا کا خط ملاحظہ فرمائیں بعینہٖ درج ذیل ہے۔

۱۶ رشوال ۱۴۰۱ھ ۱۷ / ۸ / ۸۱ء

آپ کی شان کے لائق ہمارا گھر ہو کہ نہ ہو۔

جذبۂ دل سے ہیں مجبور زیارت کے لئے۔

بشرف ملاحظہ حضرت اقدس مخدومنا شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث الحافظ مولانا محمد زکریا صاحب: متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتکم وادام اللہ فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کہاں ہم اور کہاں یہ نکہت گل - نسیم صبح تیری مہربانی۔

ہم مسلمانان زامبیا حضرت شیخ دامت برکاتکم کی زامبیا تشریف آوری پر اپنے دل کی گہرائی سے ممنون و مشکور ہیں۔ اور حضرت اقدس کی یہاں قدوم میمنت لزوم باعث خیر و برکت و سبب حصول رحمت خداوندی سمجھتے ہیں۔

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے

کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں۔

ہم اپنی اس ناچیز وحقیر تحریر خدمت اقدس میں پیش کرتے ہوئے حضرت شیخ دامت برکاتکم کی توجہ اور عنایت اور خصوصی دعاء کے خواستگار ہیں۔

(والسلام خدام مسلمانان زامبیا)

یہ بات میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ چپاٹا ایئرپورٹ چونکہ مغرب کیوقت بند ہو جاتا ہے اور ہمارا جہاز مغرب کے کافی دیر بعد پہنچا۔ اس لئے ایئرپورٹ کے اُوپر سے دو مرتبہ گذرا اور اترنے کی اجازت مانگی۔ جوہانسبرگ اینڈ ایئرپورٹ سے ۲۰ ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر کے آیا تھا۔ اور جب وہ ۷ ہزار فٹ پر

آیا تو اس نے اترنے کی اجازت مانگی۔ ادھر نیچے ایئرپورٹ والوں نے دو مرتبہ سائرن بجایا کہ کارندے تیار ہو جائیں حتیٰ کہ آگ بجھانے والی گاڑی کو تیار کر لیا گیا۔ ادھر جہاز کے اُترنے میں چونکہ تاخیر زیادہ ہو رہی تھی۔ اس لئے نیچے مجمع میں بے کلی اور پریشانی زیادہ تھی۔ بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ سب لوگ دُرود شریف پڑھ کر عافیت سے اُترنے کی دعائیں کرتے رہیں چنانچہ مجمع بالکل ساکت وصامت درود شریف میں مشغول رہا۔ ادھر انتظام کرنے والوں کے طرف سے جہاز کے لئے روشنی دکھلائی گئی۔ جہاز نے اسی روشنی کو دیکھ کر اترنا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ روشنی کچے راستہ پر تھی۔ اور رن وے اس سے بہت دور تھا۔ جب ٹاور والوں نے (جہاز نیچے سے سنبھالنے اور رہبری) کرنے والے نے دیکھا تو اس نے فوری اپنی روشنی دی۔ جب تک کہ جہاز بالکل کچی جگہ پر اُتر گیا۔ گویا کہ ٹاور کی روشنی نے تھوڑی سی رہبری کی۔ جہاز جو زمین پر اُترا فوراً اس میں سے کچی زمین پر اُترنے کی وجہ سے نیچے سے آگ کی روشنی ہوئی اور کسی چیز کے جلنے کی بدبو ہوئی۔ دونوں پائلٹ پریشان تھے۔ گرد وغبار بھی کافی اڑا۔ پائلٹ نے جہاز کو فوراً بریک لگا کر جہاز کو بند کر دیا۔ ساری بتیاں بند کر دیں۔ جب اترنے لگے تب بتی جلائی جہاز کے رُکتے ہی ایک پائلٹ ٹاور پر پہنچا۔ اور اس نے ٹاور والوں کا شکریہ ادا کیا کہ ہم بہت خطرے سے بچ گئے۔ اور اگر ٹاور والوں کی روشنی فوراً نہ ہوتی۔ تو یقیناً خطرہ تھا۔ ادھر چونکہ جہاز کے پائلٹ کو یہاں والوں نے تاکید کر رکھی تھی۔ جہاز غروب سے پہلے پہلے لے آئے۔ چنانچہ احباب تین بجے عصر سے پہلے بھی ایئرپورٹ گئے تھے۔ مگر ان کو بتلایا گیا۔ کہ آپ کا جہاز رات ۱۵-۷ پر اترے گا۔ چنانچہ احباب اپنے گھروں کو واپس آ گئے تھے۔ جہاز چونکہ رات میں اُترا تھا۔ ادھر اس کو زامبیا واپس جانا تھا۔ مگر چپاٹا ایئرپورٹ نے آگے پرواز کی

اجازت نہ دی بالاخر کوشش کے بعد اجازت ملی اور رات ہی کو جہاز زامبیا چلا گیا۔ صبح کو بھائی یوسف صاحب جو انتظام میں آگے آگے تھے۔ انہوں نے پائلٹ کو ٹیلکس دے کر تاخیر کی .... بمہ دریافت و باز پُرس کی چنانچہ اصل ٹیلکس اور اس کا جواب دونوں نقل کئے جاتے ہیں۔

ٹیلکس بنام کیپٹن کوکس مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۸۱؁ء ۸ بجکر ۲۰ منٹ صبح بہترین پائلٹنگ پر سب سے پہلے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد فوری طور پر اس کا جواب چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے وقت کی پابندی کیوں نہیں کی۔ جبکہ پہلے سے وہاں سے ایک بجے چلنا طے ہو گیا تھا۔ فقط یوسف جی)

جواب از کیپٹن پائلٹ کوکس مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۸۱؁ء وقت ۹ بجکر ۴۲ منٹ آپ کے ٹیلکس کا جو صبح پہنچا بہت بہت شکر گذار ہوں۔ جب میں پہلے جوہانسبرگ پہنچا۔ بادل بہت نیچے تھے۔ جہاز اُتارنا مشکل تھا۔ اور اس ائیرپورٹ پر ایسے موسم کے لئے جہاز اُتارنے کی سہولتیں مہیا نہیں تھیں۔ اس لئے اینڈرے جین سمتس اترنے کی اجازت لے کر وہاں اترا۔ باہر آکر کار سے اینڈ ائیرپورٹ پر فوراً پہنچا۔ اور یہ فاصلہ بھی کافی ہے اور میں وہاں کے راستوں سے واقف نہیں تھا۔ اینڈ ائیرپورٹ پر میں ٹھیک ½ ۱۲ بجے پہنچ گیا تھا وہاں میں کافی لوگوں سے ملا اور ان سے استفسار کیا۔ کہ حضرت یہیں (اینڈ) سے روانہ ہونگے یا جین سمتھ سے؟ انہوں نے بتایا کہ اینڈ ہی سے جانا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کو اس ائیرپورٹ سے حضرت کی روانگی کی اطلاع کر دی گئی ہے میں نے لوگوں سے بتا دیا تھا کہ کس وجہ سے میں جین سمتس پر اترا ہوں میں نے لوگوں کو ۲ بجے بتا دیا تھا کہ ہم لوگ یہاں سے ½ ۲ پرواز کریں گے۔ لیکن آپ کے مہمان دیر سے پہنچے اس لئے دو بجکر ۵۰ منٹ پر وہاں سے ہم پرواز کر سکے۔

اس لئے ہم لوگ دیر سے چپاٹا پہنچے میں لجاجت سے درخواست کرتا ہوں کہ میری معافی قبول فرمائیں۔ اس لئے کہ جو معاملہ پیش آیا وہ میرے اختیار سے باہر تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ معذرت تمہارے لئے معین ہوگی۔

(فقط سلام از کیپٹن کوکس)

کیپٹن کا جب یہ ٹیلکس آیا تو مولوی عبدالرحیم وغیرہ حضرت کے پاس آئے۔ اور انہوں نے ٹیلکس سنایا اس پر حضرت نے فرمایا۔ کہ اس ٹیلکس کا جواب دے دو۔ اور وہ الفاظ بھی حضرت نے فرمائے اور فرمایا کہ میری طرف سے بھی معذرت کر دو۔ چنانچہ کیپٹن کو لوسا کا ٹیلکس اس مضمون کا کیا گیا جو لعبینہٖ درج ہے اس سے آپ اندازہ لگائیں۔ حضرت مدظلہ کے علو ظرفی کی کہ اس کی غلطی کو معاف کر کے اپنی طرف سے تاخیر پر عذر خواہی بھی فرمائی۔ یقیناً ایسا وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے امت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا کر بھیجا ہو۔ ورنہ دنیا میں ایسے ہزاروں انسان ملیں گے جو دوسروں کا خیال تک نہیں لاتے حتیٰ کہ حضرت نے بھائی ابوالحسن سے اسی وقت فرمایا کہ جب واپسی میں یہاں سے لوسا کا چلیں گے (چونکہ شنبہ کو واپسی لوسا کا اسی جہاز سے ہے) تو اس سے زبانی بھی معذرت کرلیں گے، اب وہ حضرت کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

بخدمت کیپٹن کوکس۔ اللہ جل شانہٗ کا بہت بہت شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ بخیریت اتر گئے تھے۔ آپ کا بھی بہت شکریہ کہ آپ نے اپنے کام کو بہت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ آپ نے معافی کی درخواست کی ہمارے نزدیک تو آپ نے بہت خوبی کے ساتھ اپنی خدمات کو انجام دیا ہے تاہم جو کچھ ہوا ہے سب معاف ہے۔ ۱۸ اگست کی صبح سے برابر ہم لوگ اینڈ ایئرپورٹ پر رابطہ قائم کرتے رہے۔ تو سوا بجے ہمیں یہ جواب ملا کہ تم ۲ بجے اینڈ ایئرپورٹ پر آجاؤ

لیکن چونکہ جس جگہ ہمارا قیام تھا وہ کافی دور جگہ تھی۔ اس لئے ایئرپورٹ پہنچنے میں دیر لگی۔

سلام

شیخ محمد زکریا۔ ۱۹؍اگست ۸۱ء چپاٹا۔

ایک بات لکھنا بھول گیا کہ جب مولوی سلیمان پانڈور کے مکان پر چند گھنٹوں کا قیام زامبیا روانگی سے پہلے ہوا تو کھانے کی دعوت ان کے گھر پر تھی۔ مولانا موصوف نے بتلایا کہ میں نے لوگوں سے مشورہ کر کے تقریباً ۵ سو آدمیوں کا کھانا تیار کرایا تھا۔ مگر مجمع بے تحاشا ہو گیا۔ الحمد للہ کہ پندرہ سو کے قریب لوگوں نے کھانے میں سے کھا بھی لیا۔ اور کچھ کھانا بچ بھی گیا یہ حضرت کی کھلی ہوئی کرامت محسوس ہوئی۔ فللہ الحمد والشکر ماشاء اللہ یہاں مردوں اور عورتوں نے بیعت کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۱۹؍اگست ۱۸؍شوال بدھ۔ فجر کی نماز کے بعد دوپہر تک آرام ظہر سے قبل بیدار ہو کر ایک مضمون نجیب اللہ سے سنا پھر ظہر پڑھی۔ کھانا کھایا قیلولہ فرمایا۔ مولانا معین الدین صاحب کا ۳ بجے سے ۴ بجے تک عصر سے پہلے وعظ تھا چنانچہ انہوں نے وعظ فرمایا ماشاء اللہ بہت ہی اچھا وعظ رہا۔ مجمع کافی مقدار میں تھا۔ (چونکہ حضرت مفتی محمود صاحب) آج ساؤتھ افریقہ سے لوساکا پہنچنے والے ہیں۔ اور یہاں پر کوئی اور ہے نہیں۔ اس لئے مولانا معین الدین صاحب نے تقریر فرمائی) عصر کی آذان سے پہلے نجیب اللہ نے عورتوں کو بیعت کرائی۔ اس کے بعد نماز عصر پھر مجلس بعد العصر مولوی معین الدین صاحب نے موت کی یاد سنائی۔ مغرب سے آدھ گھنٹہ پہلے مجلس ختم ہوئی۔ استنجاء وضو سے فارغ ہو کر مغرب کی نماز پڑھی۔ بعد نماز مغرب ختم خواجگان پھر دعا، پھر مجلس ذکر عشاء تک، عشاء کی نماز کے بعد پہلے یٰسین شریف پھر بچوں کے قرآن

کا اختتام و افتتاح۔ ماشاء اللہ کافی بچے شریک تھے اس کے بعد مولانا معین الدین صاحب نے چہل حدیث درود و سلام پڑھی (آج مولوی یوسف متالا اپنے ایک شاگرد کے یہاں ملاوی تشریف لے گئے جوان کے مدرسہ میں پڑھتا ہے ساتھ ساتھ مولوی سلمان و شاہد کو بھی لے گئے اس لئے مولوی معین الدین صاحب نے چہل حدیث پڑھی۔ پہلے زامبیا، ملاوی اور زمبابوے یکجا تھا جس کا نام روڈیشیا تھا ان ملکوں کے سعی سے ان لوگوں کو آزادی ملی اور یہ تینوں مملکتیں الگ الگ قائم ہوئیں۔ زمبابوے کو تو آزادی ملے دو سال ہی گذرے ہیں۔ بقیہ دو پہلے ہی آزاد ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ملاوی میں کالوں کی حکومت ہے اور وہاں کی حکومت حد سے زیادہ متشدد ہے چنانچہ ملاوی جہاں ۱۴ سو سال سے مسلمان چلے آ رہے تھے ابھی چند سالوں کے اندر اندر تقریباً دس ہزار مسلمان وہاں کے مرتد ہو کر نصرانی بن چکے ہیں۔ یہاں ملاوی میں تبلیغی جماعت پر بھی پابندی ہے۔ (اللہ ہی رحم فرمائے) اس کے بعد نجیب اللہ نے بیعت کرائی۔ پھر ملک عبدالحفیظ صاحب نے دعاء کرائی۔ پھر عمومی مصافحہ ہوا۔ اس کے بعد کھانا۔ پھر آرام مجموعی لحاظ سے حضرت کی طبیعت مبارکہ آج بہتر رہی۔ مصافحہ میں تقریباً ایک ہزار کا مجمع تھا۔

۲۰ اگست ۱۹ شوال۔ جمعرات، فجر کے بعد لیٹ گئے۔ ظہر پڑھی اس کے بعد مفتی محمود صاحب جو کل گذشتہ ہی جوہانسبرگ سے لوساکا پہنچ چکے تھے اور وہ مع خدام اور چند رفقاء کے ٹھہر گئے تھے۔ ظہر کے بعد پہنچے۔ کھانا کھا کر سب نے آرام کیا۔ ۳ بجے دن میں پہلے مولوی محمد گارڈی نے مستورات اور مردوں میں تقریر شروع کی۔ تھوڑی دیر میں مولوی معین الدین صاحب آگئے پھر انہوں نے تقریر کی ۴ بجے نجیب اللہ نے عورتوں کو بیعت کرائی۔ پھر عصر پڑھی۔ عصر کی مجلس میں مولوی

معین الدین نے موت کی یاد سنایا۔ مگر مجمع ۳۰-۳۵ کے قریب تھا چونکہ عصر کے بعد چپاٹا کی جامع مسجد میں تبلیغی جوڑ تھا جس میں مفتی محمود صاحب کا بیان ہوا اس لئے سارا مجمع وہیں آیا۔ مغرب میں مجمع ہوا۔ عشاء پڑھی اس کے بعد ختم یٰسین بعدہٗ بچوں کے قرآن کا اختتام وافتتاح۔ تقریباً ۲۰-۲۵ بچے تھے اس کے بعد ۸ نکاح بعبارت مفتی محمود صاحب ہوئے اس کے بعد چہل حدیث درود وسلام پھر نجیب اللہ نے مردوں اور عورتوں کو بیعت کرائی۔ اس کے بعد دعاء ہوئی۔ آج مصافحہ نہیں ہوا۔ پھر حجرہ میں تشریف لائے تو مولوی عبدالرحیم نے کیپٹن کوکس کا ٹیلکس حضرت مدظلہ کے گذشتہ کل کے ٹیلکس کے جواب میں پہنچا تھا وہ سنایا۔ بعینہ درج ہے۔ جس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس انگریز کے دل میں حضرت مدظلہ کے ٹیلکس نے کیا اثر کیا ملاحظہ فرمائیں "وہ لکھتا ہے" "سب سے پہلے حضرت شیخ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے بہت ہی ہمدردانہ اور مشفقانہ ٹیلکس بھیجا۔ جو واقعہ پیش آیا۔ وہ میرے اختیار سے باہر تھا۔" فقط کیپٹن کوکس ۲۰ ر اگست ۸۱ء

۲۱ ر اگست ۲۰ شوال جمعہ۔ فجر کی نماز کے بعد آرام۔ بیدار ہو کر کپڑے وغیرہ بدلے۔ چپاٹا شہر کی جامع مسجد میں جمعہ کے لئے تشریف لے گئے۔ جمعہ سے پہلے مفتی محمود صاحب کی بہت ہی جامع تقریر ہوئی۔ اس کے بعد مولانا عبدالحفیظ صاحب نے خطبہ اور جمعہ پڑھایا۔ پہلے سے جمعہ کے لئے کوئی پروگرام نہیں تھا مگر بر وقت ساتھیوں نے بتلایا۔ کہ بہت سے حضرات ملاوی سے آئے ہیں جو بیعت ہوں گے۔ چنانچہ ان کو بیعت کرا دی گئی اس کے بعد ملک عبدالحفیظ صاحب نے دعاء کرائی۔ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر اپنے مستقر پر پہنچے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر مدرسہ کے پورے احاطے کا کھلی کرسی میں بیٹھ کر چکر لگایا۔ مدرسہ

کے لئے جو زمین لی گئی ہے اس کا پورا رقبہ ۱۴ ایکڑ ہے جس کے اندر کچھ عمارت بھی ہے جو پہلے ایک انگریز کی اقامت گاہ تھی۔ پہلے اس زمین کی کافی قیمت تھی۔ مگر مدرسہ کے لئے یہ زمین خدا کی قدرت سے صرف ۲۵ ہزار کواچہ میں مل گئی۔ حضرت کو پورے رقبہ کے کنارہ کنارہ چکر لگاتا ہوا اس سے فارغ ہو کر مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ سب سے پہلے حضرت نے ایک اینٹ پہ دم فرما کر دی۔ جس کو مولانا عبد الحفیظ نے نصب کیا۔ دوسری مولانا نے اپنی طرف سے نصب کی۔ اس کے بعد مولانا مفتی محمود صاحب پھر مولانا منور صاحب پھر بھائی ابوالحسن پھر نجیب اللہ غرضیکہ ۲۳ اینٹیں بنیاد رکھی گئیں۔ تقریباً سارے ہی رفقاء نے بنیاد کی اینٹ رکھی۔ اس کے بعد ملک عبد الحفیظ کی بہت مفصل لمبی دعا ہوئی اس سے واپس آکر یخنی وغیرہ حضرت نے پی۔ بقیہ رفقاء نے کھانا کھا کر آرام فرمایا۔ ۳ بجے مفتی محمود صاحب کا بیان طے تھا۔ مگر چونکہ وقت زیادہ نکل چکا تھا۔ کھانے سے فراغ کے بعد آرام کا وقت نہیں ملتا۔ اس لئے بیان ملتوی کر دیا گیا۔ عصر کے بعد مجلس اسی میں موت کی یاد سنائی گئی۔ مغرب کے بعد ختم خواجگان پھر دعا، پھر مجلس ذکر اس کے بعد عشاء، بعد نماز یٰسین پھر بچوں کے قرآن کا افتتاح واختتام۔ ماشاء اللہ آج کافی بچے تھے اس کے بعد چہل حدیث پھر بیعت پھر دعاء اس کے بعد آخری مصافحہ ہوا۔ ماشاء اللہ مصافحہ میں تقریباً ایک ہزار کا مجمع تھا۔ یہاں ایک خاص بات یہ رہی۔ کہ یہاں ملاوی کے احباب خوب آئے۔ یومیہ ہی آتے رہے کچھ اپنی کاروں سے کچھ باضابطہ کرایہ کی بسوں سے آئے۔ نیز موزمبیق سے بھی کچھ آئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو قبول فرمائے۔

۲۲ اگست ۲۱ شوال یوم ہفتہ آج چپاٹا سے لوساکا کو روانگی کا

دن ہے۔ فجر کی نماز پڑھکر رفقاء سفر نے ناشتہ کیا اور کاروں سے لوساکا کے لئے روانہ ہو گئے۔ تقریباً ۱۴ - ۱۵ کاریں ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوئیں۔ اور حضرت مدظلہ لیٹ گئے۔ ۱۱ بجے کے قریب مولوی محمد گارڈی نے نوجوانوں کو جوڑ کر تقریر کی۔ جس سے ایک کافی تعداد بیعت ہونے والوں کی تیار ہوئی۔ حضرت کو اٹھا کر وضوء استنجاء کرایا۔ اس کے بعد مردوں اور عورتوں کی بیعت نجیب اللہ نے کرائی۔ اس کے بعد ظہر کی نماز ہوئی۔ نماز کے بعد ہم لوگوں نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد ائیرپورٹ چلنے کی تیاری شروع ہوئی۔ ائیرپورٹ پر ٹیلیفون کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جہاز آچکا ہے اس کے بعد مولانا عبدالحفیظ صاحب نے المعہد الرشید الاسلامی میں الوداعی دعاء کرائی، ۱۰ - ۳۱ منٹ پر معہد سے مطار کے لئے روانہ ہوئے، ۵۰ - ۳۵ کاریں ساتھ تھیں۔

۲۵ - ۱ پر ائیرپورٹ پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جہاز ابھی تک نہیں آیا۔ چنانچہ محمد گارڈی نے لوگوں میں تقریر شروع کر دی۔ حضرت گاڑی میں تشریف فرما رہے۔ مولانا عبدالحفیظ صاحب نے یہاں پھر دعاء کرائی۔ درمیان میں جہاز فضا میں مڈلاتے ہوئے نظر پڑا چنانچہ ۴۰ - ۱ پر جہاز آیا۔ ہم لوگ گاڑی میں مطار کے اندر گئے اور ۵۰ - ۱ پر حضرت کو جہاز میں بٹھا دیا۔ مشائعت کے لئے کافی مقدار میں رخصت کرنے والے تھے۔ سب کنارہ پر کھڑے اپنے مقتدا و پیشوا کو رخصت کر رہے تھے۔ سبھوں کے ہاتھ اوپر کو بلند متحرک تھے، ۵۷ - ۱ پر جہاز اپنی جگہ سے روانہ ہو کر ۵۸ - ۱ پر فضا میں پرواز کر گیا۔ پائلٹ نے بتلایا کہ نیچے اگر پرواز کریں گے تو جہاز کو حرکت ہوگی۔ حضرت کو جھٹکے لگیں گے تکلیف ہوگی۔ اس لئے ۲۰ ہزار فٹ کی بلندی پر ہم جہاز کو لیکر چلیں گے چنانچہ پرواز کے وقت جھٹکے نہیں لگے۔ لیکن جب جہاز نیچے اترنے لگا۔ تو بے دھم

وگمان جھٹکے لگے۔ کہ اب تک کسی جہاز میں اتنے جھٹکے نہیں لگے تھے۔ اللہ اللہ کر کے ۸ - ۳ پر جہاز لوساکا کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر اُترا۔ اور رینگتے ہوئے ۱۰ - ۳ پر اپنی جگہ پر جاکر رُک گیا پورا ایئرپورٹ مجمع سے بھرا ہوا تھا۔ کئی ہزار کا مجمع تھا۔ ۵ - ۷ سو کے قریب مجمع جہاز کے پاس آ گیا۔ باقی عمارت کی چھتوں پر اور نیچے جمع تھا۔ حضرت کو بھائی ابوالحسن اور نجیب اللہ دونوں اٹھاکر جہاز کے اندر سے دروازہ تک لائے دروازہ کے نیچے دوسرے ساتھی موجود تھے۔ انہوں نے سہارا دیا اور گاڑی میں لے جاکر بٹھادیا۔ جس وقت حضرت جہاز سے اتارے گئے اس وقت نعرۂ تکبیر سے پورا ایئرپورٹ گونج گیا۔ جب جہاز کا دروازہ کھلا تھا فوراً ہی ایک بڑا پولیس انسپکٹر جو مسلمان تھا اور گجراتی تھا جو اُردو خوب جانتا تھا اس نے آگے بڑھکر حضرت کو سلام کیا مصافحہ کیا۔ اب ہماری کار ایئرپورٹ سے ۱۸ - ۳ منٹ پر روانہ ہوئی۔ جس میں حضرت مدظلہ، بھائی ابوالحسن، نجیب اللہ مولانا عبدالحفیظ، مولانا عبدالرحیم متالا۔ محمد گارڈی اور سہیل تھے۔ ہماری

کار سے آگے پولیس کی سرخ ہری بتی والی کار اس سے آگے دو موٹرسائیکل سوار پولیس والا اور ہماری کار کے پیچھے ایک سُرخ ہری بتی والی پولیس کی کار ایئر پورٹ کی حدود سے باہر نکل کر دعا کرنے کے لئے مشورہ ہوا۔ مگر لوگوں کی رائے ہوئی کہ ہم کافی آگے آچکے ہیں۔ مجمع سب ایئرپورٹ پر ہے۔ کچھ کاروں میں جو ہماری کار کے پیچھے ہیں سب کا جمع ہونا مشکل ہے۔ اس لئے اپنے مستقر ہی پر پہنچ کر دعا کی جائے۔ ادھر لوساکا شہر میں ایک دارالعلوم نام کا ہائی اسکول ہے۔ اس کے ذمہ دار حضرات بھی موجود تھے۔ اور ان لوگوں نے ازخود پروگرام

بنا رکھا تھا کہ حضرت کی کار کو دارالعلوم کے سامنے جو لب سڑک واقع ہے روک کر دعا کرائیں گے اس کے ایک ذمہ دار نے کہا کہ پہلے دارالعلوم کے سامنے کار روکنی ہے جس پر رفقاء نے اور خاص طور سے مولوی عبدالرحیم متالا نے کہا کہ حضرت کو استنجا کا تقاضا ہے نیز آپ نے دارالعلوم پر رک کر دعا کرنے کے لیئے کوئی بات نہیں بتلائی تھی اس لیے گاڑی روکی نہیں جائے گی جس پر وہ ذمہ دار بہت ہی برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ شہر کے نوّے فیصد مسلمان وہاں جمع ہیں وہ مسلمانوں کا ادارہ نہیں ہے جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ اس کے بعد ہماری کار آگے کو روانہ ہو گئی واضح ہو کہ یہ حضرات کل چپاٹائیں حاضر ہو کر دعا کی دعوت دے چکے تھے مگر حضرت کو یہ تبلایا گیا کہ یہ دارالعلوم نام کا دارالعلوم ہے مگر یہاں اصل دینوی تعلیم ہوتی ہے اور اس میں پڑھنے والوں کی اکثریت غیر مسلم انگریزوں وغیرہ کی ہے اسی بنا پر یہاں دارالعلوم کے سامنے رک کر دعا کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا گیا تھا بہر حال ہم سیدھے اپنے مستقر مکینٹی پہ ۴۸/۳ پر پہنچے۔ یہ جگہ جناب ابراہیم حسین ملبات صاحب کی ہے ماشاء اللہ یہ جگہ لمبی چوڑی وسیع ہے، گاڑی سے اترتے ہی پہلے مولانا عبدالحفیظ صاحب نے دعا کرائی۔ ۴۸ کاریں ہمارے ساتھ ساتھ یہاں مستقر تک آئیں اور اس سے کہیں زیادہ بلکہ دگنی کاریں جو دارالعلوم میں دعا کے لیئے تشریف نہ لے جانے کی وجہ سے وہاں کے ذمہ داروں کی تھیں پیچھے رہ گئیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ دارالعلوم پر تقریباً ۳۔۴ ہزار کا مجمع جمع تھا۔ بہر حال حضرت کو گاڑی سے اتار کر اندر قیام گاہ میں لایا گیا اس کے بعد پولیس جو ہمارے

ساتھ ساتھ ملاقات کیلئے آئی۔ سب سے پہلے سردار مسلمان پولیس انسپکٹر نے سلام و مصافحہ کیا۔ اس کے بعد ۲ پولیس والوں نے مصافحے کئے اور سلامی دیتے

ہوئے رخصت ہوئے۔ ایئر پورٹ سے مستقر تک آنے میں جتنی گاڑیاں آتی ہوئی یا جاتی ہوئی ملیں پولیس سب کو سڑک سے نیچے اتر کر ہماری گاڑی کے لیئے راستہ صاف کرتی چلی۔ ایسا منظر کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا۔ خدا کی قدرت اس فقیر بے نوار کے ساتھ وہ طریقے استعمال کیئے گئے جو شاید بڑے صدر وغیرہ ہی کیلئے کئے جاتے ہوں گے اب دارالعلوم والوں کی کہانی سنتے چلیئے۔ دارالعلوم والوں نے ایک پمفلٹ اپنی مرضی سے انگریزی اور اردو میں نکال رکھا تھا جس میں شروع میں اس کے فوائد اور فلاں فلاں بزرگ کی دعوات اور اخیر میں یہ کہ (ہمارے معزز و مکرم مہمان حضرت شیخ زکریا دام برکاتہم کا خصوصی دل سے شکر گزار ہیں کہ حضرت نے ہماری دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اس جگہ حاضری دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ مدتوں ہمارے اوپر رکھیں) لکھا تھا بہرحال اب اختلاف کی خلیج پڑ گئی۔ یہاں کے مسلمانوں میں دو فریق ہو گئے اور آپس میں تصادم کا خطرہ بڑھ گیا۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ معاملہ کو کسی طرح نمٹایا جائے مگر مولوی عبدالرحیم اس بات کو ماننے کے لیئے تیار نہیں تھے کہ آپس میں کوئی تفرقہ ہوگا اور یہ کہ دو پارٹیاں ہو گئی ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالحفیظ صاحب و بھائی ابوالحسن نے پہلے اس ذمہ دار سے بات کی اور ان پر یہ بات واضح کی کہ حضرت کی کار کی نہ رکنے کی دو وجہیں تھیں اول پیشاب کا تقاضا اور دوسرے یہ کہ آپ کے دارالعلوم میں اور اس کی انتظامیہ میں مودودی عنصر غالب ہے جس کے ہم ہمیشہ سے مخالف رہے ہیں، حتیٰ کہ ان کے خلاف حضرت نے کتاب تک تصنیف فرمائی مگر انہوں نے اس سے انکار کیا کہ ہماری انتظامیہ یا مدرسین میں کوئی مودودی نہیں ہے تو اب یہ طے کیا گیا کہ اگر ایسی ہی بات ہے، پھر آپ انتظامیہ والے آکر حضرت کے سامنے اس کی بات کریں اور ساتھ ہمیں یہ بھی اختیار دیں کہ ہم مودودیت کے رد میں آپ کے یہاں بیان بھی کریں چنانچہ

منتظمین دار العلوم مغرب کے بعد حضرت کے پاس آئے اور بات کی حضرت نے پہلے تو ان کے دار العلوم پر نہ رکنے کی وجہ بتلائی کہ اگر آپ مجھے پہلے باخبر کر دیے ہوتے تو میں جہاز ہی میں پیشاب سے فارغ ہو لیا ہوتا چونکہ مجھے یہ پروگرام معلوم نہیں تھا اس لیئے میں پیشاب سے فارغ نہیں ہوا، مجھے امراض کی وجہ سے پیشاب کی کثرت کی وجہ سے رکنا مشکل تھا نیز تقاضا تھا پیشاب کا۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ میں صاف صاف آپ سے کہہ دوں کہ میرے اعذار آپ دیکھ ہی رہے ہیں، دعاؤں سے دریغ نہیں پڑے پڑے دعائیں کرتا رہتا ہوں اور کر رہا ہوں۔ اس پر دار العلوم کے ذمہ دار بولے، سب سے پہلے تو آپ کی دعاؤں کا بہت ہی محتاج ہوں اور ہماری تمنا ہے کہ تھوڑی دیر کے لیئے آپ دار العلوم آ کر دعا فرمائیں اور ایک نگاہ دار العلوم پر ڈال دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ دعا تو پڑے پڑے کر رہا ہوں باقی وہاں جانے کا وعدہ نہیں کوشش کروں گا کہ وہاں پہنچ جاؤں مگر وہ اس پر اصرار کرتے رہے کہ ایک نگاہ آپ دار العلوم پر چل کر ڈال دیں۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ پیارو دین کے لیئے اگر اس ادارہ کو بنائے اور رکھتے تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ دنیا کے لیئے اسکول تو اور بہت سارے ہیں ہی پھر ان لوگوں نے دوسری بات یہ کہی کہ حضرت میں آپ کو صاف صاف بتا دیتا ہوں کہ ہمارے یہاں کوئی مودودی نہیں ہم تو اس کے شروع ہی سے خلاف ہیں، ہم سنی ہیں، صحیح العقیدہ ہیں نہ ہم میں کوئی مودودی ہے نہ قادیانی نہ بہائی ہے۔ ایک ہم میں مودودی تھا اس کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہم نے اسکو اسی وقت علیحدہ کر دیا۔ اب اس سے آپ اطمینان فرمائیں اور ہماری یہ خوشی ہو گی کہ مودودیت کے خلاف آپ کی (مفتی محمود صاحب میں سے کسی کی) تقریر ہو ہم تو قادیانیوں کے خلاف کاغذی طور سے لڑ چکے ہیں اور لڑتے رہتے ہیں، تیسری بات زامبیا والوں کے لیئے دعا کی درخواست اور آمد پر خوشی وغیرہ کے بعد مجلس

برخواست ہوئی۔ اب سینئے حضرت آتے ہی لیٹ گئے اپنی عصر پڑھ کر مجمع کی نماز عصر مستقل ہوئی بعد عصر حضرت آرام فرمارہے مجلس نہیں ہوئی البتہ مولینا معین الدین صاحب نے موت کی یاد بعد عصر پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مغرب کی نماز کے بعد ختم خواجگان پھر دعا پھر ذکر کی مجلس اس کے بعد عشاء نماز عشاء کے بعد یٰسین پھر بچوں کے قرآن کا اختتام وافتتاح اس کے بعد چہل حدیث پھر بیعت پھر دعا پھر اعلان کر دیا گیا تھا کہ مصافحہ آج نہیں ہوگا کہ حضرت پر تکان بہت ہے۔ انشاء اللہ کل کو مصافحہ ہوگا آج پھر زیارت ہوگی اسی پر اکتفا کریں۔ اس کے بعد کھانا پھر آرام ہال مجلس کے بعد جب حضرت حجرہ میں تشریف لائے تو علماء کرام کا مصافحہ ہوا جو ملک کے کونے کونے سے تشریف لائے تھے نیز ان میں (پڑوسی ملک زمبابوے ملاوی وغیرہ کے علماء بھی تھے جنہوں نے مصافحے کئے یہاں کے میزبان نے ماشاء اللہ ہر چیز کا انتظام خوب کر رکھا ہے۔ شامیانے اتنے لمبے لگائے گئے ہیں کہ اس میں ہر وقت کئی ہزار مجمع نماز پڑھ سکے مگر چونکہ رات سردی کی ہے ان شامیانوں میں سونے میں بڑی دقت ہے نیز ہوا بھی تیز چل رہی تھی اس لئے سارے مہمان شہر میں چلے گئے کہ کہیں ٹھہرنے کا ٹھکانا تلاش کریں) واضح رہے کہ جب ہماری گاڑی اپنے مستقر پر پہنچی تو معلوم ہوا کہ صبح سے جو رفقاء چپاما سے چلے ہوئے تھے الحمد للہ سب کے سب یہاں بخیر پہنچ چکے ہیں۔ فللہ الحمد والشکر۔

۲۴ راگست ۲۲ رشوال اتوار فجر کی نماز پڑھ کر حضرت لیٹ گئے۔ دس بجے بیدار ہو گئے۔ ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک مولوی معین الدین صاحب کا بیان ہوا جس میں کافی مجمع تھا شہر سے لوگ امڈ کر آگئے تھے چونکہ ہمارے میزبان ابراہیم حسین لمبات والا صاحب نے پورے شہر لوساکا کے مسلمانوں کی دعوت کر رکھی ہے چنانچہ شہر والوں کا کھانا شروع ہوا تقریباً ۲½ ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا۔ اس دعوت

میں نمکین چاول گوشت کا سالن اور ڈبل روٹیاں تھیں۔ ماشاء اللہ کئی دستر خوان بچھے ہوئے تھے اور کھانے والے کھانا کھا رہے تھے ظہر سے کچھ پہلے ایک کالا نو مسلم آیا جو کوئی افسر تھا وہ مسلمان ہوا۔ حضرت سے ملاقات کی حضرت اس کو دعائیں دیتے رہے اس کے بعد یہاں سے قریب ہی ایک جگہ انگولا ہے وہاں کے چند علماء اور بچہ مع اپنے باپ کے آیا اس جماعت کے افراد عربی بولتے تھے۔ سب نے حضرت سے ملاقات کی دعائیں لیں اس میں جو بچہ تھا اس کا نام عمر تھا اور اس کے باپ کا نام داؤد اس بچے کا عجیب وغریب واقعہ ہے۔ تفصیلی باتیں جو موصوف داؤد صاحب نے اخبارات وغیرہ کے تراشے دیئے اس میں ہیں اجمالاً یہ ہے کہ عمر جب ۱۸ ماہ کا تھا تو اس کے ماں باپ اس کو لے کر چرچ گئے جب اندر داخل ہوئے تو وہ بچہ بہت ہی رونے لگا اس کی ماں اس کو لے کر چرچ سے باہر آئی وہ چپ ہو رہا پھر جب اندر گئی تو وہ زور زور سے رونے لگا اور جب باہر نکلتی وہ چپ ہو جاتا۔ چرچ والے بھی اس بات سے پریشان ہوتے۔ جب یہ بچہ سن شعور کو پہنچا تو اس کی ماں اسکو لے کر پھر چرچ گئی تو پھر بہت ہی رونے چلانے لگا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ ہمارا چرچ نہیں ہے ہمارا چرچ وہ ہے جس میں ہاتھ منہ دھویا جاتا ہے چنانچہ اس بچے کو لے کر اس کے والدین ایک گاؤں پہنچے جہاں مسجد تھی اس مسجد کو دیکھ کر بچے نے کہا کہ ہمارا چرچ یہ ہے ہمارا چرچ یہ ہے۔ وہاں کے امام صاحب نے بچے کا استقبال کیا پھر جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو بچے کے پاؤں میں جوتا تھا اس نے وہ جوتا نکالا اور دوسروں سے بھی نکلوا دیا کہ عیسائیوں اور نصرانیوں کے معبد میں لوگ جوتے پہن کر جاتے ہیں مگر یہاں جوتے پہن کر نہیں جاتے۔ اس کے والدین کا بیان ہے کہ ہمارا یہ بچہ روزانہ ہمیں صبح کو جگاتا ہے اور ہم بیدار ہو کر وضو کر کے اپنے مکان سے ۵ کیلومیٹر دور پیدل یا کسی گاڑی سے اس بچے کے ساتھ نماز پڑھنے جاتے ہیں اور ہمیں اس میں بڑی

خوشی محسوس ہوتی ہے۔ بہر حال اس کے والدین بھی مسلمان ہیں۔ حضرت بہت ہی محظوظ ہوئے۔ بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ دعائیں دیں، اس وقت خیال آیا اور حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ کا مفہوم سمجھ میں آیا کہ قدرت ایسے ایسے واقعات ظاہر فرما کر دین اسلام کی حقانیت کو اُجاگر کرتی ہے۔ بچے کی عمر بہت تھوڑی ہے۔ تقریباً ۵ سال کی ہوگی۔ اس کے بعد مختلف لوگ ملتے رہے جاتے رہے۔ واضح ہو کہ یہ عمر بن داؤد انگولا کا رہنے والا ہے۔ جو زامبیا کے متصل دوسرا ملک ہے اور زامبیا سے کچھ بڑا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل اس کے والد نے جو کاغذات دئے اس میں ملاحظ فرمائیں۔ ظہر کی نماز کے بعد آرام آج عصر کے بعد سے عشاء کے بعد تک کا پروگرام لوساکا کی جامع مسجد میں تھا۔ چنانچہ عصر سے پہلے ہی حضرت مفتی محمود صاحب جامع مسجد تشریف لے گئے۔ اور بقیہ رفقاء بھی۔ عصر کے بعد مفتی صاحب کا بیان ہوا اس کے بعد مغرب پڑھی۔ حضرت مدظلہٗ نے اپنے مستقر ہی پر مغرب پڑھی اور عصر کے بعد کی مجلس نہیں ہوئی کہ مجمع سارا جامع مسجد جا چکا تھا۔ مغرب پڑھ کر تھوڑی دیر آرام فرما کر حوائج ضروری سے فارغ بذریعہ کار $7\frac{1}{4}$ پر مستقر سے چلے اور $7\frac{1}{4}$ پر وہاں جامع مسجد پہنچے۔ عشاء کی اذان ہوئی پھر نماز پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضرت شیخ نے استنجا فرمایا۔ مسجد کے خارج کے ایک حجرہ میں کموڈ رکھ دیا گیا تھا۔ اس کے بعد تشریف لائے۔ سب سے پہلے یٰسین شریف۔ پھر بچوں کے قرآن کا اختتام وافتتاح۔ اس کے بعد پانچ چھ نکاح ہوئے پھر چہل حدیث پھر بیعت اس کے بعد دعا، اس کے بعد مصافحہ شروع ہوا۔ پون گھنٹہ مصافحہ ہوا۔ ماشاء اللہ مجمع کافی تھا۔ مصافحہ سے فارغ ہو کر ایک صاحب کے یہاں پورے رفقاء کی دعوت تھی وہاں تشریف لے گئے۔ سارے رفقاء مصافحہ شروع ہوتے ہی دعوت میں آ گئے تھے۔ حضرت ابوالحسن۔ نجیب اللہ سہیل۔ عبدالرحیم لعد

میں مصافحہ سے فارغ ہو کر آئے۔ ماحضر تناول کر کے ۱/۲ ۲ بجے اپنے مستقر کو روانہ ہوئے۔ مستقر پر جا کر اخبار کا رپورٹر پھر آیا۔ جو دوپہر سے آگے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اور دوپہر کو کچھ دوسروں سے مواد حاصل بھی کر لیا تھا۔ اس وقت ہمارے پاس جو اخبارات کے تراشے تھے اس کو دکھلائے۔ اس نے یہ کہہ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ کل کو اس کا فوٹو لے کر واپس کر دوں گا۔ حضرت کو تیل اور مالش سے فارغ کر کے لٹا دیا۔ الحمد للہ آج کا دن بہت ہی عافیت و راحت سے گزر گیا، فللہ الحمد

۲۴ ر اگست ۳ ۲ شوال پیر فجر کی نماز پڑھ کر حضرت کو لٹا دیا گیا ۱۱ بجے سے کچھ پہلے بیدار ہوئے استنجاء فرمایا اور ۱/۲ ۱۱ پر دارالعلوم کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ ادارہ یہاں کے بعض حضرات نے قائم کیا ہے۔ اس کا پروگرام بہت لمبا چوڑا ہے۔ ویسے اس زمین کا رقبہ کافی وسیع ہے۔ عمارتوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ تعلیم بھی جاری ہے۔ پہلے سے یہ اطلاع بہم پہنچائی جا رہی تھی کہ اس کے اندر اکثریت مودودی حضرات کی ہے۔ اس لئے اس کے اندر مفتی محمود صاحب کا بیان تجویز تھا۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے ۱۰ بجے کے قریب اس مدرسے میں پہنچ کر تقریر فرمائی جس میں علم کی فضیلت اس مدرسہ کو کس نہج پر چلانا ہے۔ اس کے لئے مشورہ اور ردِّ مودودیت چنانچہ اس کا ٹیپ موجود ہے۔ عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ ۱/۲ ۱۱ پر حضرت مدظلہ مع خدام کے دارالعلوم میں پہنچے۔ یہ ادارہ شہر کے باہر بین الاقوامی ایئر پورٹ کے قریب ہے۔ جب حضرت پہنچے تو حضرت مفتی صاحب کی تقریر جاری تھی جو حضرت موصوف نے ختم کر دی۔ پھر مولانا عبدالحفیظ صاحب نے دعا کرائی۔ اس کے بعد اس مدرسہ کے صدر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس عمارت میں فلاں عمارت (اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کا نام مولانا محمد زکریا فلیٹ رکھ دیا ہے۔

جس کے اندر مہمان خانہ اور لائبریری ہو گی۔ اس پر حضرت نے فرمایا اس کی کیا ضرورت تھی مگر انہوں نے یعنی صدر نے اظہارِ مسرت کیا۔ اس کے بعد صدر نے درخواست کی کہ اس ادارہ کا کوئی نام تجویز کر دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے خیال میں مدرسہ رحمانیہ مناسب ہے چنانچہ سبھوں نے اس کو منظور کیا اور حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب نے اس کا اعلان بھی فرمایا۔ صدر صاحب دار العلوم رحمانیہ کہنے لگے۔ جس پر ساتھیوں نے کہا نہیں بلکہ مدرسہ رحمانیہ جس کو انہوں نے منظور کیا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ایک بہت ہی خاص اور اہم اور ضروری بات کہنی ہے وہ یہ کہ مَیں نے سنا ہے کہ آپ اس ادارہ میں زکوٰۃ کی بھی رقم لیتے ہیں۔ جس کا اولاً انہوں نے انکار کیا مگر حضرت نے فرمایا کہ اگر آپ زکوٰۃ لیتے ہیں تو کوئی بُری بات نہیں مگر میری بات سُن لیں کہ مَیں نے سنا ہے کہ آپ کے اس ادارہ میں غیر مسلم طلبا بھی پڑھتے ہیں۔ جو زکوٰۃ کے مصرف نہیں ہیں۔ ان صدر صاحب نے کہا کہ یہاں کوئی غیر مسلم طالب علم نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میری بات سنیں وہ یہ کہ زکوٰۃ کو صرف کرنے کا طریقہ ہے جو ہم سارے مدارس والے اس کو اختیار کرتے ہیں۔ آپ بھی اس کو اختیار کریں پہلے تو ہم لوگ کہ آپ کو معلوم ہو گا ہمارا مدرسہ ہے۔ مظاہر علوم سہارنپور میں پہلے یہ کرتے تھے کہ کسی مستحق کو رقم دے دیتے تھے اور اس کو کہتے تھے کہ فلاں فلاں مصرف ہے اس میں صرف کر دو۔ مگر کبھی ایسا ہوتا کہ وہ شخص اس رقم کو لے کر واپس نہیں کرتا۔ اس لئے دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا جو بہت ہی مناسب ہے۔ یہ طریقہ بھی شرعی طریقہ ہے وہ یہ کہ مستحق کو ترغیب دیا جائے کہ فلاں کارِ خیر کے لئے کچھ رقم دے دو۔ پھر اس کو یہ زکوٰۃ کی رقم دے دیں۔ وہ اس مصرف کے لئے آپ کو دے دے گا۔ پھر یہی رقم اس کو ہدیہ کر دیں۔ اب وہ شخص جو پہلے آپ نے

اس کو قرض دیا تھا اسی رقم سے وہ قرض ادا کردے۔ اس سے تملیک بھی ہو جاتی ہے اور کسی غصب وغیرہ کا اندیشہ بھی نہیں رہتا۔ اس کے بعد وہاں سے ۱۱/۵۱ پر روانہ ہو کر ۱۲/۱۵ پر اپنے مستقر پر پہنچے۔ آتے ہی وضو استنجا کر کے ظہر پڑھی اس کے بعد آرام۔ عصر سے پہلے مفتی محمود صاحب کا بیان طے تھا۔ مگر ان کے بجائے مولوی معین الدین صاحب نے بیان کیا۔ اس کے بعد نجیب اللہ نے عورتوں اور مردوں کو بیعت کرائی۔ اس کے بعد عصر کی نماز پڑھی۔ نماز عصر کے بعد مجلس عمومی ہوئی جس میں وہاں کے احباب کی فرمائش پر مولوی معین الدین صاحب نے موت کی یاد کے اشعار پڑھے۔ مغرب سے قبل مجلس ختم ہوئی۔ اس کے بعد مغرب پڑھی۔ مغرب سے پہلے سامان وغیرہ ٹھیک کرلیا گیا۔ نجیب اللہ نے حضرت اور ۳ خدام کا سامان الگ الگ گاڑی میں رکھا۔ اس کے بعد مغرب پڑھی۔ نماز کے بعد کھانا کھایا۔ چونکہ پہلے سے یہ طے تھا کہ نجیب اللہ سامان کے ساتھ چلا جائے اور سامان وزن کرا کر بورڈنگ کارڈ لے کر پھر مطار کے دروازہ پر چلا آئے۔ جہاں سے حضرت کی کار کو اندر جہاز پر جانا ہے۔ سارے کام انھوں نے ہی انجام دئے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے الحمدللہ ۷/۴۵ پر مطار پر پہنچ گئے۔ پہلے حضرت نے مع خدام کے سامان کا وزن کرایا پھر بقیہ رفقاء کا۔ واضح رہے زامبیا (لوسا کا) سے انگلینڈ کے لئے ۴۳ نفر کا یہ قافلہ تھا۔ سامان سب کا وزن کرا کر سارے پاسپورٹ بھائی رشید لے کر گئے اور سب پر خروج کی مہریں لگوا کر لے آئے اور کسی رفیق کو کوئی کام نہ کرنا پڑا۔ بلکہ رفقا کو بلا بورڈنگ کارڈ ہی کے جہاز میں پہنچا دیا۔ جہاز میں جا کر سب کو بورڈنگ کارڈ دے کر ان کی سیٹیں دلوائیں۔ ادھر حضرت مدظلہ ۷/۴۲ پر اپنے مستقر سے روانہ ہوئے۔ واضح

ہو کر حضرت کی گاڑی کے پیچھے ۱۵ کاریں تھیں۔ ایک عجیب غریب سماں تھا سب سے آگے دو موٹر سائیکل سوار پولیس اس کے پیچھے ہری بتی والی پولیس کی کار جس میں ۳-۴ پولیس تھی۔ اس کے بعد حضرت کی کار اس کے پیچھے پولیس کی ایک اور کار۔ اس طرح سے شاہ جہاں کا یہ قافلہ مستقر سے روانہ ہو کر ۸ بجے پر ایئرپورٹ پہنچا۔ پولیس جو ہمراہ تھی سب سے پیچھے کی گاڑی میں ٹریفک کا رئیس ایس پی تھا جو صرف بڑے لوگوں شلاً صدر اور وزراء کے استقبال کے لئے جایا کرتا ہے اور آگے چھوٹی پولیس رہی تھی ایک خاص بات جو ایئرپورٹ سے مستقر جانے اور روانگی کے وقت مستقر سے ایئرپورٹ آنے میں ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ پولیس کی گاڑی راستہ میں جتنی گاڑیاں کاریں چل رہی تھیں۔ سب کو سڑک سے نیچے اتار دیتی اور ہمارے لئے راستہ بالکل صاف رہتا تھا۔ ۸ بجے پر ایئرپورٹ سے باہر مجمع سارا جمع ہو گیا۔ ماشاء اللہ مجمع بھی خوب تھا۔ مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعا کرائی۔ تقریباً ۵ منٹ کی دعا ہوئی۔ اس کے بعد حضرت اپنی گاڑی میں اور سارے پولیس والے اور ہم مزید کاریں ایئرپورٹ کے دروازے سے داخل ہو کر سیدھے جہاز پر پہنچ گئیں۔ چونکہ پولیس اور پولیس کی گاڑیاں ساتھ تھیں اس لئے جدھر سے بھی گزر رہو اسارے ایک طرف کھڑے ہو کر خاموش رہے۔ حتیٰ کہ چاروں کاروں کے خواص مسافر اور حضرت پولیس کی نگرانی میں جہاز کے اوپر سوار ہو گئے۔ اور کسی نے بورڈنگ کارڈ تک کو نہیں پوچھا مگر چونکہ بورڈنگ کارڈ حضرت مدظلہٗ اور چار پانچ خدام کے نجیب اللہ کے پاس تھے اس لئے حضرت کو لا علی الیقین سیٹ پر بٹھا کر پولیس چلی گئی۔ اب بقیہ رفقائے سفر کا سنئے۔ بھائی رشید نے سارے پاسپورٹ ایک جگہ جمع کر کے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔ وہ اندر گئے اور سارے پاسپورٹ پر مہر لگوا کر لے آئے۔ جب تک سارے رفقاء آ گئے۔

دستی سامان کا دیکھنا۔ یا راستہ میں کوئی پوچھ گچھ مثلاً کرنسی کے سلسلے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ بورڈنگ کارڈ کو بھی نہیں دیکھا گیا۔ سارا عملہ ایک طرف کھڑا ہو کر تماشا دیکھ رہا تھا۔ اور سارے رفقار ان کے سامنے سے گذرتے ہوئے بلا روک ٹوک کے جہاز میں بلا بورڈنگ کارڈ کے داخل ہو گئے۔ نجیب اللہ ایک طرف کھڑا سارا منظر دیکھتا رہا۔ اس کے بعد بھائی رشید صاحب آئے اور بندہ اور مولوی یوسف تتلا تین نفر اور ہم سے آگے آگے دو عورتیں وہاں کی انتظامیہ کی مخصوص راستے سے جو خواص امرار وزرار کے جانے کا ہوتا ہے سے نکل کر سیدھے جہاز پر پہنچے۔ جہاز پر پہنچ کر بندہ نے حضرت کا بورڈنگ کارڈ یا پھر بقیہ رفقار کے بورڈنگ کارڈ صرف سیٹ نمبر دیکھنے کی غرض سے تقسیم کر دئے گئے۔ اس کے بعد سارے رفقار اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے جہاز کے پرواز کا وقت ۹/۱ تھا مگر روانگی میں تاخیر ہوئی۔ سارے مسافروں کے بیٹھنے کے بعد دو تین آدمی عملے کے آئے اور ہر شخص کا ٹکٹ دیکھتے رہے اور مسافروں کو شمار کرتے رہے۔ چونکہ سیٹ اور ٹکٹ کے لحاظ سے ایک مسافر کم ہو رہا تھا۔ بہرحال سارے عملے کے اترنے کے بعد دروازہ بند ہوا اور جہاز اپنی جگہ سے ۹/۳۷ پر چلا۔ اور تھوڑی دور جا کر رک گیا۔ پھر چلا پھر رک گیا پھر چلا اور رکا اس کے بعد ۹/۵۰ پر پرواز کر گیا۔ اب ہمارا سفر انگلینڈ شروع ہوا جس کو آپ سفر انگلینڈ کے عنوان سے ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس سفر کو بھی گذشتہ سفروں کی طرح بعافیت پورا کرا کر منزل مقصود مدینہ طیبہ تک پہنچائے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ مفتی محمود صاحب مدظلہ پورے سفر افریقہ و زامبیا میں ہمراہ رہے مگر افریقہ والوں کے تقاضوں کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب زامبیا سے دوبارہ افریقہ واپس تشریف لے جائیں گے اور حج کے موسم میں ان کی تشریف آوری کا برائے حج ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سہولت سے ان کے سفر کو بھی پورا فرمائے۔

سَفرِ انگلینڈ

شب ۲۵ ر اگست ۱۹۸۱ء م ۲ ر شوال ۱۴۰۱ء

۹/۵ پر ہمارا جہاز لوساکا (زامبیا) بین الاقوامی ایئر پورٹ سے روانہ ہوا۔ جہاز کو سیدھے لندن ایئر پورٹ پر اُترنا تھا۔ مگر جہاز میں پٹرول لینے کی ضرورت تھی چنانچہ اعلان ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد ہم تیونس کے بین الاقوامی ایئر پورٹ پر پٹرول لینے کے لئے اُترنے والے ہیں (اب یہاں سے گھڑی کو ایک گھنٹہ پیچھے کرنا ہے کہ زامبیا کے وقت سے یہاں کا وقت ایک گھنٹہ پیچھے ہے۔ چنانچہ زامبیا کے وقت کے مطابق ۵/۱۱ اور تیونس کے وقت کے مطابق ۴/۱۱ پر تیونس ایئر پورٹ پر جہاز اترا۔ چونکہ صبح صادق ہو چکی تھی اس لئے ہمارے رفقاء وضو کر کے جہاز سے نیچے اُترے کہ سیڑھی لگا دی گئی تھی۔ تین جماعتیں فجر کی ساتھیوں نے یکے بعد دیگرے تھوڑے وقفے سے کیں۔ بھائی ابوالحسن اور نجیب اللہ نے مل کر حضرت کو وضو کرایا اس کے بعد قبلہ کی طرف رُخ کر کے نجیب اللہ نے پیچھے سے سہارا دے کر بٹھا رکھا تھا۔ اور حضرت نماز پڑھنے لگے جب تک بھائی ابوالحسن بھی نماز کے لئے جہاز سے نیچے اُتر گئے جب تک وہ فارغ ہو کر آئے حضرت نماز سے فارغ ہو چکے تھے حضرت کو سیدھا بٹھا کر نجیب اللہ مولانا عبدالحفیظ صاحب اور مولانا یوسف تتلا صاحب نے جماعت نماز فجر کی۔ جہاز یہاں کافی دیر تک رکا رہا۔ بندہ نے اس پورے سفر میں یہ اندازہ کیا کہ اسلام پیش کرنے کا راستہ یہاں افریقہ اور زامبیا میں بہت ہی مناسب اور صاف ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو انشاء اللہ چند سالوں میں ملک کے ملک کو حلقہ بگوش اسلام

کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ چپاٹک کے قیام کے دوران پاکستان کی پیدل جماعت نے مصافحہ اور ملاقات کی۔ انہوں نے بتلایا کہ دو سو سے زیادہ ہم لوگوں کے ہاتھوں پر لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ اب ضرورت اس بات کی سب سے زیادہ ہے کہ صرف دین اسلام کی دعوت لے کر علماء کی جماعتیں ان علاقوں میں پھریں۔ میرا تو اپنا نظریہ یہ ہے کہ اگر سو عالم افریقہ میں اور سو عالم زامبیا میں صرف دعوتِ اسلام کے لئے ۵۔۷ سال محنت کر لیں تو انشاء اللہ دس سالوں کے اندر اندر پورا کا پورا ملک حلقہ بگوشِ اسلام نظر آئے گا۔ اسلام کی سچی تصویر ان کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں تاثرات کے ضمن میں مضمون ملاحظہ فرمائیں۔ جو آئندہ صفحات میں لکھے گئے ہیں۔ بہرحال تیونس سے اب آگے کا سفر کرنا ہے۔ چنانچہ تیونس کے وقت کے مطابق $\frac{۵}{۱۰}$ ۱ م پر جہاز پرواز کر گیا۔ الحمد للہ یہ چند گھنٹوں کا سفر بھی بہت ہی عافیت سے پورا ہو گیا۔ اور بخیر و عافیت $\frac{۸}{۱۹}$ پر لندن کے ایئر پورٹ پر ہمارا جہاز اتر گیا۔ اس ایئر پورٹ کا نام گیٹ وِک ہے۔ جہاں صرف یورپی ممالک کے جہاز اترتے ہیں اور $\frac{۵}{۸}$ م پر اپنی جگہ پر جاکر رُک گیا۔ واضح رہے کہ لندن میں بین الاقوامی ایئر پورٹ دو ہیں۔ ایک تو وہ ہے جس پر ہم لوگ اترے۔ یہ ایئر پورٹ جس پر صرف یورپی ممالک کے جہاز اُترتے ہیں۔ اور دوسرا ایئر پورٹ بین الاقوامی جس پہ دنیا کے جتنے ممالک ہیں ان کے جہاز اُترتے ہیں۔ جہاز سے نیچے اترے۔ ہمارے استقبال کے لئے بھائی ابراہیم صاحب جہاز کے نیچے مطار کی دو گاڑیوں کے ساتھ موجود تھے۔ ایک کار ایک بہت بڑی گاڑی۔ بڑی گاڑی میں حضرت، نجیب اللہ، بھائی ابوالحسن اور سہیل بیٹھے اور دوسری کار میں مولانا عبد الحفیظ صاحب مولوی یوسف تتلا اور بھائی ابراہیم سعید صاحب سامان سارا کسٹم میں جا چکا تھا۔ اس لئے سارے

رفقاء وہاں گئے اور ہم لوگوں کا انتظام خصوصی طریقے سے حضرت ہی کے ہمراہ کا تھا۔ اس لئے ہم لوگوں کو ایک کمرے میں لے جاکر بٹھادیا گیا۔ عملہ یہاں موجود تھا۔ جہاں پر امراء وزراء کے ویزے وغیرہ لگتے ہیں۔ بہرحال ان لوگوں نے فوراً ہی ویزے لگادئے۔ اور ان امور سے ۹/۵۵ پر فارغ ہو گئے چونکہ مجمع کافی موجود تھا اس لئے حضرت کو یہاں سے باہر لائے۔ مولانا عبدالحفیظ صاحب نے دعا کرائی۔ دعاء سے فارغ ہوکر پھر اسی کمرے میں جا بیٹھے۔ اب یہاں سے ہمیں جہاز کے ذریعے مانچسٹر جانا ہے۔ چونکہ یہاں والوں نے ایک جہاز پچاس سیٹوں والا پورا چارٹر کر رکھا ہے جس کا کرایہ ۱۸ سو پونڈ ہے اور یہ چارٹر ہے لیکن چونکہ رفقاء سفر کسٹم اور ویزہ کے اندر ابھی لگے ہوئے تھے اس لئے ان کا انتظار تھا۔ یہاں کے دستور کے مطابق سامان کیمرے کے آگے سے گزرتا رہتا ہے۔ اگر کسی کے سامان میں مشتبہ چیز ہو تو اس کو روک کر دیکھ لیتے ہیں۔ ورنہ نہیں مگر ہمارے سامانوں کے ساتھ یہ بھی نہیں ہوا سارے رفقاء کے جب ویزے مکمل ہو گئے تو سامان اندر ہی اندر سے دو ٹرالی پر چارٹر جہاز پر پہنچا دیا گیا۔ اور حضرت مع خدام کے ۱۱ بجے وہاں سے جہاز پر سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب جہاز کے پاس پہنچے تو ہمارا سامان سارا آچکا تھا اور جہاز میں رکھا جا رہا تھا چنانچہ حضرت مدظلہ کو ۱۱/۲۰ پر جہاز پر دو سیٹوں پر نیم دراز کرکے بٹھادیا اور ہم خدام بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ۱۱/۲۵ پر بذریعہ بس سارے رفقاء سفر پہنچ گئے اور جہاز میں بیٹھ گئے۔ جہاز کو پرواز کرنا تھا کہ ۱۱/۵۰ پر معلوم ہوا کہ وزن زیادہ ہوگیا ہے کچھ وزن کم کرنا ہے۔ چنانچہ جہاز والوں نے کچھ تو اپنا سامان اُتارا اور ہمارے سامان میں سے دو سو کیلو اتارا جس کی تعداد پندرہ عدد سامان کی تھی۔ یہ سامان جہاز والوں نے بتایا کہ دوسرے کسی جہاز سے ہم شام

تک مانچسٹر بھیج دیں گے۔ اس جہاز میں پچاس سیٹیں تھیں۔ جن میں سے دو پر حضرت کو بٹھایا اور ۴۶ آدمی بیٹھے دو سیٹیں خالی رہیں۔ دروازہ بند کر دیا گیا پھر معلوم ہوا کہ سامان زیادہ ہے کچھ اتارنا ہے۔ چنانچہ ۱۵ عدد سامان کے اتار دیئے گئے۔ اس کے بعد دروازہ بند کیا اور $\frac{۱۲}{۱۹}$ پر جہاز اپنی جگہ سے چلا اور $\frac{۱۲}{۲۴}$ پر فضا میں پرواز کر گیا۔ الحمد للہ پرواز کے دوران عافیت سے سفر پورا ہوا۔ حضرت کو لٹا دیا گیا۔ لیکن بادلوں کی وجہ سے اترتے ہوئے معمول سے جھٹکے لگے اور الحمد للہ بعافیت $\frac{۱}{۴۰}$ پر مانچسٹر ایئر پورٹ پر اتر گئے۔ حضرت کو بھائی ابو الحسن اور نجیب اللہ نے دروازہ تنگ ہونے کی وجہ سے مل کر دونوں ہی نے نیچے اتار کر گاڑی میں بٹھا دیا۔ بھائی ابو الحسن مولوی عبد الحفیظ صاحب مولوی یوسف تتلا نجیب اللہ سہیل حضرت کے ساتھ کار میں بیٹھے اور بقیہ رفقاء کے لئے پورا ایک بس کرایہ پر آئی تھی۔ جس کا کرایہ ۸۵ پونڈ تھا اس میں بیٹھے اس کے بعد $\frac{۱}{۴۵}$ پر ایئر پورٹ سے روانہ ہوئے۔ ایئر پورٹ سے باہر مجمع استقبال کرنے والوں کا بہت زیادہ تھا اس لئے باہر روکی گئی۔ مولانا عبد الحفیظ صاحب نے دعا کرائی اس کے بعد $\frac{۱}{۵۱}$ منٹ پر دار العلوم کے لئے روانہ ہو گئے۔ ہماری کار سے آگے آگے پولیس موٹر سائیکل سوار تھی۔ اس کی مشایعت میں بعافیت $\frac{۲}{۲۵}$ پر دار العلوم میں پہنچ گئے۔ مدرسہ سے باہر طلبا قطار لگائے اپنے پیشوا و مقتدا کے استقبال میں کھڑے تھے۔ جاتے ہی حضرت کو استنجا اور وضو کرایا اس کے بعد ظہر پڑھی کہ جماعت میں ابھی کافی دیر تھی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت لیٹ گئے۔ ظہر کی نماز کی جماعت $\frac{۳}{۳۰}$ بجے ہوئی۔ اس کے بعد عصر ۷ بجے۔ حضرت کو لٹائے ہی رکھا۔ اور حنفی آخری وقت میں اپنی نماز پڑھوائی۔ عصر کی نماز کے بعد مولوی سلمان صاحب کی علم کی فضیلت نے گھنٹہ کی تقریر ہوئی۔ مغرب سے تھوڑی دیر پہلے تقریر ختم ہوئی۔ نماز مغرب پڑھی گئی۔ اس کے بعد ختم خواجگان پھر مجلس ذکر اس کے بعد عشاء پڑھی۔

پھر کھانا ہوا اس کے بعد حضرت کو لٹادیا گیا تھوڑی دیر کے بعد ۱۵ عدد سامان جو جہاز میں وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے اتار دیا گیا تھا پہنچ گیا۔ الحمد للہ کہ یہ سفر بھی بعافیت پورا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ بقیہ سفر کو بخیر وعافیت پورا کرائے۔

۲۶ اگست شنبہ ۲۵ شوال سنہ ۱۴۰۲ھ بدھ یہاں کی راتیں بہت چھوٹی ہیں اور دن ۱۷ گھنٹے کا ہے رات میں عموماً سونا کم ملتا ہے فجر کی نماز پڑھکر حضرت مدظلہ کو لٹادیا گیا اور لوگ بھی حسب توفیق لیٹ کر بیدار ہوئے۔ ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک موت کی یاد مولوی شاہد نے پڑھکر سنائی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ۲۴ گھنٹہ کے یہاں کے معمولات جو مطبوع ہیں نقل کر دیئے جائیں فجر کی نماز ۵½ بجے اس کے بعد ۸½ بجے ناشتہ۔ ۱۰ سے ۱۱ تک کتاب کی تعلیم ۱۲½ بجے دوپہر کا کھانا۔ ۲½ بجے نماز ظہر بعدہ ختم خواجگان پھر دعا اس کے بعد مجلس ذکر ۴½ بجے چائے ۵½ تا ۶½ بیان۔ ۷ بجے نماز عصر اس کے بعد حضرت کی مجلس عمومی جس میں بچوں کے قرآن پاک کا افتتاح و اختتام اس کے بعد بیعت پھر دعاء اس کے بعد جمیل حدیث اور فضائل درود شریف ۹½ پر نماز مغرب۔ بعد نماز مغرب کھانا۔ ۹½ پر مصافحہ ۱۰ بجے عشاء اس کے بعد آرام حضرت مدظلہ ۱۱ بجے بیدار ہوئے مولانا عبدالحفیظ صاحب نے تخلیہ میں ایک خط سنایا کچھ مشورہ کیا اس کے بعد دارالعلوم مدرسہ ہذا کے مدرسین مصافحہ کے لیے تشریف لائے اور سبھوں نے مصافحہ کئے۔ اس کے بعد ظہر پڑھی اپنی نماز ظہر پڑھکر حضرت لیٹ گئے۔ باقی معمولات حسب دستور چلتے رہے عصر سے پہلے اٹھکر عصر پڑھی مجلس میں تشریف لے گئے۔ بچوں کے قرآن کا افتتاح و اختتام اور بیعت وفضائل درود شریف ہوئی پھر مغرب پڑھی گئی بعد مغرب کھانا ہوا پھر مصافحے ہوئے ۲۵ منٹ مصافحہ میں لگے پھر عشاء پڑھی پھر آرام فرمایا۔

۲۷ اگست ۲۶ شوال جمعرات فجر کی نماز کے بعد حضرت کو لٹادیا ۱۰۔۱۱ بجے کے قریب بیدار ہوئے ناشتہ معمولی سا لیکر ڈاک لکھوائی اس کے بعد اپنی ظہر پڑھکر آرام

فرمایا آج مولانا عبدالحفیظ کا بیان ہوا بیان جب شروع ہوا تو حضرت بیدار ہو گئے بیان سنا پھر عصر پڑھی عصر کی نماز کے بعد مجلس عمومی جس میں بچوں کے قرآن کا اختتام وافتتاح پھر بیعت بعبادت نجیب اللہ پھر مولوی عبدالحفیظ صاحب کی دعا پھر چہل حدیث اور فضائل درود مغرب سے پہلے مجلس ختم ہوئی مغرب پڑھی اس کے بعد ختم لیسین شریف اس کے بعد دعا پھر کھانا اس کے بعد عشاء مصافحہ آج نہیں ہوا چونکہ مصافحہ کے لئے ہفتہ میں ۳ یوم ہفتہ اتوار بدھ یہاں کی تعطیل اور مجمع کی آمد کی وجہ سے رکھے گئے ہیں عشاء کے بعد آرام۔

۲۸ ر اگست ۱۹۸۱ء ۲۷ ر شوال جمعہ سارے کام حسب معمول ہوئے آج حضرت مدظلہ پر ضعف کا غلبہ زیادہ رہا کہ رات ہی سے بخار ہے اللہ جل شانہ صحت وقوت عطا فرمائے جمعہ سے پہلے مولوی یوسف متالا ایک ہندو ڈاکٹر کو لیکر آئے۔ انہوں نے حضرت کو دیکھا بلغم کی دوا دیکر گیا اور یہ بھی کہہ گیا کہ ضرورت ہے کہ حضرت کے پورے جسم کا معائنہ کروادیں مولوی یوسف متالا نے کہا کہ ہمارا ڈاکٹر رخصت پر گیا ہوا تھا پرسوں اتوار کو آنے والا ہے انشاء اللہ اس کے ذریعہ سے کسی کو دکھلا دیا جائے گا۔ آج جمعہ سے پہلے مولوی سلمان صاحب نے بیان فرمایا۔

۲۹ ر اگست ۲۸ ر شوال بار رات بھر بخار رہا آج دن بھر اس کا اثر رہا جس کی وجہ سے ضعف کا کافی غلبہ رہا آج چونکہ عام تعطیل کا دن ہے اس لیے مجمع بھی زیادہ ہے دوپہر کے بعد سے بسیں بھر کر آئیں معمولات حسب دستور مغرب کے بعد مصافحہ ہوا مجمع تقریباً ۳-۳½ ہزار کا تھا تقریباً ایک گھنٹہ وقت لگا۔ قادری مقبول صاحب گلاسکو والے مع اپنے دس رفقاء کے تشریف لائے چونکہ حضرت قاضی صاحب نے ان کے یہاں جانے کا پروگرام پہلے سے طے کرا رکھا ہے اسلئے یہ حضرات گلاسکو کے لیے حضرت کو دعوت کے لیے آئے ہیں لیکن چونکہ حضرت کی طبیعت مبارکہ کل پرسوں سے ناساز چل رہی ہے اس لیے بھائی ابوالحسن

سے فرمایا کہ اگر وہ دعوت دیں تو معذرت کر دو کہ طبیعت خراب ہے جانے کی ہمت نہیں مولوی عتیق الرحمٰن بن مولانا منظور نعمانی بھی لندن سے ملاقات کیلئے آئے دار العلوم کے سلسلہ میں باتیں ہوتی رہیں۔

۳۰ اگست ۲۹ شوال اتوار فجر کی نماز پڑھکر حضرت کو لٹا دیا گیا آج ڈیوزبری مرکز تبلیغ جانا ہے کئی دنوں سے حافظ پٹیل صاحب سے وعدہ اور باتیں ہو رہی تھیں چنانچہ آج کے دن ڈیوزبری جانا طے ہوا تھا ۹ پر حضرت بیدار ہوئے استنجاء وغیرہ ضروریات سے فارغ ہوئے اس کے بعد ۱۰ بجے دار العلوم سے روانگی ہوئی جس کار میں تشریف لے گئے وہ کار بہت عمدہ اور تیز رو تھی ہماری روانگی سے ایک گھنٹہ پہلے مولانا معین الدین صاحب باٹلی جا چکے تھے کہ موصوف کو پہلے سے عورتوں میں تقریر کرنی تھی ہم لوگ بعافیت ۱۲ پر باٹلی کی مسجد میں پہنچے مولانا معین الدین صاحب کی تقریر جاری تھی مسجد چھوٹی ہی ہے گذشتہ سال بھی جب تشریف لانا ہوا تھا تو اسی مسجد میں تشریف لائے تھے مردوں کا مجمع اوپر مسجد میں تھا جو تقریباً پانچ سات سو کے قریب تھا مگر عورتوں کا مجمع تقریباً ۲ ہزار کا تھا جو مسجد کے اردگرد کے حجروں اور نیچے کے حصوں میں تھیں یہ ساری عورتیں بیعت کے لیے آئی تھیں چنانچہ پہنچتے ہی بچوں کے قرآن کا افتتاح و اختتام مولانا عبد الحفیظ صاحب نے کر دیا اس کے بعد نجیب اللہ نے عورتوں کو بیعت کرائی پھر دعا ہوئی اس کے بعد وہاں والوں نے ناشتہ رکھا قسم قسم کی چیزیں تھیں۔ سارے رفقاء نے ناشتہ کیا اس کے بعد ۱۲ پر باٹلی سے روانہ ہوئے۔ حضرت کی کار میں بھائی ابوالحسن ملک عبد الحفیظ صاحب نجیب اللہ اور سہیل تھے ۱۲ پر ڈیوزبری مدرسہ پہنچے جو ابھی تعمیر ہو رہا ہے یہ مدرسہ مرکز ڈیوزبری کے بالکل متصل ہے مرکز والے تین منزلہ عمارت مدرسہ کے لیے بنوا رہے ہیں جس میں اوپر سے نیچے تک

لوہے کے گاڈر لگ چکے ہیں اس پر تعمیر باقی ہے وہاں کار رکی مولانا عبدالحفیظ صاحب نے دعا کرائی اس کے بعد دسو قدم آگے بڑھکر قیام گاہ پر اترے حضرت کو لٹا دیا گیا ماشاء اللہ مرکز کی یہ مسجد بہت ہی عالی شان اور بہت ہی باقاعدہ بنائی گئی ہے یہ مسجد دو منزلہ ہے اوپر کے حصہ میں تقریباً ۵-۶ ہزار نفر بیک وقت آسکتے ہیں اور نیچے کے حصہ جس میں تقریباً ڈھائی تین ہزار نفر آسکتے ہیں۔ نیچے کے حصے میں تین طرف بڑے سلیقہ سے مکانات بنائے گئے ہیں جس میں خصوصی مہمانوں کے قیام کی جگہیں وضو خانہ تقریباً سو ٹوٹیاں وضو کے لیے لگی ہوئی ہیں کچھ حجروں کو ضروری سامان رکھنے کے لیے مختص کر دیا گیا ہے اور اس میں کھانے پکانے کے لیے انتظام ہے۔ ظہر کی نماز حضرت نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حجرہ ہی میں ادا فرمائی اس کے بعد آرام فرمایا مسجد میں ظہر کی نماز ۲ بجے پر حسب معمول ہوئی اس کے بعد مولانا سلمان صاحب کا ایک گھنٹہ سے زیادہ کا بیان جس کے اندر جماعتوں کے نکلنے کی تحریک بھی ہوئی ۵ بجے حضرت مسجد میں تشریف لے گئے مجمع تقریباً ۵ ہزار کا تھا تشریف لیجاتے ہی پہلے مولانا عبدالحفیظ نے دعا کرائی اس کے بعد ۵۲ پر مصافحہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے دوسرے ملکوں میں جانے والی جماعتوں کے مصافحے ہوئے غیر ملکوں میں تقریباً ۳۵ کے قریب جماعتیں نکلیں اور بقیہ اندرون ملک کل تقریباً ۴۲-۴۷ جماعتیں نکلیں جماعتوں کے جانے والوں کے مصافحے کے بعد عمومی مصافحہ کی وجہ سے عصر کچھ اور تاخیر سے ہوئی مجمع بہت دور دور سے زیارت کے لیے آیا تھا ملک کے کونے کونے سے زائرین آئے اس میں دو بسیں بھی آئیں ایک شہر لندن سے اور دوسری ڈنمارک سے جو انگلینڈ ہی کے سرحد کے متصل دوسرا ملک ہے پہلے سے مجمع میں بیعت کا بھی نظام تھا مگر وہاں والوں نے معلوم نہیں کس مصلحت سے مجمع میں بیعت

نہیں کرائی جس کی وجہ سے مغرب سے پہلے اور مغرب کے بعد بہت بڑے مجمع کو جو تقریباً ۵۰ - ۵۵ نفر پر مشتمل تھا بعد مغرب حضرت کے حجرہ ہی میں بیعت کرا دی گئی مصافحہ سے فراغت پاکر حضرت اپنے حجرہ میں تشریف لائے استنجا وضو سے فارغ ہوکر اپنی عصر پڑھی جب تک کہ مسجد میں بھی نماز شروع ہو گئی مسجد کی نماز سے فراغت پاکر مرکز کے ذمہ داروں کی ایک جماعت اپنے بیرونی بالخصوص یورپی ملکوں کے جانے والی جماعتوں کی کارگذاریاں سنائیں جس میں المانیا۔ رومانیا صومالیہ۔ سویڈن کے حالات سنائے گئے حالات سناتے ہوئے اور سنتے ہوئے سوائے رونے کے اور کوئی جواب نہ تھا کہ المانیا میں کوئی قرآن کا نسخہ نہیں رکھنے دیا جاتا حتیٰ کہ جب جماعتیں جاتیں ہیں تو ان کے باذر پر قرآن کریم کے نسخے لے لیے جاتے ہیں وہاں کے لوگ جماعت کے ساتھیوں سے قرآن کے نسخے زیارت کے لیے مانگتے تھے۔ اسی طرح رومانیا کے بارے میں سنایا کہ وہاں مسلمان نماز تک نہیں پڑھ سکتے جب تبلیغی ساتھیوں نے اذان دی اور نماز پڑھی اور وہاں کے مسلمانوں کو نماز کے لیے کہا تو وہاں والوں نے اشارہ سے بتلایا کہ اگر تم ہمیں نماز کے لیے کہوگے یا اپنے ساتھ شریک کروگے تو حکومت ہماری گردنیں کاٹ دے گی۔ ان ملکوں سے لوگوں کو باہر نہیں جانے دیا جاتا اگر کوئی باہر جائے تو اپنی جگہ پر حکومت میں دوسرے کو گردی رکھکر جائے عجیب عجیب حالات سنائے کہ ان کمیونسٹوں نے وہاں اپنا معبد گرجا بنالیا مسجدوں کو مقفل کردیا آخری تاثرات میں یہ بتلایا کہ جب ان ملکوں کے لوگوں سے ہم نے پوچھا کہ ہمارے آنے سے تم کو کیا فائدہ ہوتا ہے تو ان لوگوں نے بتلایا کہ تمہارے یہاں آنے سے ہماری حکومتوں میں نرمی پیدا ہوئی ہے اور ہمارے متعلق جو قوانین سخت ہیں ان میں کچھ لچک پیدا ہوتی ہے اللہ جل شانہ ان ملکوں میں دین کی ہوائیں

چلائیں اس کے بعد مغرب پڑھی مغرب کے بعد کھانا کھایا اور اول وقت پر عشاء
اپنی پڑھی گئی اس کے بعد ۹ بجے پر ڈیوزبری مسجد سے روانہ ہو کر بخیر و عافیت ۱۰ بجے
پر دار العلوم بری پہنچے استنجاء فرمایا پھر تیل کی مالش ہوئی اس کے بعد آرام فرمایا

ڈیوزبری مسجد کی جگہ ماشاء اللہ کافی وسیع پر فضا ہے اجتماعات کے دنوں میں وہاں کچھ خالی زمینیں ہیں کرایہ پر لے لی جاتی ہیں۔ وہاں کے لوگوں کا تأثر یہ رہا کہ یہاں اور بھی بزرگ آتے رہے۔ حضرت جی کو بہت زیادہ مجمع سے مصافحہ کرنا کرانا ہوا مگر جس طرح مجمع حضرت شیخ سے مصافحہ کرنے کے لیے بے خود اور پروانوں کی طرح بچھا اور ہو رہا تھا اور ہر شخص مصافحہ میں سبقت کرنا چاہتا تھا اور کہیں نہیں دیکھا اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ساقی کو صحت و عافیت کے ساتھ امت کے سروں پر ان کی سیرابی کے لیے تا دیر حیات رکھے اللھم آمین

۳۱ اگست ۳۰ شوال پیر آج ۲۴ گھنٹے کے معمولات حسب سابق رہے کوئی خاص بات آج کی نہیں ہے۔

یکم ستمبر سنہ یکم ذی قعدہ منگل ۲۴ گھنٹے کے حالات و معمولات حسب سابق رہے کوئی تغیر نہیں ہوا۔

۲ ستمبر ۲ ذی قعدہ بدھ۔ فجر کی نماز پڑھ کر آرام کیا۔ ۱۱ بجے بیدار ہوئے دو نومسلم ملاقات کے لیے آئے حضرت کی دعائیں لیں اور کھانے کے لیے دسترخوان پر بیٹھ گئے نجیب اللہ نے دونوں سے الگ الگ اسلام لانے کے اسباب پوچھے ایک نے تو یہ بتلایا کہ میں جب پہلی مرتبہ بیت المقدس گیا اور وہاں مسجد کی سادگی دیکھی مسلمانوں کے عبادت کا طریقہ دیکھا اس کے بعد اسلامی ممالک کے اسفار کیے۔ ان کی مسجدوں کو خاص طور سے دیکھتا رہا اور عبادت کرنے والوں کو بھی دیکھا کرتا تھا نیز کچھ دنوں لندن میں عرب سفارت خانوں میں کام بھی کرتا رہا اور مسلمانوں کو بہت

قریب سے دیکھتا رہا بہر حال مساجد کی سادگی اور عبادت کے طریقوں سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہوا اور مجھے دین اسلام بہت ہی پیارا لگتا ہے فللہ الحمد والشکر دوسرے سے پوچھا تو اس نے بتلایا کہ میرے والد پڑھے لکھے شخص تھے اور ان کو کتب خانہ اور کتابوں کا بڑا شوق تھا چنانچہ انہوں نے اپنے گھر پر ایک کتب خانہ قائم کیا اور اس میں ہر قسم کی اور ہر مذہب کی کتابیں جمع کیں مجھے میرے والدین کی طرف سے کتب خانہ میں ہر قسم کی کتابوں کو دیکھنے کی آزادی تھی میں جب بڑا ہوا تو کتب خانہ میں چلا جاتا اور کتابیں دیکھا کرتا تھا۔ ہمارے اس کتب خانہ میں قرآن پاک بھی تھا جو عربی انگریزی دونوں زبانوں میں تھا۔ میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا جب میں قرآن پاک کو پڑھتا تھا تو مجھے بڑا ہی سکون محسوس ہوتا تھا اور جب بھی کبھی کوئی بات پریشانی کی آتی اس کو پڑھتا بہت ہی سکون پاتا چنانچہ اسی داعیہ نے مجھے اسلام کی طرف متوجہ کیا اور مولانا جو بری میں رہتے تھے ان کے پاس گئے انہوں نے مولوی یوسف متالا کے پاس پہنچا دیا موصوف نے ان کو سمجھایا ان کے سوالات کے جوابات دیئے چنانچہ وہ مولوی متالا کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اللہ قبول فرمائے۔ اس نے یہ بھی بتلایا کہ میں نے نے یا میرے باپ نے کبھی ساری عمر میں زنا نہیں کیا شراب نہیں پی اور نہ ہی خنزیر کا گوشت کھایا حالانکہ ایک انگریز کے لیئے یہ مشکل بات ہے کہ وہ ان تینوں چیزوں کا ارتکاب نہ کرے اللہ تعالیٰ موصوف کو دین اسلام پر استقامت عطا فرمائے موصوف اس سال حج کو جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ حج و زیارت کو قبول فرمائے باقی معمولات حسب سابق عشاء کے بعد عمومی مصافحہ اب تک مغرب کے بعد مصافحہ ہوتا تھا مگر تنگی وقت کی وجہ سے عشاء سے قبل صرف کھانا اور مصافحہ بعد عشاء طے پایا۔

۳ رستمبر ذی قعدہ جمعرات کو فجر کی نماز کے بعد آرام ۱۱ بجے بیدار ہوئے۔ گذشتہ سال دارالعلوم الاسلامیہ بری کے ۴ اساتذہ اور ڈرائیور یعنی پانچ نفر جب کہ وہ اپنے گھروں سے مدرسہ پڑھانے کے لیے تشریف لارہے تھے۔ کار مدرسہ ہی کی تھی چونکہ یہ اساتذہ بری سے دور مقیم تھے اس لیے صبح مدرسہ کی کار ان کو لینے کے لیے جاتی ۲ ان میں سے مع ڈرائیور کے بلیک برن کے رہنے والے تھے اور دو استادوں میں سے پرسیٹن کے تھے کار پہلے بلیک برن آتی اور ان اساتذہ کو لیتی پھر پرسیٹن آتی اور دو اساتذہ کو لیتی اور ان چاروں کو مدرسہ لاتی اور شام کو جب مدرسہ میں تعلیم سے فراغت ہوتی تو ان کو ان کے گھروں تک پہنچاتی مگر مقدرات اٹل ہوتے ہیں ایک دن یہ اساتذہ مدرسہ کی کار میں تشریف لارہے تھے کہ راستے میں ایک بڑی گاڑی سے کار کی ٹکر ہوگئی اور یہ چاروں اساتذہ مع ڈرائیور کے جاں بحق شہید ہوگئے۔ اور ان کو ان کے اقامت گاہوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا کئی روز ہوئے کہ حضرت نے ان قبور پر فاتحہ کیلئے جانے کے لیے مولوی یوسف متالا سے تذکرہ فرمایا چنانچہ آج کا دن وہاں جانے کا طے ہوا اور ساتھ ہی یہ بھی پروگرام بنا کہ چونکہ دارلعلوم میں عورتوں کی بیعت کا کوئی پروگرام نہیں ادھر ٹیلیفون عورتوں کے بیعت کے سلسلہ میں آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ دونوں جگہوں پر بیعت کا نظام بھی رکھ دیا جائے۔ چنانچہ حضرت مدظلہ مع خدام کے مدرسہ دارالعلوم سے ۱۱ بجے پر روانہ ہوتے اور بلیک برن کی مسجد جس کا نام مسجد توحید الاسلام ہے ۱۲ بجے پر پہنچے ایک گھنٹہ پہلے مولانا عبدالجبار صاحب اعظمی وہاں پہنچ چکے تھے اور ان کا بیان ہورہا تھا۔ حضرت کے پہنچتے ہی موصوف نے تقریر ختم کر دی بخیب اللہ نے بیعت کرائی اس کے بعد مولانا عبدالجبار صاحب نے دعا کرائی اس کے بعد ساتھیوں نے مختصر سا ناشتہ کیا حضرت مدظلہ

نے صرف زمزم نوش فرمایا ماشاء اللہ یہاں مرد اور عورتیں کافی جمع تھے مرد مسجد میں تھے اور عورتیں دوسری جگہ اور کافی بیعت بھی ہوئیں بلیک برن میں دس مسجدیں ہیں ۲ مسجدیں ایسی ہیں جو پہلے گرجا گھر تھے۔ مگر انگریز اسلام لاتے رہے اور انہوں نے تین گرجا گھروں کو مسجدوں میں منتقل کر دیا فللہ الحمد۔ یہاں سے فارغ ہو کر قبرستان کے لیے ۱۲/۱۵ پر روانگی ہوئی اور ۱۲/۲۰ پر قبرستان پہنچے قبریں چونکہ کچھ اندر تھیں اس لیے حضرت اپنی کار ہی میں سڑک پر سے ہی فاتحہ پڑھتے رہے اور مجمع سارا قبر پر حاضر ہو گیا یہاں کی تین قبریں ہیں دو استاد اور ایک ڈرائیور اللہ جل شانہ تینوں شہداء کو اپنی رضوان و رحمتوں سے نوازے یہاں تقریباً تین سو کا مجمع تھا یہاں سے فارغ ہو کر ۱۲/۳۲ پر پریسٹن کے لیے روانہ ہوئے راستہ میں حضرت مدظلہ کو چکر اور امتلاء شروع ہوا قبرستان پہنچتے پہنچتے طبیعت مبارکہ زیادہ خراب ہو گئی چنانچہ فوراً پیچھے کی سیٹوں پر لٹا دیا گیا اور ہم لوگ ادھر ادھر بیٹھ گئے

یہاں دو اساتذہ کی قبریں ہیں۔ دونوں حدیث کے استاد تھے۔ ۱۲/۵۴ پر قبرستان پہنچے اور مختصر ایصال ثواب کے بعد ایک بجے یہاں سے روانہ ہو گئے کہ شہر میں مسجد قوت الاسلام کی مسجد میں عورتوں کی بیعت تھی یہاں مولانا سلمان صاحب ایک گھنٹہ پہلے پہنچ چکے تھے۔ اور ان کی تقریر ہو رہی تھی حضرت کو اتار کر مسجد میں لے گئے چونکہ طبیعت متاثر زیادہ تھی اس لیے جلدی جلدی بیعت کرائی اور بھائی سلمان نے مختصر دعا کرائی اس کے بعد ساتھیوں نے مختصر ناشتہ کیا یہاں ۱/۲ پہنچے تھے اور ۱/۳۰ پر یہاں سے روانہ ہو گئے دار العلوم سے یہاں تک جس گاڑی میں آئے تھے وہ وسیع اور کھلی ہوئی تھی مگر یہاں سے واپسی دوسری گاڑی میں ہوئی جو پہلے کے مقابلے میں تنگ تھی ادھر حضرت کی طبیعت گرتی جا رہی تھی سردی لگنی شروع ہو گئی تھی اور ساتھ ساتھ بخار بھی شروع ہو چکا تھا

حضرت کو پیچھے کی سیٹ پر لٹا کر لائے پیچھے بھائی ابوالحسن حضرت کے ساتھ بیٹھے اور بخیب اللہ سہیل آگے کی سیٹ پر ۱۲ بجے پرپرسیٹن کی مسجد سے روانہ ہو کر مولوی ہاشم صاحب مجاز حضرت شیخ مدظلہ استاد و ناظم مدرسہ دارالعلوم ہو لکمب ہال ہو لکمب بری کے مکان پر ۱۲ پر پہنچے چونکہ مولانا موصوف اپنے مکان پر تھوڑی دیر کے لیے تشریف لانے کے لیے کئی دن سے کوشاں تھے۔ چنانچہ آج ہی کا دن طے ہوا تھا کہ وہاں سے فارغ ہو کر مولانا کے مکان پر ٹھہرتے ہوئے مدرسہ تشریف لیجائیں گے مگر حضرت کو پرسیٹن ہی سے طبیعت کی خرابی کی وجہ سے لٹا کر لا رہے تھے۔ چنانچہ ان سے معذرت کی گئی۔ اور گھر کے سامنے مولانا سلمان صاحب نے دعا کرائی اور حضرت کار میں لیٹے رہے یہاں سے چل کر ۱۲½ پر مدرسہ اپنی مستقر پہنچے اور جاتے ہی استنجاء کرا کر لٹا دیا گیا حضرت کو سردی سے بخار آنا شروع ہو گیا۔ بہت دیر سے ظہر کی نماز ادا فرمائی بخار، سردی، چکر سب نے گھیر لیا۔ طبیعت بہت زیادہ مضمحل ہو گئی۔ بولنا بھی مشکل ہو گیا چنانچہ ساری نمازیں اپنی ہی پڑھی گئیں۔ اور عصر کے بعد کی مجلس بھی نہیں ہو سکی صرف تھوڑی دیر کو مولوی شاہد نے فضائل درود شریف سنائی رات بھر عجیب کیفیت رہی کہ بخار اور سردی کا زور رہا اللہ جل شانہ صحت و قوت نصیب فرمائے۔ ہیجانی کیفیت بہت معمولی سی رہی باقی بالکل سکوت رہا بلکہ ایک طرح سے بیخودی سی رہی۔

۴۔ستمبر ۴ ذی قعدہ جمعہ آج طبیعت کی خرابی کی وجہ سے زیادہ تر اوقات آرام ہی میں گذرے جمعہ سے پہلے مولانا عبد الجبار صاحب کی مختصر تقریر ہوئی جمعہ ملک عبد الحفیظ نے پڑھایا، عصر کے بعد ۱۲ نکاح بعبارت مولوی سلمان صاحب ہوئے اس کے بعد بچوں کے قرآن پاک کا افتتاح و اختتام پھر بیعت اس کے

بعد دعا ہوئی پھر مجلس برخواست ہوئی حضرت مدظلہ کی طبیعت مبارکہ پر ضعف کا غلبہ زیادہ ہے چونکہ بخار ملیریا تھا اللہ تعالیٰ جلد از جلد صحت و قوت عطا فرمائے چونکہ طبیعت مبارکہ خراب چل رہی ہے اس لیے عصر سے کچھ پہلے دو ڈاکٹر بلائے گئے جن میں سے ایک اس بری علاقہ کے اسپیشلسٹ تھے ان کا نام ڈاکٹر اعظم جیلانی ہے اور دوسرے کا نام ڈاکٹر مسعود علی بیگ حیدرآبادی ہے۔ مدرسہ کے طلبار کے معالج یہی ہیں۔ دونوں مسلمان تھے ہر چیز کا معائنہ کیا بلڈ پریشر ہاتھ پشت وغیرہ اس کے بعد انہوں نے جگر کی کچھ خرابی بتلائی اور بتلایا کہ کسی دن آکر خون ٹسٹ کریں گے اسکے بعد پھر کوئی دوا تجویز ہوگی۔ اور یہ لوگ چلے گئے۔

۵ ستمبر ۵ ذی قعدہ بار۔ فجر کی نماز کے بعد آرام فرمایا ۱۲ بجے کے قریب بیدار ہوئے جمعیۃ علمار برطانیہ کا آج اجلاس مدرسہ دارالعلوم ہی میں ہونا ہے چنانچہ علمار کی مجلس اور اس میں تقاریر اور پروگرام شروع ہو چکا ہے جب حضرت بیدار ہوئے تو مولانا عبدالحفیظ صاحب نے آکر عرض کیا کہ جمعیۃ کے علمار تشریف فرماہیں دعا کی درخواست کے لیے حاضر ہونا چاہتے ہیں چنانچہ حضرت نے آنے کی اجازت مرحمت فرمادی پروگرام کے درمیان ہی سے سارے علما رحضرت کے حجرہ میں آئے سبھوں نے مصافحہ کیا حضرت نے ان علمار کرام کا شکریہ اور اپنے اعذار بخار وغیرہ کا ذکر فرمایا اور معذرت فرمائی جس پر جمعیت کے جنرل سکریٹری نے کھڑے ہو کر حضرت کی برطانیہ تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور اظہار مسرت وغیرہ اس کے بعد مولانا عبدالحفیظ صاحب نے دعا کرائی یہ دعا اپنے اثرات و کیفیات کے لحاظ سے ساری دعاؤں سے منفرد تھی حضرت پوری طرح متوجہ تھے مولانا عبدالحفیظ صاحب نے دعا شروع کی اور آدھ منٹ کے بعد ہی مولانا پر ایسا گریہ طاری ہوا کہ آواز بند جس پر مجمع سے چیخوں کی آواز بلند ہوگئی ماشاءاللہ

یہ چند منٹ کی دعا اپنی کیفیات کے لحاظ سے عجیب وغریب سماں رکھتی تھی خوب خوب رونا ہوا اور کافی موثر دعا رہی اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی اور سب نے پھر اپنی جگہ جاکر اپنے پروگرام کو از سرِ نو شروع کیا اور تقریباً ۴ گھنٹے کا یہ پروگرام رہا جس میں یہاں برطانیہ کے حالات جمعیۃ کی کارکردگی اور آئندہ کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا جس میں چند چیزیں اہم ہیں مثلاً جمعیۃ ایک زمانہ سے یہاں قائم ہے۔ اور اس کا کام بھی ہو رہا ہے مگر اس کی باضابطہ کوئی عمارت نہیں جس میں اس کے دفاتر قائم ہوں اس کے لیے یہ طے کیا گیا کہ چندہ فراہم کرکے اس کے لیے باضابطہ کوئی عمارت دفتر کے لیے ہونی چاہیے دوسری بات یہ طے پائی کہ جمعیۃ اتنے دنوں سے کام کر رہی ہے مگر اس کا اپنا کوئی ترجمان نہیں چنانچہ طے پایا کہ ایک رسالہ جاری کیا جائے چنانچہ اس کے لیے انفرادی طور سے بالخصوص مدنی مکی مہمانوں سے چندہ بھی کیا گیا اور حسب توفیق سب نے کچھ نہ کچھ دیا پہلے مولانا معین الدین صاحب کی تقریر ہوئی چونکہ حضرت کی طبیعت مبارکہ ناساز چل رہی ہے اس لیے مجلس حجرہ مبارک ہی میں ہوئی مجمع شامیانہ اور مدرسہ کے صحن اور کمروں میں تھا اور پروگرام لاؤڈ اسپیکر پر ہوتے رہے۔ پہلے بچوں کے قرآن کا افتتاح و اختتام پھر بیعت پھر دعا اس کے بعد چہل حدیث پھر مجلس برخاست ہوئی آج بار کا دن ہے مجمع کافی ہے کہ یہاں کاروبار دفاتر میں چھٹی ہے چنانچہ ملک کے کونے کونے سے لوگ اپنی کاروں میں آئے نیز مختلف جگہوں سے چالیس بسیں بھی آئیں مجمع کی زیادتی ادھر حضرت کی ناسازئ طبع کی وجہ سے بار بار اعلان کیا گیا کہ چونکہ حضرت کی طبیعت زیادہ خراب ہے اس لئے جو حضرات پہلے ایک مرتبہ مصافحہ کر چکے ہیں وہ دوبارہ مصافحہ نہ کریں چنانچہ لوگوں نے اس پر عمل بھی کیا پھر بھی ہزاروں کے مجمع نے مصافحہ کیا تقریباً ۴۵ منٹ مصافحہ ہوا۔ پہلے مغرب ہوئی پھر ختم یٰسین پھر دعا اس کے بعد کھانا پھر نماز عشاء اس کے بعد عمومی مصافحہ سے فراغت کے بعد مالش ہوئی پھر آرام فرمایا۔ الحمد للہ کہ آج کا دن بھی بخیر وعافیت پورا ہوا۔ اللہ جل شانہٗ صحت وقوت اور جملہ امراض سے شفاء کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

جلسہ دستار بندی و اختتام و افتتاح بخاری و افتتاح مشکوٰۃ

۱۷ ستمبر ۶ / ذی قعدہ اتوار فجر کی نماز کے بعد آرام فرمایا مگر نیند نہیں آئی کہ آج کا دن برطانیہ کے مسلمانوں کے لئے ایک تاریخی دن ہے کہ دارالعلوم العربیۃ اور اسلامیہ کے ۵۲ طلبہ کی دستار بندی ہوگی اور ختم افتتاح بخاری اور مشکوٰۃ وغیرہ کا افتتاح بھی حضرت شیخ مدظلہ کرائیں گے۔ دارالعلوم کے سلسلے میں تو تاثرات و مشاہدات میں مضمون ملاحظہ فرمائیں یہاں تو صرف آج دن بھر کے اعمال و کار لکھنے ہیں۔ بہرحال ۱۱ بجے پر بیدار ہوئے اپنی ظہر پڑھی اس کے بعد جاگتے ہوئے لیٹے رہے کہ فکر کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ آج مجمع حد سے زیادہ ہے۔ پورا مدرسہ شامیانے اسکے علاوہ جگہیں مجمع سے بھری ہوئی ہیں۔ کار پارکنگ کی جگہ تنگ ہو رہی ہے۔ مجمع کو مشغول کرنے کے لئے ۱۱ سے ۱۲ بجے تک مولانا عبدالجبار صاحب کا بیان ہونا ماشاء اللہ بیان بھی بہت مفید ہو رہا ہے بیان کے بعد کھانا پھر ظہر کی نماز اس کے بعد ختم خواجگان پھر دعا اس کے بعد مجلس ذکر۔ ذاکرین اپنا اپنا ذکر پورا کر چکے ہیں کچھ لوگ ابھی ذکر ہی کر رہے ہیں کہ فارغین طلبا اور دستار حاصل کرنے والوں کا نام اسٹیج سے پکارا جانے لگا یہ ۱ بجے کا وقت ہے۔ سب طلبا جمع ہو رہے ہیں۔ مجمع پر اب مہر سکوت طاری ہو رہا ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب برمنگھم والے متوجہ ہوتے ہیں۔ چند منٹوں میں اس مدرسہ کی جگہ کے متعلق کہ یہ کیا تھی اور کیسے حاصل کی گئی۔ اور ان کی امداد ماؤں اور بہنوں نے کس طرح سے کی اور اس ادارہ کے ۵ مدرسین کس طرح دین کے لئے شہید ہوئے۔ مجمع پر ان کے چند منٹ کے ان جملوں نے گریہ طاری کر دیا۔ حضرت مدظلہ اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے رو رہے تھے۔ اور دعائیں دے رہے تھے۔ مولانا موصوف کے بیان سے چند منٹ پہلے

ایک طالب علم نے ایک نظم پیش کی جو اس ادارہ پر کسی شاعر نے کہی ہے۔ اس کے بعد مولانا عبد الجبار صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ مولانا کی تقریر کافی جوشیلی تھی۔ مجمع خوب روتا رہا۔ کئی مرتبہ جوش میں مجمع میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ اس کے بعد حضرت کو استنجاء وضو کرا کر ۵ بجے پر لے کر چلے۔ مولانا عبد الجبار صاحب نے حضرت مدظلہ کے اسٹیج پر پہنچنے کے بعد تقریر ختم فرمائی۔ حضرت مدظلہٗ اسٹیج پر جلوہ افروز ہیں۔ کنارے کنارے طلباء تپائیوں پر اپنی حدیث کی کتابیں لئے بیٹھے ہیں کہ اب جلسہ کی کارروائی ہو۔ اشارہ ملتے ہی ۵ بجے پر مولانا مفتی شبیر صاحب بلیک بران مسلسلات سے مسلسل بالاولیہ پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ مجمع پر ایک سکوت ہے۔ حضرت مجمع کی طرف متوجہ ہیں۔ مجمع قاریٔ حدیث کی طرف مولانا موصوف نے یہیں ابتداء سے تعلیم حاصل کی اور دو سال مظاہر علوم میں رہ کر دورۂ حدیث اس کے بعد ایک سال افتاء کی سند لے کر آئے ہیں۔ اور یہاں کے حدیث کے استاد ہیں۔ ماشاء اللہ بڑے ہی متین با اخلاق اور ذی علم ذاکر و مشاغل ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ جب حدیث مسلسل بالاولیہ ختم ہوتی ہے تو حضرت مدظلہٗ فرماتے ہیں وانا اقول اول حدیث سمعت من شیخی واستادی مولانا خلیل احمد۔ اس سے حضرت مدظلہ سامعین کو اجازت حدیث بالاولیہ دیتے ہیں تو دار العلوم ہذا کے شیخ الحدیث مولانا اسلام الحق صاحب بخاری شریف کی آخری حدیث تلاوت فرماتے ہیں چونکہ آج گذشتہ سال کی بخاری کا ختم بھی ہے اور اس سال کا افتتاح بھی مولانا گذشتہ سال یہاں کے اساتذۂ حدیث کے شہید ہونے کے کچھ پہلے ہی بلائے گئے ہیں۔ پہلے جامعہ حسینیہ راندیر ضلع سورت میں حدیث کے اسباق پڑھاتے تھے۔ اب جب یہاں دورہ کی کتابیں بھی دار العلوم میں ہونی طے ہوئی تو مولانا موصوف کو شیخ الحدیث بنا کر بلایا گیا۔ مولانا موصوف

عمر رسیدہ بزرگ ہیں حضرت شیخ مدظلہ ہی سے بیعت کا تعلق ہے۔ ایک زمانہ امینیہ میں اور گجرات میں تعلیم دیتے رہے ہیں۔ با اخلاق، متواضع، سادہ وضع کے انسان ہیں۔ علم بہت پختہ ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل سے دارالعلوم کے طلبار کو زیادہ سے زیادہ مستفیض فرمائے۔ اس کے بعد اب اس سال کے بخاری شریف کی ابتدار و افتتاح بھی ہے۔ چنانچہ ایک طالب علم بخاری کی پہلی حدیث مع سند کے تلاوت کرتا ہے اس کے بعد ہمارے محترم مولانا یوسف متالا صاحب بانی و مہتمم دارالعلوم ہذا اپنی لحن داؤدی میں روانی کے ساتھ اوائل سنبل کی شروع کی پانچ کتابوں کی حدیثیں تلاوت فرماتے ہیں جس کے بعد مشکوٰۃ کی جماعت کی باری ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے استاد مولانا محمد ہاشم حسن صاحب ہیں۔ جو یہاں کے صدر مدرس بھی ہیں اور ناظم بھی ہیں۔ حضرت شیخ مدظلہٗ کے مجاز ہیں۔ خلیق، بردبار متواضع منکسر المزاج اور ہنس مکھ انسان ہیں نے مشکوٰۃ کی پچھلی حدیث کی تلاوت فرما کر مشکوٰۃ شریف کا افتتاح فرمایا۔ اب اس کے بعد مولانا سلمان صاحب وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تلاوت فرما کر بیان فرماتے ہیں جس میں فارغ ہونے والے طلبا کو نصیحتیں بالخصوص علم میں اشتغال اور عجب و پندار سے بچنے کی تلقین جس میں شیخ الاسلام محی الدین بن عربی کا واقعہ کہ ایک مرتبہ کشتی میں بیٹھ کر سمندر میں سفر کر رہے تھے چونکہ موصوف علم ظاہری و باطنی دونوں میں امام ہیں بہت بڑے صوفی بھی تھے۔ سمندر میں طغیانی آئی اور کشتی کو جھٹکا دینے لگی۔ آپ بحر کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہیں کہ اسکن یا بحر فان علیک بحر من العلم۔ طغیانی تو ختم ہوئی مگر باری تعالیٰ کو یہ ادا پسند نہ آئی۔ (یعنی عجب و خود پسندی) آگے چلے ایک مچھلی نے کشتی روک لی۔ چونکہ آپ جانوروں کی زبان بھی

سمجھتے تھے تو اس مچھلی نے آپ سے ایک سوال کیا کہ حضرت ایک مسئلہ پوچھنا ہے' وہ یہ کہ اگر کسی عورت کے شوہر کا چہرہ بالکل مسخ ہو جائے اور مرد زندہ ہو تو عورت کون سی عدت گزارے۔ بینونت کی یا موت کی، ابن عربی کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تھا تھوڑی دیر بلکہ کافی دیر تک سر جھکائے رہنے کے بعد سر اٹھا کر مچھلی کو جواب دیا کہ یہ مسئلہ مجھے معلوم نہیں۔ مچھلی نے جواب دیا کہ آپ ہی بحر من العلم ہیں جس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ کا قصہ کہ تقریر کے دوران لوگوں نے سوال کیا تھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی دنیا میں الخ ملخص تقریباً ۲۰ - ۲۵ منٹ کا بیان تھا مجمع پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ بہت ساروں پر گریہ طاری تھا۔ بہت سوں کے زبانوں پر عش عش تھا اس کے بعد اب دستار کا نمبر آیا۔ سب سے پہلے ۳ مدرسین کو حضرت شیخ مدظلہ کی طرف سے ٹوپی اور دستار عنایت ہوئی جس کی شکل یہ تھی کہ ٹوپی حضرت اپنے دست مبارک سے پہناتے تھے اس کے اوپر اپنی طرف سے مولانا عبدالحفیظ صاحب سے دستار کی پیچیں لگواتے تھے۔ یہ تین حضرات یہ تھے سب سے پہلے مولانا اسلام الحق صاحب شیخ الحدیث مدرسہ ہذا اس کے بعد مولانا ہاشم صاحب صدر مدرس و ناظم مدرسہ ہذا اس کے علاوہ مذکورہ تینوں علمائے کرام اور ایک اور مدرس حدیث مولانا شبیر صاحب بلیک برن کے لئے اوائل سنبل پر مہر لگوا کر سند حدیث مولانا یوسف متالا کے حوالہ پہلے ہی فرما چکے تھے کہ چاروں کو دے دیا جائے۔ اس کے بعد ان چار طلبہ کو جنہوں نے گذشتہ سال یعنی رمضان سے پہلے دورۂ حدیث مکمل کیا۔ حضرت کی طرف سے ایک ٹوپی ملی اس کی بھی یہی شکل تھی کہ حضرت مدظلہ نے ان کے سروں پر ٹوپی پہنا دی اور مولانا عبدالحفیظ نے عمامہ کی پیچیں لگائیں۔ یہ عمامے مدرسہ کی

طرف سے تھے۔ اس کے بعد ۱۲ قاری حضرات کی دستار بندی ہوئی جنہوں نے مدرسہ ہذا سے تجوید کی تکمیل کی۔ عمامے حضرت اپنے ہاتھوں میں رکھتے۔ مولانا عبدالحفیظ صاحب حضرت کے ہاتھوں سے وہ عمامہ لے کر طلبائے کے سروں پر کچھ وہ باندھتے اور کچھ مولانا اسلام الحق صاحب باندھ کر پورا کرتے۔ اکثر طلبہ وہ تھے جنہیں حفظ وقرأت کی دو دستاریں ملی ہیں اور اب وہ دورہ یا مشکوٰۃ میں ہیں دوسری دستار گلے میں ڈال دی گئی۔ اسی طرح سے ۳۵ حفاظ جنہوں نے مدرسہ ہذا سے حفظ مکمل کیا۔ ان کی دستار بندی ہوئی۔ مگر حفاظ میں سے چند ہند وپاک پڑھنے کے لئے جاچکے تھے تو ان کی دستاریں ان کے والدین یا اعزہ اقربا کے حوالہ کردی گئیں۔ عجیب منظر تھا۔ اس مادہ پرست وہوا پرست ملک برطانیہ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے یہ منظر دیکھا ہے۔ عوام کی مسرّتوں اور خوشیوں اور کیف وسرور کا اندازہ الفاظ کے اندر بیان کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ کہ اس برطانیہ کی زمین پر اللہ کا نام لینے والا آج سے پچاس سال پہلے تلاش کرنے سے کوئی نہ ملتا تھا۔ آج وہی مٹی اپنے اندر سے ۵۲ علماء قرار حفاظ رہیرے موتی نکال کر باہر دکھلا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گلشن کو سدا پھلتا پھولتا قائم ودائم جاری ساری رکھے کہ یہ ملک کا واحد ادارہ ہے جس میں حدیث تک بلکہ منتہا تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ مدرسہ اور متعلقات مدرسہ کے متعلق تاثرات ومشاہدات ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد ملک عبدالحفیظ صاحب کی دُعا ہوئی۔ پھر مجلس برخواست۔ عصر کی نماز کا وقت چونکہ ہوچکا تھا اس لئے اذان ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد جماعت شروع ہو گئی آج ازدھام اور مجمع بہت تھا۔ تقریباً، ہزار کا مجمع تھا۔ آج پانچ ہزار کے مجمع کا اندازہ لگا کر کھانا پکا تھا۔ اور ایک مولوی صاحب مغرب کی نماز میں جگہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے

ہوئے خیموں، برآمدے اور ساری درسگاہوں پہلی دوسری منزل تک گئے جگہ نہ ملی۔ تیسری منزل پہ جاکر جگہ ملی۔ جس میں ۵۔ ۷ بسیں پوری کی پوری کرایہ کر کے دُور دراز کے شہروں سے آئیں تھیں۔ نماز کے بعد حضرت اپنے حجرہ ہی میں آرام فرما رہے اور مجلس ہوئی کہ ایک گھنٹہ سے زیادہ بیٹھنے کی وجہ سے کافی تکان ہوگیا تھا۔ عصر کے بعد سب سے پہلے بچوں کے قرآن پاک کا اختتام وافتتاح پھر بیعت اس کے بعد دعا پھر چہل حدیث اس کے بعد مجلس ختم ہوئی۔ استنجا ر وضو فرما کر مغرب کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ مغرب بعد ختم یٰسین شریف پھر دعا۔ اس کے بعد کھانا۔ چونکہ مجمع زیادہ تھا کھانا کھانے کے لئے بھی لمبی لائنیں لگی ہوئی تھیں اس لئے عشار کی نماز کچھ تاخیر سے ہوئی۔ چونکہ حضرت کی طبیعت کئی دنوں سے خراب چل رہی ہے اور آج جلسے میں بیٹھنے کی وجہ سے کچھ تکان بھی زیادہ ہوگیا تھا۔ ادھر دُور دُور سے مجمع چھٹی کی وجہ سے زیارت ومصافحہ کے لئے آیا ہوا تھا اس لئے بار بار اعلان کیا گیا کہ مصافحہ تو ہوگا مگر وہ حضرات جو پہلے مصافحہ کر چکے ہوں اسی طرح طلبار وغیرہ مصافحہ نہ کریں چنانچہ مصافحہ بہت تھوڑے سے لوگوں نے کیا۔ اور ۲۵ منٹ پر مصافحہ پورا ہوگیا۔ اس کے بعد تیل کی مالش ہوئی پھر لٹا دیا۔ مگر رات بھر نیند نہیں آئی پیشاب کثرت سے آتا رہا۔ بخار بھی بہت تیز رہا۔ کچھ بیخودی کی سی کیفیت بخار کی شدت کی وجہ سے رہی۔ فجر کی اذان سے تھوڑی دیر پہلے نیند آئی۔ فجر کی نماز اپنی جماعت کر کے مختصراً پڑھی۔ کیفیت بخار کی وجہ سے بدستور تھی اس لئے نماز پڑھا کر فوراً لٹا دیا گیا۔

۷ ستمبر، ۷ ذی قعدہ پیر۔ آج فجر کی نماز اپنی جماعت علیحدہ کر کے ذرا تاخیر سے پڑھی۔ جب مجمع کی نماز ہوگئی۔ اس کے بعد چونکہ رات بخار کی شدت اور

کثرتِ پیشاب اور نیند نہ آنے کی وجہ سے طبیعت مبارکہ زیادہ خراب رہی جوں توں کر کے فجر پڑھی۔ اس کے بعد فوراً لٹا دیا گیا۔ مگر بخار اتنا شدید تھا کہ نیند پھر بھی نہیں آئی۔ ہیجانی کیفیت رہی۔ اور کافی زیادہ کرب دبے چینی رہی ۹ بجے کے قریب بھائی ابو الحسن نے ہم انجکشن ایک ساتھ ملا کر لگائے دو طاقت کے دو بخار کے۔ اس کے تقریباً آدھ گھنٹہ کے بعد بخار بھی اُترنا شروع ہوا اور اور یہ ہیجانی کیفیت بھی ختم ہوئی اور الحمد للہ نیند بھی آگئی چونکہ جمعہ کے دن اس علاقہ بری کا ڈاکٹر اعظم جیلانی حضرت کو دیکھ کر گیا تھا اور کہہ گیا تھا کہ پیر کے دن آکر خون پیشاب بلغم لے جائیں گے۔ نیز ایکسرے بھی کریں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر بیگ ۱۲ بجے آگئے۔ حضرت سو رہے تھے آتے ہی اس نے نبض دیکھی حضرت بیدار ہو گئے۔ حضرت سے کچھ باتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے تین شیشی خون لیا۔ چونکہ نبض کی رفتار سست تھی اس لئے خون لینے میں ان کو دقت بھی ہوئی۔ اور ڈاکٹر کے بقول خون مقدار سے کم لیا گیا۔ اس کے بعد پھر لٹا دیا تھوڑی دیر کے بعد ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر سر پر تیل کی مالش ہوئی پھر لیٹ گئے۔ ۴ بجے ایکسرے کے لئے ایک عورت اور ایک مرد آئے۔ حضرت کو نیند سے بیدار کر کے کرسی پر بٹھایا پہلے سینے کا پھر بائیں گھٹنہ کا ایکسرے لیا اور وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد ایک انگریز عورت آئی جو مدرسے کے پڑوس ہی میں رہتی ہے اس نے بیان کیا کہ جس دن آپ یہاں آنے والے تھے اس دن میں انتظار میں تھی کہ راستہ میں آپ کی کار کو گذرتی ہوئی دیکھ لوں مگر جب میں سڑک پر آئی تو معلوم ہوا کہ آپ اس راستے سے گذر کر مدرسہ میں آچکے ہیں اس وجہ سے زیارت نہ ہو سکی اس وقت اپنے لئے اور اپنے بھائی کے لئے جو کینسر کا مریض ہے دعا کے لئے آئی ہوں۔ حضرت نے دعا کے لئے فرمایا کہ ضرور دعا کروں گا۔

اس نے کچھ ہدیہ بھی پیش کیا جو کاغذ میں بندھا ہوا تھا جب اس کاغذ کو کھولا تو اندر ایک دستی رومال کے اندر ایک ڈبہ لپٹا ہوا تھا اور اس ڈبے میں ایک رومال میں لپٹی ہوئی چینی پتھر کی بنی ہوئی چڑیا کی مورتی تھی بہرحال دو رومال ۲ ور ایک مورتی، حضرت نے فرمایا کہ دعا کے لئے اس ہدیہ کی ضرورت نہیں اس کے بغیر بھی میں دعا کروں گا تو اس عورت نے جواب دیا کہ دعا کی وجہ سے یہ میں نہیں لائی۔ اس کا دعا سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ویسے ہی خوشی سے لائی ہوں تب حضرت نے وہ قبول فرمایا وہ عورت چلی گئی۔ اس کے بعد حضرت نے آرام فرمایا، چونکہ کئی دن سے بے خوابی چل رہی تھی اس لئے حضرت کو نیند آگئی۔ عصر کی نماز مجمع کے ساتھ نہیں پڑھی بلکہ غروب سے پون گھنٹہ پہلے جگا کر استنجاء وضو کرایا۔ اس کے بعد اپنی نماز عصر پڑھی اور تھوڑی دیر کے بعد پھر مغرب پڑھی۔ مغرب کے بعد اپنے معمولات پورے کرتے رہے اس کے بعد عشاء پڑھی۔ پھر آرام فرمایا۔ مگر رات بھر نیند نہیں آئی۔ بار بار پیشاب کا تقاضا ہوتا رہا اور جاگتے ہوئے ہی رات گذر گئی۔

۸ ستمبر ۸ ذی قعدہ منگل چونکہ رات بھر نیند نہیں آئی تھی۔ فجر کی نماز پڑھ کر لیٹے مگر نیند دن میں بھی نہیں آئی۔ ایک قسم کی پریشانی کی کیفیت رہی ظہر کے وقت سعودی مجلہ المسلمون جو لندن سے نکلتا ہے کی نمائندہ عفاف زین آئی۔ یہ تو بہت پہلے سے مدرسہ میں مولوی عبدالحفیظ صاحب مولوی یوسف سے کچھ پوچھتی رہی اور اس نے حضرت سے بھی انٹرویو کی شکل میں چند سوالات کئے۔ پہلے تو مولوی عبدالحفیظ صاحب اور مولوی یوسف صاحب وغیرہ سے انٹرویو لیتی رہی اس کے بعد اس نے حضرت کو سلام کرنے اور دعار کی درخواست کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مولوی یوسف نے آکر اجازت لی اجازت

ملنے پردہ برقعہ میں آئی اور اس نے ہندوستان پر انگریزی استعمار اور یہاں مسلمانوں کے درمیان میں اختلاف میں انگریز کے اشارہ کا امکان نیز اخیر میں اس نے تصوف کے متعلق چند سوالات کئے۔ پھر یہاں سے اٹھی اور دروازہ سے نکلتے ہی اس نے برقع سر سے اُتار کر ہاتھوں میں لے لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد فوٹو لینے والا انگریز آیا چونکہ وہ پہلے حضرت کی تصویر کے لئے اصرار کرتا رہا۔ مگر جب اس کو بتایا گیا کہ یہ میرے مذہب میں جائز نہیں ہے تو پھر اس نے کہا کہ پھر حضرت کے دروازہ کا فوٹو لے لوں۔ چنانچہ اس نے آکر حجرہ مبارکہ کے دروازے کا فوٹو لیا اس سے پہلے وہ مدرسہ کے مختلف حصوں کا فوٹو لے چکا تھا۔ ظہر اور عصر اپنے حجرہ ہی میں پڑھی۔ عصر کے بعد مجلس بھی نہیں ہوئی۔ آرام ہی فرماتے رہے۔ بخار گھبراہٹ رہی۔ کچھ لوگ بیعت والے تھے ان کو حجرہ پر بلوا کر بیعت کرادی گئی۔ اللہ جل شانہٗ حضرت والا کو صحت وقوت عطا فرمائے۔

۹ستمبر ۹ ذی قعدہ بدھ فجر کی نماز پڑھی گئی مگر بخار کی وجہ سے رات بھی نیند نہیں آئی۔ اور صبح کو بھی نیند نہیں آئی۔ گھبراہٹ کی کیفیت رہی سارا دن اسی حال میں گزرا۔ ظہر کے قریب کچھ طبیعت میں سکون ہوا ڈاکٹر مسعود علی بیگ صاحب موصوف اصل حیدرآباد ہند کے رہنے والے ہیں تقریباً ۱۸-۲۰ سال سے یہاں برطانیہ میں آئے ہوئے ہیں اپنی پرائیوٹ ڈاکٹری کرتے ہیں۔ ہولکمب برُوک میں ان کا قیام ہے۔ بڑے ہی خلیق، ملنسار انسان ہیں۔ دارالعلوم کے طلبا کا علاج بھی موصوف ہی کرتے ہیں آئے اور ہسپتال لے جانے کے لئے مشورے ہوتے رہے۔ طے تو پہلے ہی یہ ہو چکا تھا کہ چونکہ خون کی کمی ہے۔ نیز کچھ بلغم خون وغیرہ کا ٹسٹ بھی کرنا ہے اس لئے سہولت

اسی میں ہے کہ اسپتال ہی میں لے چلا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب پرائیوٹ ہسپتال میں خالی جگہ معلوم کرتے رہے۔ معلوم ہوا کہ ایک ہسپتال میں جگہ ہے۔ مگر کمرے میں صرف ایک خادم کو ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔ حالانکہ ضرورت تین خادموں کی پڑتی ہے اس لئے بڑی جنرل ہسپتال سے رابطہ قائم کیا گیا معلوم ہوا کہ ابھی تو کوئی جگہ خالی نہیں ہے البتہ کل شام کو ۴ بجے تک ایک کمرہ خالی ہو جائے گا۔ شام کو عصر کے بعد کی مجلس بایں طور ہوئی کہ حضرت مدظلہٗ اپنے حجرہ مبارکہ میں آرام فرما رہے تھے۔ مجمع کمرے کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔ اور لاؤڈ سپیکر کمرے ہی میں رکھ دیا گیا۔ یہیں سے بچوں کے قرآن کی بسم اللہ ملک عبدالحفیظ صاحب نے کرائی۔ اس کے بعد بیعت نجیب اللہ نے کرائی۔ پھر دعا ہوئی۔ اس کے بعد نجیب اللہ نے چہل حدیث پڑھی کہ پڑھنے والوں میں سے کوئی موجود نہیں تھا اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی آج بھی مجمع اچھا خاصا تھا۔ چونکہ عشاء کے بعد مصافحہ کا دن تھا۔ مگر طبیعت کی خرابی کی وجہ سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ مصافحہ نہیں ہوگا۔ صرف زیارت ہوگی۔ چنانچہ مجمع قطار میں چلتا رہا۔ اور زیارت کرتا رہا۔ اس کے بعد تیل کی مالش کر کے لٹا دیا گیا۔ بخار کی وجہ سے رات بھر نیند نہیں آئی نیز کھانسی کا بھی زور رہا۔

۱۰ ستمبر ۱۰ ذی قعدہ جمعرات فجر کی نماز اپنی علیحدہ پڑھی۔ اس کے بعد لٹا دیا گیا مگر نیند نہیں آئی طبیعت میں ایک قسم کی بے چینی رہی۔ جوں توں کر کے ظہر کا وقت ہوا۔ اپنی ظہر پڑھ کر لٹا دیا گیا۔ آج ہسپتال جانا ہے۔ چنانچہ ۵ بجے حضرت کو اٹھا کر استنجاء سے فارغ کرا کر مدرسہ کے دروازہ پر آئے کھلی ہوئی گاڑی بڑی سی موجود تھی حضرت کو کرسی پر ہی بیٹھے ہوئے گاڑی کے اندر کرسی رکھ دی گئی۔ ہم خدام بیٹھ گئے۔ آگے مولوی عبدالحفیظ صاحب

مولوی عبدالرحیم اور پیچھے بھائی ابوالحسن مولوی یوسف نجیب اللہ سہیل تھے۔ گاڑی میں بٹھانے کے بعد مولانا عبدالحفیظ صاحب نے ۳ منٹ کی دعا کرائی۔ دعا رقت انگیز تھی۔ مجمع خوب پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ اور حضرت مدظلہٗ کے لئے دعا صحت کی۔ دارالعلوم سے ۵/۲۸ پر روانہ ہوئے۔ گاڑی چلانے والے بھائی ابراہیم سعید تھے۔ ۵/۴۵ پر بری جنرل ہسپتال پہنچے اور گاڑی سے اُتر کر لفٹ کے ذریعہ دوسری منزل پر گئے۔ اور وہاں کمرہ ۷۲ جو بک کرایا گیا تھا اس میں گئے جاتے ہی پہلے ایک مصری ڈاکٹر جس کا نام نیاز تھا آیا۔ اس نے سلام مصافحہ کیا۔ باتیں کرتا رہا۔ اس نے نبض۔ بلڈ پریشر وغیرہ دیکھا۔ اس کے بعد ہسپتال کی نرس آئی اس نے بھی یہی دو چیزیں دیکھیں اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے چلی گئی۔ واضح رہے کہ اب تک حضرت مدظلہ کا بلڈ پریشر کبھی بھی خراب نہیں ہوا۔ اور کسی ڈاکٹر نے بھی اب تک کوئی کمی نہیں بتلائی اس کے بعد ڈاکٹر جیلانی تو حضرت کے اصل معالج ثابت ہوئے۔ ان کو ٹیلیفون سے اطلاع دی گئی کہ ہم اسپتال پہنچ گئے ہیں۔ انھوں نے سات بجے آنے کے لئے بتلایا۔ چنانچہ ۷ بجے وہ آئے۔ نبض۔ پیٹ۔ پیٹھ دیکھا۔ نرس کو بلا کر بتایا کہ حضرت کا پیشاب، پاخانہ۔ بلغم سب لینا ہے اور خون لینے اور ایکسرے کرنے کے لئے بتلایا کہ انشاء اللہ کل صبح حضرت کا سب کچھ کریں گے۔ اس کے بعد ڈاکٹر جیلانی نے نرس سے کہہ کر پیشاب آور ایک گولی دلوائی۔ حضرت کو استعمال کرائی گئی۔ اور یہ بتلا کر چلا گیا کہ اس وقت سے صبح تک حضرت کو کم از کم دو لیٹر پانی پلائیں۔ اور جتنے مرتبہ پیشاب آئے وہ سب نرس کو دیتے رہیں نیز اب سے صبح تک تین مرتبہ کا پاخانہ چاہیئے۔ پیشاب دو مرتبہ آیا اس کے بعد حضرت کو ضعف زیادہ محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ نرس نے آکر طاقت کی ایک

ولی دی۔ اس کے بعد سے الحمدللہ طبیعت پر وہ ضعف کا احساس نہیں رہا
گو کہ ضعف بہت ہے۔ اس کے بعد رات میں سونے کے وقت تک دو مرتبہ نرس
نے آکر بخار دیکھا اور بلڈ پریشر دیکھا۔ عشاء پڑھ کر حضرت مدظلہٗ کو لٹا دیا
گیا۔ حضرت کے ساتھ اس حجرہ میں بھائی ابوالحسن اور نجیب اللہ سوئے
اور سہیل کو دوسرے کمرے میں سونے کی جگہ دی کہ بڑی مشکل سے حضرت کے
ساتھ دو خادم کی اجازت ہوئی اور تین کے بغیر یہاں کام نہیں چلتا کہ
ہر وقت قدمچہ پر بٹھانے کے لئے تین آدمیوں کی ضرورت پڑتی ہے ویسے
بھی یہاں کے مخلصین نے ۲-۲ آدمیوں کی ڈیوٹی لگا لی کہ ۱۲ گھنٹے فلاں
دو آدمی رہیں گے اور ۱۲ گھنٹے فلاں فلاں رہیں گے۔ چنانچہ آج رات بس
رشید خاں بولٹن اور بھائی حنیف عملہ بولٹن رہے اللہ تعالیٰ ان دونوں
کو بہت ہی جزائے خیر مرحمت فرمائے ویسے بار بار دارالعلوم سے مولوی
یوسف مولوی عبدالحفیظ صاحب وغیرہم آتے جاتے رہے۔ مغرب سے کچھ
پہلے ڈاکٹر بیگ صاحب بھی آئے اور انھوں نے بھی تسلی دی کہ سب کچھ
ٹھیک ہے صرف خون کی کمی ہے وہ یہاں دیا انشاء اللہ سفر سے پہلے پہلے
آپ کا یہ سارا ضعف ختم ہو جائے گا۔ اور بہت اطمینان سے سفر پورا ہو گا۔
آدھ گھنٹہ سے زیادہ انھوں نے اِدھر اُدھر کی باتوں میں لے لیا۔ اس کے
بعد نماز مغرب پڑھی۔ پھر ساتھی لوگ کھانا لے کر آگئے۔ کھانا کھایا۔ اس
کے بعد عشاء پڑھی۔ پھر حضرت کو تیل کی مالش کر کے لٹا دیا مگر رات
بھر نیند کا کوئی سوال نہ رہا کہ ڈاکٹر نے پیشاب آور گولی دے رکھی تھی۔
رات بھر کبھی ۵ منٹ پر کبھی دس منٹ کبھی دو تین منٹ پر بھی پیشاب
آجاتا کیا کہ نرس گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد آتی رہی اور بخار دیکھتی رہی۔

۱۱؍ستمبر ۱۱ ذی قعدہ جمعہ فجر کی نماز بامامت نجیب اللہ پڑھی۔ بلکہ ہسپتال میں جب سے آئے نجیب اللہ ہی نماز پڑھاتا رہا کہ نماز پڑھنے والے ہم تین ہی آدمی رہتے ہیں فجر کے بعد لٹا دیا گیا مگر کثرت بول کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ چونکہ رات بھی کثرت بول کی گولی دی گئی تھی۔ نرس ہر گھنٹے کے بعد آتی رہی اور بخار اور بلڈ پریشر دیکھتی رہی ڈاکٹر جیلانی چونکہ کل ہی بتلا گئے تھے کہ آج پیشاب، خون، بلغم پائخانہ سب لینا ہے چنانچہ جب سے ہسپتال میں آئے جتنا پانی پیا جاتا رہا اور اس کے علاوہ یخنی جوس جو کچھ پیا جاتا رہا اس کی پیمائش کے لحاظ سے پانی ایک الگ برتن میں رکھا جاتا رہا۔ اور جب جب پیشاب آتا رہا وہ نرس کو حوالہ کیا جاتا رہا تاکہ یہ موازنہ کیا جا سکے کہ کتنا پانی پیا گیا اور کتنا پیشاب آیا۔ نیز صبح کو بلغم بھی دیا گیا مگر پائخانہ ہوا اس لئے نہ دیا گیا۔ بعد پر اس ہسپتال کا ڈاکٹر جس کا نام نادر ہے وہ آیا اور آتے ہی اس نے سب سے پہلے داہنے ہاتھ کے رگ سے خون نکالنا شروع کیا۔ لیکن خون کا پریشر کم ہونے کی وجہ سے صرف ایک شیشی خون بمشکل نکال سکا اور بتلانے لگا کہ رگیں بہت ہی کمزور ہیں اس لئے ان سے خون پورا نہیں آیا۔ بھائی ابوالحسن ان سے یہ بھی کہتے رہے کہ پہلے خون کافی مقدار میں نکالا جا چکا ہے۔ پھر اتنی مقدار۔ چنانچہ وہ ڈاکٹر نادر گیا اور وہ نمک والا پانی لایا اور اس نے پھر دوسری رگ میں سوئی لگائی جو کافی بڑی اور موٹی تھی۔ اور پہلے دو شیشی خون نکالا اور اسی سوئی کے ساتھ نمک والے پانی کو جوڑ دیا اور وہ پانی پلاسٹک کی تھیلی میں تھا۔ اس کو اپنے لوہے کے اوپر لٹکا دیا۔ اور ہلکا ہلکا یہ پانی نالیوں میں جاتا رہا اور یہ کہہ خون نکالا ہوا لے کر چلا گیا کہ پہلے اس کو دیکھیں گے اور چڑھانے والے خون کے نمبر کے ساتھ ملائیں گے کہ کس نمبر کا خون حضرت کے خون کے موافق ہے۔ یہ نمک کا پانی اس لئے دیا گیا تاکہ رگیں کھل جائیں اور

جب خون ڈالا جائے تو اطمینان سے ساری رگوں میں جا سکے آج جمعہ کا دن تھا۔
مگر جمعہ کی نماز کا مشورہ نہیں ہوا بلکہ ظہر کی نماز ہی پڑھنی طے ہوئی چنانچہ ۱/۲-۵ پر
نجیب اللہ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ۵/۴۵-۵ پر اول وقت میں عصر پڑھی اس
کے بعد ۶ بجے کے قریب ماچسٹر سے خون آیا۔ ظہر سے کچھ پہلے نمک کے پانی کو
چڑھانا شروع ہونے کے بعد ڈاکٹر جیلانی صاحب بھی آئے۔ انھوں نے بھی آکر
دیکھا چونکہ ساتھی کے علاوہ تقریباً دو سو لفر بقول بھائی ابراہیم سعید حضرت کو
اپنا اپنا خون دینے کے لئے تیار تھے بھائی ابو الحسن نے کل حضرت سے یہ عرض
بھی کیا تھا کہ ہم ساتھی اپنا خون دینا چاہتے ہیں۔ حضرت کے خون کے ساتھ
جس کے خون کا توافق ہو جائے گا وہ خون دے گا مگر حضرت بار بار انکار فرماتے
رہے کہ نہیں میں کسی کا خون نکال کر اپنے اندر داخل نہیں کروانا چاہتا۔ چنانچہ
یہ بات بھائی ابراہیم سعید نے کل نرس سے کہی اس نے ڈاکٹر نادر سے کہا ڈاکٹر
نادر نے اپنے سر سے یہ وبال ٹالتے ہوئے ڈاکٹر جیلانی سے ساتھیوں کی اس
خواہش کا اظہار کیا تو انھوں نے انکار کیا اور وجہ یہ بتائی کہ ساتھیوں کے
خون کو ٹیسٹ کرنے میں کئی دن بلکہ ہفتہ لگ جائے گا۔ نیز اس میں بہت ساری
دقتیں ہیں۔ ساتھ ہی چند یوم کے بعد آپ کو سفر کرنا ہے لہذا یہ مناسب نہیں
نجیب اللہ نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت تمنا تو یہی تھی کہ تھوڑا سا خون
یا جتنا خون لینے کی ضرورت ہو اپنی خدمت پیش کر دوں مگر ڈاکٹر ہی اس پر
راضی نہیں ہے، حضرت نے فرمایا پیارو میں کسی کا خون لینا نہیں چاہتا وغیرہ۔
بہر حال نرس نے آکر ۱/۲-۶ پر اسی سوئی میں خون کی بوتل لگا دی کہ پلاسٹک کا
یہ تھیلا اوپر ٹکا دیا۔ اور نالی کے ذریعہ سے خون رگ میں ڈال دیا۔ اور پانی کی
بوتل کو ہٹا دیا۔ خون چڑھانے کی رفتار پانچ سکنڈ میں ایک قطرہ تھی۔

۱۱ بجے پر عشاء کے بعد پلاسٹک کی تھیلی کا خون ختم ہوا۔ تو اس تھیلی کو ہٹا کر خون کی دوسری تھیلی ۱۱ بجے سے شروع ہوئی اور اس کی رفتار بھی پانچ سکنڈ میں ایک قطرہ تھی۔ واضح رہے کہ نرس ہر پون گھنٹہ ایک گھنٹہ کے بعد آتی ہے اور بخار اور بلڈ پریشر چیک کر کے جاتی ہے اس کے علاوہ نرسیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ نمک کی پانی والی بوتل جب چڑھ رہی تھی اسی کے دوران دو نرسیں ایک بہت بڑی مشین لے کر آئیں۔ اور دل وغیرہ کا معائنہ کر کے لے گئیں کہ اس کو دیکھ کر ڈاکٹر اپنی رپورٹ لکھے گا۔ واضح رہے کہ بری جنرل ہسپتال جو ہے نیچے کی منزل خالص سرکاری ہے۔ اس میں مریضوں سے کسی قسم کی کوئی فیس وغیرہ نہیں لی جاتی۔ بخلاف اس کے اوپر کے حصے کے کہ یہ پرائیوٹ ہے۔ یہاں کا نظام یہ ہے کہ ڈاکٹر عملہ وغیرہ سب سرکاری ہوتا ہے عمارت سرکاری ہوتی ہے مگر یہ مریض دوسرے ڈاکٹروں کے ہوتے ہیں۔ جس کا علاج حکومت کی تحویل میں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مکان کا کرایہ، دواؤں وغیرہ کا بل اخیر میں مریض کے پاس آجاتا ہے۔ مریض یہ پیسے حکومت میں جمع کرا دیتا ہے اور ڈاکٹروں اور نرسوں کی فیس تنخواہ وغیرہ براہ راست حکومت ہی دے دیتی ہے آج دن بھر دار العلوم بری کے اساتذہ اپنے رفقاء سفر نیز مقامی حضرات ملاقات کے لئے آتے رہے اور زیارت کر کے جاتے رہے ۲ بجے رات تک بھائی ابراہیم سعید صاحب اور یعقوب صاحب احمد آبادی یہاں ٹھہرے رہے اور دوسری بیرونی ضروریات کو پورا کرنے میں لگے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کی مساعی کو قبول فرمائے تیسری خون کی تھیلی ۵ بجے رات میں چڑھانی شروع ہوئی۔ خون چڑھانے کے دوران ایک خاص بات یہ پیش آئی کہ پہلی بوتل جب چڑھ رہی تھی تو فرماتے رہے کہ کچھ

قوت محسوس ہو رہی ہے۔ مگر جب دوسری بوتل چڑھنی شروع ہوئی تو حضرت فرمانے لگے کہ ضعف بہت ہو رہا ہے اور آہستہ آہستہ ضعف بڑھتا گیا۔

۱۲ ستمبر ۱۲/ ذی قعدہ بار۔ فجر کی نماز کسی طرح ادا کرادی گئی کہ تیمم سے کل ہی سے ساری نمازیں پڑھتے رہے۔ نماز کے بعد ضعف بھی زیادہ بڑھتا جارہا ہے اور کھانسی کی شدت اور کمزوری کی وجہ سے آواز بھی بیٹھ گئی ہے۔ اب کچھ بات بھی زیادہ نہیں کر پاتے یہ آخری خون کی بوتل بہت آہستہ کام کرایا جارہا ہے کہ بقول ڈاکٹروں کے جتنی زیادہ دیر میں یہ چڑھے اتنا ہی زیادہ مفید ہوگا۔ مگر ایک نئی کیفیت پیدا یہ ہو رہی ہے کہ دونوں آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور منہ بھی کھلا ہوا ہے اور نیند آرہی ہے۔ بلکہ سو رہے ہیں چہرہ مبارک سے ضعف اور ایک خاص قسم کی پریشانی خدام کو ہو رہی ہے۔ نرسیں اور ڈاکٹر بار بار آتے ہیں بلڈ پریشر دیکھ رہے ہیں۔ اور ہر قسم سے اطمینان دلا رہے ہیں کہ کسی قسم کی کوئی بات نہیں صرف ضعف کی زیادتی ہے مگر تعجب ہے کہ خون دیا جارہا ہے پھر بھی ضعف میں کمی نہیں آرہی ہے۔ صبح ہی ڈاکٹر جیلانی کو فون کر کے کیفیت بتلائی گئی۔ فوراً ہی اس نے یہاں کے اسٹاف سے دریافت کیا۔ ڈاکٹر نادر جو اس ہسپتال کا بڑا ڈاکٹر ہے وہ بھی آیا اس نے بھی دیکھا۔ ڈاکٹر جیلانی نے بتلایا کہ میں جلد آرہا ہوں ۹ بجے کے قریب یہ بتلایا گیا کہ تھوڑی دیر میں نیچے ایکسرے کے لئے حضرت کو ایکسرے روم میں جانا ہے چنانچہ اسٹیچر لے کر ایک مرد آیا۔ حضرت کو چارپائی پر سے اٹھا کر اس پر لٹا دیا گیا اور ۹/۵ پر ایکسرے کے لئے چلے۔ چونکہ قیام دوسری منزل پر روم نمبر ۔ میں ہے اور ایکسرے کی مشینیں نیچے ہیں چنانچہ لفٹ کے ذریعہ نیچے گئے۔ اس وقت ہم کل پانچ نفر یہاں تھے۔ بھائی ابوالحسن۔ نجیب اللہ۔ سہیل۔ رشید بھائی۔ حنیف بھائی۔

مؤخر الذکر دونوں یومیہ مغرب کے وقت سے لے کر رات پوری یہیں پر گزارتے ہیں۔ اور دوسرے روز ۱۱-۱۲ بجے اپنے گھروں کو کسی کے آنے کے بعد جاتے ہیں۔ چنانچہ خون کی بوتل ایک نرس نے اپنے ہاتھ میں لی اور دو طرف سے بھائی ابوالحسن اور نجیب اللہ سہارا دئے ایکسرے روم پہ گئے۔ ایکسرے کے کمرے میں جو کہ پوری صرف مشینوں سے بھری ہوئی ہے کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔ مگر ہمارے جانے کے لئے ڈاکٹر جیلانی صاحب نے پہلے سے کہہ رکھا تھا کہ ان کے ساتھ خادموں کو جانے سے روکا نہ جائے۔ چنانچہ ایکسرے روم میں لے جاکر ایکسرے کے تخت پر لٹا دیا۔ اور کری اور سوئٹر نکال دیا چونکہ ایک ہاتھ میں خون چڑھ رہا تھا۔ اس لئے بائیں ہاتھ اور بدن سے کپڑے اتار کر دائیں مونڈھے کے پاس جمع کر دیا۔ اس کے بعد پہلے سینے کا۔ پھر پیٹ۔ جگر۔ دماغ۔ سر کے دائیں اور بائیں حصہ کا الگ الگ۔ دونوں ہتھیلیوں کا غرضیکہ ۱۹ عدد ایکسرے لئے گئے حضرت کو کروٹ بھی دینی پڑی۔ حضرت پر ضعف کے غلبہ کی وجہ سے مکمل خاموشی۔ وہی کیفیت۔ دونوں آنکھیں کھلی ہوئی۔ منہ کھلا ہوا ایکسرے پہ عموماً بہت دیر لگا کرتی ہے۔ حضرت کے لئے ڈاکٹر جیلانی کی تاکید کی وجہ سے سارے ایکسرے ایک ہی وقت میں لئے گئے۔ جس میں ۳۵ منٹ لگے۔ اس کے بعد جلد پر ایکسرے روم سے چل کر پھر لفٹ کے ذریعہ اوپر آ گئے۔ گویا کہ ہفتوں کا کام بحمداللہ ایک گھنٹے میں تقریباً پورا ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت کو لاکر پھر لٹا دیا۔ مگر کیفیت بدستور رہی۔ چنانچہ ۱۲ بجے ڈاکٹر جیلانی اور ڈاکٹر بیگ صاحب آئے۔ پہلے انھوں نے کھانے پینے اور پیشاب وغیرہ کی رپورٹیں دیکھیں۔ پھر حضرت کے حجرہ میں آئے دیکھا۔ نبض بلڈ پریشر ساری چیزیں ٹھیک تھیں۔ انھوں نے اطمینان دلایا کہ کوئی بات نہیں ٹھیک چل رہی ہے۔

باقی ان کیفیتوں کے متعلق بتلایا کہ فکر کی بات نہیں۔ خون چڑھنے اور کئی دن سے چونکہ نیند نہیں آرہی تھی اس لئے یہ ساری کیفیات ہیں۔ سب ٹھیک ہو جائیں گی۔ اس دوران جس نالی سے خون دیا جا رہا تھا اس میں کچھ ہوا معلوم ہوئی جس کی وجہ سے خون رُک رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے نالی کو نکال کر کچھ خون نکال کر ہوا کو ختم کیا۔ پھر اس نالی کو سوئی کے ساتھ لگا دیا۔ جب ڈاکٹر جیلانی آئے اس وقت ڈاکٹر نادر بھی آگئے تھے۔ اور انہوں نے بھی یہ کام کیا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد یہ خون کی بوتل بھی ختم ہوئی چنانچہ ۱۲ بجے پر سوئی نس سے نکال دی گئی۔ جب ڈاکٹر آئے تو انہوں نے ایک پُٹاسن کی گولی بھی دلوائی۔ الحمد للہ کہ سوئی نکالنے کے بعد طبیعت بہتر ہونی شروع ہوئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بات چیت بھی فرمائی۔ اور عصر تک تو الحمد للہ چہرۂ مبارک ہشاش بشاش تھا۔ آہستہ آہستہ ضعف بھی دُور ہو رہا ہے۔ ظہر اول وقت میں پڑھا کر لٹا دیا۔ الحمد للہ عصر تک اچھی نیند آئی۔ عصر آخر وقت میں پڑھی۔ آج کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ حضرت کی مجبوری کی وجہ سے اب وضو لمبے وقفہ تک نہیں ٹھہرتا پیشاب بار بار آتا ہے مگر آج عصر کے وضو سے مغرب۔ عشاء تینوں نمازیں ادا فرمائیں۔ رفقاء اور احباب ملنے کے لئے خوب آتے رہے اور حضرت سب سے مصافحہ فرماتے رہے۔ الحمد للہ رات بھر بھوک بھی لگی اور کچھ یخنی۔ انڈا نوش بھی فرمایا۔ عشاء کی نماز کے بعد جلدی لٹا دیا گیا۔ چنانچہ رات کو نیند بھی آئی۔ مگر رات کو ۲ بجے ایک ڈاکٹر چپکے سے کمرہ میں حضرت کو دیکھنے کے لئے داخل ہوا۔ بھائی ابوالحسن اور نجیب اللہ دونوں سو رہے تھے کہ دو راتوں سے سونا نہیں مل رہا تھا۔ ڈاکٹر کے کمرہ میں داخل ہونے کی وجہ سے حضرت نے پہلے تو بھائی ابوالحسن کو آواز دی مگر حضرت کا گلا کھانسی کی

وجہ سے بیٹھ رہا ہے آواز بھی نہیں نکلتی۔ کان لگا کر بات سننے سے سمجھ میں آتی ہے۔ چنانچہ آواز نہ آنے کی وجہ سے ہم دونوں میں سے کوئی بیدار نہ ہوئے۔ چنانچہ ڈاکٹر ہی نے ابوالحسن کو اٹھایا۔ اس کی تفصیل حضرت نے تحریر کرائی۔ حضرت نے صبح اٹھتے ہی نجیب اللہ سے فرمایا کہ رات ایک عجیب بات پیش آئی۔ رجسٹر ہے اس پر لکھوانا ہے۔ حضرت سے بندہ نے عرض کیا۔ کہ رجسٹر تو دارالعلوم ہی میں ہے یہاں تو صرف خاص ضرورت کی چیزیں لایا تھا۔ تو فرمایا کہ کاغذ پر لکھ لو۔ اس کو رجسٹر پر نقل کر دینا۔ چنانچہ حضرت نے وہ املا کرایا جو بعینہ درج ہے :۔

” مجھے رات کو نیند کئی مہینے سے نہیں آرہی اور دن میں تھوڑی تھوڑی کسی وقت آجاتی ہے۔ ۱۲ ستمبر (اتوار) کی رات کو سب سو رہے تھے اور میں لحاف اوڑھے لیٹا ہوا تھا کہ ۲ بجے ایک عورت آئی اور بہت چپکے سے میرا لحاف اٹھایا میں تو جاگ رہا تھا اور سب سو رہے تھے۔ میں نے ابوالحسن کو آوازیں دیں۔ مگر میری آواز نہیں نکل رہی تھی۔ (میں آواز دیتا رہا) اس کے منع کرنے پر میں جب نہیں مانا تو اس نے خود ابوالحسن کو جگایا کہ تم سب بے خبر سو گئے اور یہ بیچاری مسلط ہے اس نے بڑے غور سے سینہ اور بلڈ پریشر اور نہ معلوم کیا کیا دیکھا۔ چلتے وقت ابوالحسن سے کہہ گئی یہ آواز تو میں بہانہ کے طور پر لائی تھی۔ میرا صورت دیکھنے کو جی چاہ رہا تھا۔ میں تو اس کو عورت ہی سمجھتا رہا مگر ابوالحسن نے بتایا کہ یہ تو یہاں کا سب سے بڑا (انگریز) ڈاکٹر ہے۔ یہاں داڑھی تو کسی کے ہوتی نہیں ہوتی عورتوں کے سر پر بال ہوں چلتے وقت میرا بڑا شکریہ ادا کر گیا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ سب سے بڑا ڈاکٹر بھی آتے ہوئے اتنا ڈرے کہ بہانہ چاہیے۔ ابوالحسن نے کہا کہ وہ اپنے قانون کے پابند زیادہ ہوتے

ہیں۔ اس نے کہا میرا بڑی دیر سے جی چاہ رہا تھا دیکھنے کو (میرا) بہت ہی جی خوش ہوا۔ (اس کے اس کہنے پر) واضح رہے اس ڈاکٹر کو اور اس کے ساتھ ایک نرس کو جس کی ڈیوٹی رات کو تھی حضرت نے بے مزح کے سموسے مرحمت فرمائے۔ جس کو لے کر وہ بہت خوش ہوئے تھے اور بہت شکریہ ادا کیا تھا۔ گزشتہ رات بھی دو تین نرسوں کو کباب مرحمت فرمائے تھے۔ ان عورتوں نے کھانے کے بعد بڑی تعریف کی تھی کہ یہ تو بہت عمدہ چیز ہے اور اس کا نام بھی پوچھا گیا۔ تو بتلایا گیا تھا کہ اس کا نام شامی کباب ہے۔ آج دن میں اور رات میں انفاس العارفین سنتے رہے اور بار بار فرماتے پیارے کچھ سنا دے۔ کتابوں میں میرا بہت جی لگے ہے۔ مولوی یوسف تتلا نے بتلایا کہ افریقہ وغیرہ ہر جگہ لوگوں کو خبر ہو چکی ہے کہ حضرت ہسپتال میں ہیں۔ اور ختم لیبن اور ختم خواجگان ہر جگہ ہو رہی ہے اور خوب دعائیں بھی ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت و قوت و عافیت کے ساتھ ہم گمشدگان راہ کے لئے تادیر زندہ و سلامت رکھے۔

۱۳ ستمبر ۱۳ ذی قعدہ اتوار فجر کی نماز کے لئے اول وقت پر اٹھ گئے۔ استنجا وضو سے فارغ ہو کر فجر پڑھی اس کے بعد نجیب اللہ نے تیل کی مالش کی پھر لٹا دیا۔ الحمد للہ اچھی نیند آئی۔ ۱۱ بجے کے قریب بیدار ہوئے رفقاء سفر اور مقامی احباب ملنے کے لئے آتے رہے ۳ بجے ظہر ادا فرمائی۔ ظہر سے پہلے نجیب اللہ شاہ ولی اللہ صاحب کی انفاس العارفین سناتا رہا۔ ظہر کے بعد آرام فرمایا۔ عصر کی نماز اپنے وقت پر ادا فرمائی۔ عصر کے بعد ایک نو مسلم جن کا نام یوسف اسلام ہے ملنے کے لئے آئے۔ موصوف مسلمان ہونے سے پہلے انگلینڈ کے مشہور و معروف اور اونچے درجے کے گانا گانے

والوں میں سے تھے۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن پر ان کے گانے ساری دنیا میں جاتے تھے مگر جب اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اور پھر ایک عرب سے ان کا سابقہ پڑ گیا ان عرب صاحب نے ان کو گانا گانے کی اجازت دیدی اور کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ اسلام کی حالت میں بھی دو سال تک گاتے رہے اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے ان کو ہدایت کرنی تھی کہ وہ عرب صاحب بدعتی تھے جنھوں نے ان کو ایسی باتیں بتلائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مولوی یوسف متالا کے پاس ابراہیم سعید کے ذریعہ پہنچا دیا پھر انہوں نے موصوف کو بتلایا اس کے بعد سے یہ گانا گانے سے بھی تائب ہو گئے۔ اور انھوں نے یہ بھی پوچھا کہ اسلام لانے سے پہلے اور بعد جو پونڈ ہم نے حاصل کئے وہ کیسے ہیں۔ بہرحال ان کو مسائل بتائے گئے۔ موصوف نے جیسے ایک زمانہ تک لوگوں کو گانا سنایا اس کی تلافی مافات میں حروف تہجی کے اوپر انہوں نے نظم کہی ہے اور بہت ہی بہترین کہی ہے مثلاً الف سے اللہ پھر اللہ کی تشریح با سے بسم اللہ پھر بسم اللہ کی تشریح تا سے تقویٰ پھر تقویٰ کی تشریح بہت ہی عمدہ کہی ہے اور مولوی یوسف کے کہنے پر انہوں نے وہ نظم حضرت مدظلہ کو سنائی اور سنانے کے بعد حضرت سے پوچھا بھی کہ یہ مقبول ہے۔ جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا انشاء اللہ مقبول ہے۔ واضح رہے کہ یہ نظم انگریزی ہی میں کہی ہے۔ اب موصوف نے لندن شہر ہی میں کسی مسجد کے متصل ایک مکان لے رکھا ہے اور وہاں سے اب دینی خدمات کی طرف متوجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ حضرت کے پاس سے نکلے تو یہاں سے نرسوں کو پتہ چلا کہ یہ فلاں گویا ہے۔ چنانچہ اس نے یوسف اسلام صاحب سے اسلام میں داخل

ہونے کے اسباب پوچھے جس میں یہ بھی سوال تھا کہ کیا اسلام اور مسلمانوں کا خدا اور ہے اور نصاریٰ کا اور ہے۔ موصوف نے اس نرس کو بہت ہی اچھے اور عمدہ پیرایہ میں سمجھایا اور اس کو گویا اسلام کی ایک طرح سے دعوت دیدی ایک نرس کو اپنی تسبیح جو پڑھ رہے تھے دیدی اور دوسرے سے انگریزی میں قرآن دینے کا وعدہ کیا چونکہ موصوف کو لندن واپس جانا تھا ٹرین کا وقت بہت قریب تھا۔ اس لئے روانہ ہو گئے۔ جو صاحب ان کو لندن سے اپنے ہمراہ لائے تھے (گو کہ ان کو یہاں آنے کی دعوت بھائی ابراہیم سعید نے دی تھی۔ جس پر وہ آئے تھے) وہ حضرت سے بیعت بھی ہوئے پھر سب چلے گئے۔ حضرت نے مغرب کی نماز کے بعد کچھ وظائف و معمولات پورے فرمائے پھر عشاء پڑھی۔ اس کے بعد کچھ تناول فرمایا۔ پھر آرام فرمایا آج بھی کئی دفعہ بلڈ پریشر اور نبض دیکھی گئی۔ الحمدللہ سب ٹھیک ہے۔ رات میں الحمدللہ نیند بھی آئی مگر شروع رات میں اس کے بعد تو بیداری زیادہ رہی۔

آج عشاء کے قریب جدہ سے قادر اللہ صدیقی حیدر آبادی یہاں پہنچے۔ تاکہ حضرت کی رفاقت یا یوں کہیں کہ حضرت کے استقبال میں وہ یہاں تک آئے۔

۱۴ ستمبر ۱۴/ ذی قعدہ پیر فجر کی نماز پڑھ کر لٹا دیا گیا۔ الحمدللہ کچھ نیند آئی لیکن آج ہسپتال سے رخصت ہونے کا دن ہے۔ اس لئے آج یہاں سے جانے سے پہلے حضرت کا خون بھر لیا جائے گا تاکہ ٹیسٹ کر کے یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ داخل کیا گیا خون حضرت کے خون سے ملنے کے بعد موافقت اختیار کر گیا یا نہیں؟ چنانچہ ۹/۲۵ پر ڈاکٹر آیا اور وہ بڑی بڑی تین شیشیاں خون لے کر چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت بیدار ہی رہے۔ کتاب سنتے رہے ۲۵/۱۰ پر ڈاکٹر اعظم جیلانی صاحب تشریف لائے سب سے پہلے وہ نرسوں کے

کمرہ میں گئے اور وہاں کھانے پینے اور پیشاب پائخانہ کی رپورٹیں دیکھیں اس کے بعد وہاں سے ۱/۲ ۲ پر حضرت کے پاس آئے حضرت کو دیکھا اور کہتے رہے کہ ماشاءاللہ اب آپ اچھے ہو گئے ہیں اور مبارکباد دیتے رہے پھر کھانے پینے کے سلسلے میں بتلایا کہ آپ صرف انڈا اور جوس لیتے ہیں کچھ اور پیا کریں۔ اور پائخانہ کے سلسلے میں بتایا کہ اس سلسلے میں اسپغول ہمیشہ استعمال کیا کریں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ تو یہاں سے ساڑھے چار بجے جائیں گے۔ پھر مولوی یوسف متالا کے متعلق پوچھا۔ مولانا کو مدرسہ فون کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ہسپتال روانہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ مولانا موصوف پہنچ گئے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے مولوی متالا سے کچھ باتیں کیں۔ پھر یہ طے پایا کہ خون لیا جا چکا ہے اب اس کی رپورٹ آ ہی جائے گی اب یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ابھی جا سکتے ہیں چنانچہ سامان وغیرہ کو یکجا کیا اور پھر ۱۲ بجے اپنے اسپتال کے حجرے سے نکلے بھائی ابراہیم سعید گاڑی لا چکے تھے۔ اس گاڑی میں کرسی کے ساتھ حضرت کو بٹھا دیا۔ اور ۱/۲ ۱۲ پر وہاں سے روانہ ہو کر بعافیت ۱/۲ ۱ پر مدرسہ دارالعلوم میں پہنچ گئے۔ پہنچتے ہی فوراً ضروریات سے فارغ ہوئے پھر لٹا دیا گیا کہ ضعف کافی سے زیادہ تھا حالانکہ کل طبیعت بہت اچھی تھی مگر آج پھر گر گئی۔ فوراً ہی آنکھ لگ گئی۔ چونکہ ہسپتال سے رخصت ہونے سے پہلے حضرت بیدار ہوئے تھے اس لئے نیند کا اثر باقی تھا۔ اس لئے نیند آ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے۔ پھر اپنی ظہر پڑھی کچھ تناول فرمایا۔ پھر آرام فرمایا مگر نیند پوری نہیں آئی۔ بار بار پیشاب کرتے رہے۔ اور بیدار ہی رہے عصر اپنی پڑھ کر پھر لیٹ گئے۔ اس کے بعد مغرب پڑھی۔ چونکہ کچھ لوگ

بیعت والے تھے۔ نیز ایک نکاح بھی تھا اس لئے مغرب کی نماز کے بعد مولانا یوسف متالا کی عبارت سے نکاح منعقد ہوا یہ نکاح مولانا یوسف صاحب کے ایک دوست مولوی عثمان کا تھا جو فنی ٹن کے رہنے والے ہیں۔ اسی سال ڈابھیل سے فارغ ہو کر آئے ہیں اس کے بعد نجیب اللہ نے بیعت کرائی۔ مولوی سلمان کی دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔ چونکہ کئی دن سے حضرت ہسپتال میں تھے اس لئے لوگوں کو زیارت کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔ چنانچہ طے پایا کہ عشا کی نماز کے بعد حضرت کو لٹا دیا جائے اور لوگ صرف زیارت کر لیں۔ مصافحہ دم وغیرہ بالکل نہ ہو۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ اس کے بعد تیل کی مالش ہوئی پھر کچھ نوش فرمایا۔ اس کے بعد آرام آج دن بھر طبیعت مبارکہ کافی گری رہی اور ضعف کافی رہا۔ اللہ جل شانہ، صحت و قوت عطا فرمائے۔ کل گذشتہ میں رات میں ۲ بجے ایک ڈاکٹر کا چپکے سے آنے کا واقعہ گذر چکا ہے۔ اس انگریز ڈاکٹر کو حضرت سے کچھ لگاؤ ہو گیا تھا۔ چنانچہ حضرت قیام کے دوران اس کو کچھ کھانے کی چیزیں مثلاً سموسے وغیرہ دیتے رہے تھے۔ اس کو معلوم ہوا کہ حضرت ہسپتال سے جا چکے ہیں تو یہ مغرب سے کچھ پہلے دار العلوم میں حضرت کی زیارت کے لئے پہنچا۔ چنانچہ آکر اس نے زیارت کی۔ مصافحہ کیا۔ حضرت کی صحت کے لئے مبارک باد دی۔ اور سفر عافیت سے پورا ہونے کے لئے الوداعی جملے کہتا ہوا چلا گیا۔ باہر بھائی ابو الحسن کے ساتھ کافی دیر تک باتیں کرتا رہا۔ پھر ہسپتال چلا گیا آج ایک شخص امریکہ سے صرف حضرت کی زیارت کی غرض سے پہنچا۔ مغرب بعد حضرت سے ملاقات کرادی گئی۔ عشار کی نماز پڑھ کر پھر وہ روانہ ہو گیا۔ واضح رہے کہ آج ہی کسی اور ملک سے بھی دو تین نفر صرف زیارت و ملاقات کی غرض سے آئے۔

۱۵ ستمبر ۱۵ ذی قعدہ منگل، فجر کی نماز حسب دستور جماعت سے ادا کرکے آرام فرمایا۔ الحمد للہ نیند آئی اور ظہر کے وقت بیدار ہوئے اپنی ظہر پڑھی اس کے بعد کچھ تناول فرمایا۔ پھر لیٹ گئے مگر نیند نہیں آئی۔ چونکہ کل کو سفر ہے اس لئے ہم لوگ سامان ٹھیک کرتے رہے۔ اسی اثناء میں مولانا سلمان صاحب کا بیان شروع ہو گیا اس کو سننے لگے۔ عصر کی اذان سے کچھ پہلے ڈاکٹر جیلانی صاحب تشریف لائے۔ حضرت سے بہت ہی محبت اور انکساری سے ملے بلڈ پریشر نیز سینہ پیٹھ دیکھا دوا غذا کے سلسلے میں کچھ کہتے رہے۔ بہت ہی محبت و عقیدت سے پیش آئے۔ رخصت ہوتے ہوئے بہت ہی انکساری، تواضع محبت سے حضرت سے دعا کے لئے عرض کیا کہ حضرت میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ میری صحت کے لئے خاص طور سے دعا فرمادیں۔ میں سانس کا مریض ہوں اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ حضرت دعائیں دیتے رہے۔ اس کے بعد عصر پڑھی۔ پھر مجلس ہوئی۔ سب سے پہلے ایک نکاح بعبارت مولانا سلمان صاحب ہوا اس کے بعد بیعت پھر چہل حدیث۔ پھر مولوی سلمان صاحب نے دعا کرائی اور مجلس برخاست ہوئی۔ مغرب کی نماز سے بہت پہلے مجلس ختم ہوئی تھوڑی دیر آرام کے بعد مغرب پڑھی۔ اس کے بعد اپنے معمولات پورا کرتے رہے اور ہم لوگ سامان وغیرہ ٹھیک کرتے رہے۔ عشاء کی اذان کے بعد دو وزیر آئے جو انگریز تھے۔ یہ دونوں اسمبلی میں ہیں ماشاء اللہ مدرسہ کے بہت کام آتے ہیں۔ بھائی ابراہیم سعید صاحب سے اچھے تعلقات ہیں۔ آج چونکہ آخری الوداعی مصافحہ تھا اس لئے مجمع کافی تھا۔ عشاء کے بعد مصافحہ شروع ہوا۔ جو پون گھنٹے تک ہوتا رہا۔ بعد میں تیل پانی بادام وغیرہ پر دم بھی فرمایا۔ آج ہالینڈ وغیرہ سے بھی کئی حضرات اپنی کار میں محض زیارت و ملاقات

کی غرض سے پہنچے۔ الحمد للہ مصافحہ سے کوئی خاص تکان ظاہر نہیں ہوا ویسے
ضعف آج بھی کافی رہا۔ عشاء سے پہلے ڈاکٹر بیگ صاحب بھی آئے اور
اپنے ساتھ بہت ساری دوائیں لائے۔ بہت ہی محبت سے ملے باتیں کرتے رہے
پھر چلے گئے۔ سامان سب باندھ کر عشاء کے بعد یہاں والوں کے حوالے کر دیا۔
کہ سارا سامان ٹرک پر لندن جائے گا۔ اور ہم لوگ ہوائی جہاز سے ۱۰ بجے
جائیں گے۔ یہ سامان رات ہی کو چلا جائے گا۔

۱۶؍ستمبر ۱۶؍ذی قعدہ بدھ۔ فجر کی نماز کے بعد حسب دستور لٹا دیا گیا
چونکہ آج سعودیہ کا سفر ہے اس لئے نیند نہیں آئی۔ پیشاب کے لئے بار بار اٹھتے
رہے۔ چونکہ ڈاکٹر بیگ صاحب رات کہہ گئے تھے کہ کل یعنی آج کچھ دوائیں
لے کر آؤں گا۔ اس لئے ان کا انتظار بھی ہوتا رہا۔ مگر وہ نہ آئے تو ۹ بجے
حضرت کو بیدار کرا کر استنجا ر وضو کرایا۔ آج چونکہ رخصتی کا دن ہے
اس لئے مجمع بے انتہا تھا۔ پورا مدرسہ پوری سڑکیں بھری ہوئی تھیں
تقریباً ۶-۷ ہزار کا مجمع تھا۔ ۹ بج کر ۳۰ پر مولانا عبدالحفیظ صاحب نے الوداعی
دعا شروع کی اور بہت ہی لمبی دعا کرائی۔ اس کے بعد حجرہ سے نکل کر
مدرسہ کے دروازہ پر آئے۔ راستہ دو طرفہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔
مجمع کو ہٹا کر حضرت کو گاڑی میں بٹھایا۔ اور پیچھے بھائی ابو الحسن۔ نجیب اللہ
سہیل۔ مولانا یوسف متالا بیٹھے۔ چونکہ آگے سڑک تک مجمع بے انتہا تھا۔
اس لئے ۹ بج کر ۵۵ پر مدرسہ سے روانہ ہو کر بہت آہستہ آہستہ سڑک تک آئے
ہماری کار سے آگے موٹر سائیکل سوار پولیس تھی اور ہمارے پیچھے رفقاء اور
رخصت کرنے والوں کی کاریں تھیں۔ ۱۱ بج کر ۳۵ پر مانچسٹر ایئر پورٹ پہنچے۔
اندر حدود ایئر پورٹ میں داخل ہو کر کار رکی کہ ہماری گاڑی کچھ جلدی پہنچ

گئی تھی۔ ہماری کار کے پیچھے مستورات کی کار تھی۔ دروازے کے پاس سے دو تین پولیس والے اندر گئے۔ تاکہ یہ معلوم کر سکیں کہ ہملوگ اندر آجا سکیں یا نہیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد پولیس کی ایک کار آئی اور موٹر سائیکل سوار پولیس پیچھے رہی۔ کار والے کے پیچھے پیچھے اندر آگئے۔ ہم لوگ جب وہاں پہنچے تو ایک مشین کے ذریعہ سے حضرت کے پورے جسم کو چیک کیا کہ کوئی سامان ہتھیار قسم کا یا ممنوع تو نہیں۔ اور ہم لوگ مع دستی سامانوں کے اندر آگئے۔ سب سامان کو دیکھا۔ ہمارے بدنوں کو بھی دیکھا۔ جب ان سے پوچھا گیا تو یہ بتلایا کہ بعض مرتبہ دوسرے لوگ ہی کوئی بم وغیرہ رکھ دیتے ہیں۔ اس لئے احتیاطاً یہ دیکھا گیا۔ پھر کار ہی میں جہاز تک آئے ۱۱ پر حضرت کو کرسی ہی کے ذریعہ جہاز میں چڑھا کر سیٹ پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد جہاز کے باقی مسافر آئے اور جہاز پر چڑھے۔ ایئر پورٹ پر الوداع کرنے والوں کا مجمع بھی چھت کے اوپر کافی تھا۔ جو بار بار ہاتھ ہلا کر رخصت کر رہا تھا۔ ۱۱ پر جہاز کا دروازہ بند ہوا اور ۱۱ پر جہاز فضا میں پرواز کر گیا ۱۲ بجے بخیر و عافیت لندن کے ہیتھرو ایئر پورٹ پر اترے حضرت کو کرسی ہی کے ذریعہ سے نیچے اتارا۔ چونکہ سیٹ کراتے وقت مانچسٹر ایئر پورٹ والوں سے بھائی ابراہیم سعید۔ بھائی یعقوب احمد آبادی (جو نیٹن میں رہتے ہیں مگر حضرت کی تشریف آوری سے چند دن پہلے ہی اپنا سارا کام چھوڑ کر آگئے تھے اور انتظامی امور میں یہاں والوں کی کافی مدد کرتے رہے) نے بات کر لی تھی کہ ہیتھرو پر حضرت کے لئے ایمبولنس آئے گی جس کے ذریعہ حضرت برٹش ایرویز کے ہسپتال میں تھوڑی دیر آرام کر کے پھر ایمبولنس ہی کے ذریعہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر جائیں گے مگر ہیتھرو

پر جہاز سے اُتر کر کافی دیر ایمبولنس کا انتظار کرتے رہے۔ جہاز کے عملہ میں سے ایک نے ایک جگہ بھی بتلائی کہ یہاں ٹھہرو۔ ایمبولنس آتی ہے۔ مگر ایمبولنس نہیں آئی۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد پیدل ہی چلے۔ جن لوگوں نے برطانیہ کا کبھی سفر کیا ہوگا وہ اس سے خوب اچھی طرح واقف ہوں گے کہ ان کے ایئرپورٹ میں داخل ہونے کے بعد سے جہاز تک کتنی لمبی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔ اور لوگوں کو کس قدر پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ جس کو یہ مکار و عیار قوم حسن انتظام سے موسوم کرتی ہے۔ بہرحال اللہ اللہ کر کے کسی طرح ہیتھرو سے باہر نکلے اپنی کرایہ کی ٹیکسی لی اور انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے متصل ایرویز کے ہسپتال میں داخل ہوئے بھائی ابراہیم سعید نے ان سے بات کی کہ یہ برٹش ہوائی جہاز سے جدہ جائیں گے۔ مریض ہیں کمزور ہیں ابھی جہاز میں ڈیڑھ دو گھنٹہ باقی ہے اس لئے تھوڑی دیر آرام کے لئے ایک کمرہ دے دو۔ مگر ان کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگی۔ بھائی ابراہیم سعید کافی دیر تک اس کو کہتے رہے۔ پہلے تو جاتے ہی اس نے کہا کہ دو آدمی کے علاوہ سب باہر نکل جاؤ۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اب کچھ کہو وہ سننے کو تیار نہیں۔ حضرت مدظلہ نے جب دیکھا کہ کافی دیر بیٹھے ہوئے ہوگئی مگر کوئی بات نہیں تو خود فرمایا کہ جہاز پر لے چلو۔ چنانچہ حضرت کو وہاں سے سیدھے ایئرپورٹ پر لے آئے۔ باہر رُکے ملنے والے سب کھڑے رہے مصافحہ بھی کرتے رہے اس کے بعد وہاں سے اپنا دستی سامان لے کر ۱/۲ ۵ پر انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے اندر داخل ہوئے اور الوداع کرنے والے سبھی یہیں سے رخصت ہو گئے۔ اندر جا کر فرسٹ کلاس کے مسافر جہاں ٹھہرتے ہیں اسی کے پاس باہر ہی جلدی

جلدی ظہر پڑھی۔ بار بار اعلان ہورہا تھا۔ کہ جہاز تیار ہے۔ دروازہ بند ہونے والا ہے۔ جلدی سے لوگ جائیں۔ ظہر پڑھ کر ایک میل کی مسافت ایئر پورٹ کے اندر پیدل کرنی پڑی۔ جب واپس پہنچے تو سواریاں ساری جمع تھیں۔ پہنچتے ہی جہاز میں سوار ہونے کا اعلان ہوا چنانچہ ۲ بجے جہاز میں داخل ہوکر اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ رفقائے سفر میں سے اب تک کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ ہم لوگوں کے جہاز میں بیٹھنے کے کافی دیر کے بعد رفقاء پہنچے۔ قارئین جانتے ہوں گے کہ دنیا کے ایئر پورٹوں کا دستور ہے کہ آدمی جہاز سے اترا فوراً بس میں سوار ہوا۔ اور وہ بس کسٹم کے قریب جاکر اُتار دیتی ہے۔ مگر ان چالباز اور مکّار انگریزوں کا طریقہ ہی اور ہے کہ دنیا کو بیوقوف بناکر اپنا مقصد حاصل کرتے رہو۔ یہاں لاونج سے لے کر جہاز تک ایک میل کے راستے کو گیلری کی شکل میں گھیر رکھا ہے۔ پورا راستہ پیدل اچھا خاصا تندرست آدمی بھی تھک کر چور ہو جاتا ہے کہ ہاتھ اور کندھے پر ۱۵-۲۰ کیلو وزن اور میلوں کا یہ پیدل کا سفر اگر بسوں کا انتظام کرے تو اس کے اوپر بھی تو کچھ خرچ ہو اس صورت سے کچھ بچت ہوتی ہے اور مسافروں کو بیوقوف بناکر دل کو جو سکون ملتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔ بوڑھے کمزور لوگ معلوم کس طرح سے اس مسافت کو پورا کرتے ہوں گے۔ اگر جہاز کا وقت ہوگیا ہو اور ایک آدمی ایئر پورٹ سے جہاز کے لئے چلے تو اس کو تو نامرادی کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگے کہ یہ تقریباً ۱۵-۲۰ منٹ کا راستہ تکلیف سے کسی طرح پورا بھی کرلے تو وہاں جہاز کا دروازہ بند ہے اب دوسرے جہاز میں سیٹ کرائیے اور پریشانی پر سر پکڑ کر جھک ماریئے۔

بہرحال ۲/۲۵ پر جہاز اپنی جگہ سے چلا اور تھوڑی دیر آگے چل کر رُک گیا اس کے بعد چل کر ۲/۴۵ پر فضا میں پرواز کر گیا۔ اس جہاز میں چار درجے تھے۔ پہلا فرسٹ کلاس دوسرا اور تیسرا حصہ جس میں صرف وہی مسافر بیٹھتے ہیں جن کے ٹکٹ پورے سال کے ہوں اور آخر میں وہ لوگ بیٹھتے ہیں جن کے ٹکٹ رعایتی ہوں۔ یا ۴ ماہ یا اس سے کم کے ہوں۔ پھر اس میں یہ مکاری و چالاکی بھی کہ اپنے ہم قوم یعنی انگریز کو مناسب سیٹیں مثلاً کنارہ کی یا آگے کے حصّہ کی جس کا بندہ نے بغور خیال کیا۔ ممکن ہے اس کا کوئی انکار کرے واللہ اعلم۔

جہاز میں الحمد للہ آرام رہا۔ کھانا بھی دیا (ویجی ٹیبل) کا پہلے سے ان سے کہہ دیا گیا تھا اس لئے وہی دیا گیا۔ دو چار نے تو لندن ہی میں احرام باندھ لیا تھا۔ مگر بقیہ سارے رفقاء سفر نے جہاز میں احرام باندھا۔ حضرت پر چونکہ ضعف و کمزوری کی وجہ سے تکان کے آثار زیادہ تھے نیز سردی بھی لگ رہی تھی اس لئے حضرت نے جدہ کی نیت شروع ہی سے کر رکھی تھی۔ چنانچہ جدہ میں احرام باندھا۔ الحمد للہ بخیر و عافیت ۸/۱۸ پہ جدہ شاہ ملک عبدالعزیز ایئر پورٹ پر جہاز اتر گیا۔ اور ۸/۲۵ پہ جا کر اپنی جگہ پر رک گیا۔ مسافر اترنا شروع ہوئے۔ جب سارے مسافر اتر گئے تو سب سے اخیر میں حضرت کو کرسی کے ذریعہ ہی ہم خدام نے نیچے اتارا۔ افسوس کہ اس سفر میں کہیں بھی اتارنے چڑھانے میں ان سفید فام بندروں نے معاونت نہیں کی۔ نیچے لاکر حضرت مدظلہٗ کو ۸/۴۳ پر ایئر پورٹ کی کار میں بٹھا دیا کہ بھائی سعدی اور ڈاکٹر ظفر صاحب سرکاری کار لئے کھڑے تھے اور نجیب اللہ

سہیل کسٹم پر چلے گئے کہ سامانوں کا کسٹم کرانا گاڑی سے مکہ کے لئے روانہ کرنا سب میرے ہی ذمہ تھا پہلے پاسپورٹ پر دخول لگا۔ اس کے بعد سامان جمع کر کے کسٹم کرایا۔ اور الحمد للہ ۱۰ بجے انگلینڈ کے وقت سے اور ۱۲ بجے جدہ وقت سے کسٹم سے فارغ ہوئے۔ سامان تو مولوی عبدالوحید صاحب اپنی بڑی گاڑی لائے تھے اس میں لاد دیا گیا۔ اور ہم لوگ مختلف گاڑیوں سے مکہ کے لئے روانہ ہو گئے ایئر پورٹ سے ۱۲ ۱/۲ یعنی جدہ وقت سے ۱۲ ۱/۲ پر روانہ ہو کر ۲ ۱/۲ پر بھائی سعدی کے مکان پر پہنچے۔ جب ہم پہنچے تو حضرت حرم عمرہ کے لئے تشریف لے جا چکے تھے۔ اب یہ سنئے کہ حضرت سرکاری کار میں بیٹھے۔ آگے حضرت پیچھے بھائی ابوالحسن ان کی اہلیہ بھائی سعدی اور ڈاکٹر ظفر صاحب سوار تھے۔

۲۴ ستمبر ۲۶ ذی قعدہ سعودی بروز جمعرات۔ کل گذشتہ ڈاکٹر سعید رانا پاکستانی جو کچھ مہینوں سے مکہ مکرمہ کے مستشفی میں ملازم ہیں حضرت کو دیکھنے کے بعد فرمانے لگے کہ حضرت کو چونکہ ضعف زیادہ ہے اس لئے ضرورت ہے کہ چار۔ پانچ یوم گلوکوز چڑھا دیا جائے چنانچہ جمعرات کے دن سے ظہر کے بعد سے گلوکوز چڑھانا شروع کیا۔ آج دو بوتلیں چڑھائی گئیں۔ ایک گلوکوز کی اور دوسری خون کی۔ جمعہ کو بعد نماز تین بوتلیں چڑھائی گئیں۔ شنبہ کو بھی تین بوتلیں چڑھائی گئیں۔ اتوار کو ڈھائی بوتلیں چڑھائی گئیں۔ آج خون بھی ایک بوتل چڑھانی تھی مگر خون چڑھانے کی صورت میں عصر مغرب خطرے میں پڑنے کی وجہ سے خون کو بعد میں چڑھانے کا پروگرام بنایا گیا۔ چنانچہ عشا کی نماز کے بعد ایک خون کی بوتل چڑھائی گئی۔ اس کے

بعد دو دن تک گلوکوز اور چڑھا کر چھوڑ دیا گیا کہ الحمد للہ
حضرت مدظلہ کا وہ ضعف جو پہلے محسوس ہوتا تھا، ختم ہو گیا۔

تاثراتِ سفرِ افریقہ

از

مولانا منوّر حسین

خلیفۂ مجاز حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ! اما بعد مکرمان ومحترمان مولانا عبد الحفیظ ومولانا نجیب اللہ صاحب زید مجدکم سلام مسنون۔ تاثرات سفر جنوبی افریقہ وانگلینڈ کے متعلق تقاضہ ہوتا رہا کہ لکھدو۔ میں حیص وبیص میں رہا کہ کیا لکھوں۔ نہ تقریر کا سلیقہ اور نہ تحریر کا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ بصیرت بھی نہیں کہ حضرت اقدس قطب الاقطاب آقائی ومولائی محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے اس معذوری اور ضعیفی کے عالم میں اشارہ غیبی پر جو یہ طویل سفر خاص خدام کو لیکر ہزاروں ہزار میلوں کا فرمایا تو اس سے براعظم افریقہ اور یورپ کو کتنا دینی، سلوکی، تعلیمی اور رُوحانی فیضان ہوا۔ بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ چشم بصیرت اہل اللہ ہی بیان کرسکتے ہیں، ور صحیح وجدان تو حضرت اقدس دامت برکاتہم کو حاصل ہوا ہوگا

یہ ظاہر بین تو اس پر محو حیرت ہے کہ اس ناکارہ کا یہ طویل سفر مع انوار سلمہ اور دیگر رفقاء کے چند مہینوں کا حضرت اقدس دامت برکاتہم کے طفیل اور معیت میں کس طرح بخیر وخوبی انجام پا گیا کہ واپسی میں سعادت حج وعمرہ اور زیارت مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بھی سرفرازی حاصل ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک:

؎ اے خدا قربان شوم احسان برا احسان کردئی۔

بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ بزرگ وبرتر کا خصوصی فضل ہوا اور حضرت اقدس مدظلہ کی خصوصی توجہ ہوئی کہ ہم غریبوں کا یہ سفر حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی کرامت کے طور پر ہوگیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء کما یلیق بشانہ تعالیٰ ورضی پہلے مختصراً اپنے احوالِ سفر کو عرض کرتا ہوں۔ پھر تاثرات سفر کو ظاہر بینی کے طور پر عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔

غالباً رجب کے مہینہ میں قبل رمضان ۱۴۰۱ھ مدینہ پاک سے حضرت آقائی ومولائی کا گرامی نامہ کیسھار، بہار، میں شرف صدور لایا۔ خلاصہ اس کا یہ تھا بہت سی مبشرات ومنامات کے پیش نظر اب کی سال جنوبی افریقہ میں رمضان مبارک گذارنے پر اصرار اور زور احباب کی طرف سے ہو رہا ہے معذوری اور ضعف وناتوانی اور بیماری کیوجہ سے میری ہمت تو تھی نہیں کہ وعدہ کرلوں مگر مبشرات اور منامات کی کثرت کیوجہ سے ہمت کرلی ہے۔

”اس پر بندہ نے عریضہ لکھا کہ افریقہ میں رمضان گزارنے کے بعد ہندوستان بھی کچھ دنوں کے لئے ضرور تشریف لائیں۔ ہم دور افتادہ خدام کو ہرگز محروم نہ فرمائیں“

اس پر دوبارہ گرامی نامہ مدینہ پاک سے موصول ہوا کہ جی تو چاہتا ہے کہ مفتی محمود، مولانا عبدالحلیم وغیرہ کے ساتھ تو بھی رمضان میں افریقہ ہوتا۔ چند دن بعد مولانا یوسف صاحب تو تلا جنوبی افریقہ والے کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ کہ حضرت اقدس نے مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا عبدالحلیم صاحب وغیرہ کے ساتھ تجھے بھی بلانے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے“ تم انڈورس منٹ انڈیا گورنمنٹ سے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ دعوت نامہ کفالت نامہ بھیجدیا جائے گا۔ مختصر یہ کہ، بندہ ۱۸ شعبان کو دہلی کے لئے مولوی انوار سلمہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور انڈورس منٹ وغیرہ حاصل کرنے میں اخیر عشرہ شعبان کا گذر گیا۔ بمبئی پہونچا تو پہلا رمضان تھا۔ ہوائی جہازوں کے ٹکٹوں اور ناموں کے پھیر بدل میں ایک عشرہ رمضان کا گذرنے لگا کہ ۱۰ رمضان کو مورسش پہونچا۔ مگر ویزا جنوبی افریقہ کا نہیں تھا۔ ٹیلیکس کے ذریعہ ویزا آیا تو مورشس میں تراویح پڑھ کر رات حاجی ہمزہ صاحب وغیرہ کے ہاں گذاری اور ۱۱ رمضان کو جوہانسبرگ ہو کر عشاء کے وقت

ڈربن مولانا یوسف صاحب توتلاکی عزیزداری پہونچے وہاں سے تراویح پڑھ کر اسٹینگر جنوبی افریقہ تقریبًا بارہ بجے شب کو پہونچے۔

حضرت اقدس کو ہم لوگوں کا انتظار تھا۔ ۱۲؍ رمضان کی صبح کو حضرت اقدس مدظلہ العالی کی زیارت ہوئی۔ بقیہ رمضان بلکہ شوال کی تیسری تاریخ تک۔ پھر اسٹینگر میں قیام رہا۔ جنوبی افریقہ کے مختلف مقامات اور شہروں کا دورہ شروع ہوا۔ سلواگلین، وائیٹ ایور، ڈربن، میان فارم وغیرہ پھر جوہانسبرگ وغیرہ کے بعد زمبیا افریقہ میں لوساکا، چپاٹا پھر لوساکا ہوکر لندن مانچسٹر ہوکر دارالعلوم ہولکمب بری بولٹن پہنچے۔ دارالعلوم میں ۲۲ دن تک قیام رہا اور وہیں ڈیوزبری وغیرہ کا سفر ہوا۔ پھر جدہ واپسی ہوئی لندن سے اور مکہ شریف اور مدینہ شریف کی حاضری نصیب ہوئی۔ الحمدللہ

معمولات رمضان مبارک اور سفر: حضرت اقدس زید مجدہم نے ۱۴۰۱ھ کا ماہ مبارک رمضان شریف جنوبی افریقہ اسٹینگر شہر کی جامع مسجد میں گذارا۔ خود باوجود انتہائی معذوری پیرانہ سالی اور ضعف و بیماری کے پورا ماہ اعتکاف فرمایا۔ اور معمولات رمضان مبارک میں ہمہ تن مشغول رہے اور رفقاء و شرکاء اعتکاف اور جملہ زائرین آنے والے بھی شریک معمولات رہے

معمولات رمضان حسب ذیل رہے بعد ظہر ختم خواجگان و دعا پھر مجلس ذکر بعد عصر کتابی تعلیم، پھر افطار، بعد مغرب نوافل اور بعد طعام مجلس حضرت اقدس دامت برکاتہم اور بیعت، بعد تراویح ختم یٰس شریف اور دعاء، پھر فضائل درُود شریف کی خواندگی۔ پھر واردین اور زائرین سے مصافحہ کا سلسلہ شروع ہوتا۔ اور عمومًا گھنٹہ بھر بلکہ زیادہ ہی وقت لگتا

معتکفین اور زائرین رات کو کچھ نوافل و تلاوت میں شب بیدار رہتے ۔ اور کچھ آرام کرتے پھر سحری اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے ۔ فجر یا اشراق کے بعد اکثر سوتے کچھ تلاوت میں مشغول رہتے ۔ پھر وعظ کا سلسلہ قائم رہتا ۔" ایک دن مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہی وعظ فرماتے اور ایک دن مولانا عبد الحلیم صاحب ۔ کتاب مولانا معین الدین صاحب اور مولانا شاہد صاحب الگ الگ وقتوں میں پڑھتے تراویح مولانا سلمان صاحب نے پڑھائی ۔ اور مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی عموماً دعا کراتے رہتے دیر تک بہت جامع دعا ۔ پوری دنیا میں ہدایت پھیلنے کے لئے دین اسلام کی بلندی کے لئے ۔

اعتکاف کرنیوالوں کی تعداد شروع رمضان میں سینکڑوں کی تعداد میں تھے اور اخیر میں ہزار سے بھی متجاوز ہوگئے عموماً مقامی حضرات تحتانی مسجد میں اعتکاف میں رہتے اور باہر سے آئے ہوئے فوقانی مسجد میں معتکف رہتے جو اصل مسجد سمجھی جاتی ہے ۔ زائرین کا سلسلہ بڑھتا رہا تاآنکہ ہزاروں کی تعداد میں پہونچ گئے ۔ بالخصوص شنبہ اور اتوار کو تین ہزار سے متجاوز ہوکر چار پانچ ہزار ہو جاتے ۔

تاثرات

جنوبی افریقہ کے بالخصوص انڈین مسلمانوں کی دین طلبی ، جانی ، مالی قربانیوں اور دین اسلام پر مر مٹنے کے جذبات قابل رشک ہیں ۔ انگریزی تمدن میں رہنے کے باوجود اکثروں کے منہ پر داڑھی اور بالخصوص نوجوانوں کی داڑھیاں دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ۔ نماز با جماعت کا بڑا اہتمام دیکھا ۔ قیام رمضان و اعتکاف کا بڑا جذبہ دیکھا ۔ رات رات بھر تلاوت قرآن یا بعد تراویح اجتماعی یا انفرادی

نوافل میں سحری تک مشغول پایا۔ مجالس ذکر میں اہتمام کے ساتھ شرکت کرتے بہت سی جگہ مجالس ذکر قائم کرنے کے مشورے ہوئے اور مجالس ذکر کے قیام کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ بہت سی جگہ نئی نئی مسجدیں بن رہی ہیں یا بنیاد پڑی ہیں۔ مدارس دینیہ مکاتب قرآنیہ کا قیام عمل میں آرہا ہے۔ اچھے اچھے مالدار گھرانوں میں دینی علم کا شوق ہے۔ بچّوں کو علاوہ انگریزی کے جو وہاں کی مادری زبان ہے اسکولوں میں پڑھتے ہیں۔ دینی تعلیم بھی دلاتے ہیں۔ حافظ قرآن، قاری، عالم، مفتی مالداروں کے گھرانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور تکمیل تعلیم دین کے لئے انڈیا اور پاکستان بھیجتے ہیں۔ بلکہ اب تو دارالعلوم ہولکمب بری بولٹن بھی بھیجنے لگے ہیں۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوا کہ سرمایہ داری اور دینداری کا حسین امتزاج جنوبی افریقہ کے مسلمانوں میں ہو رہا ہے۔ جو بہت ہی امید افزا اور قابل رشک عمل ہے اللھم زدفزد۔

ماشاءاللہ تبلیغی محنتوں میں بھی کافی کافی وقت لگا رہے ہیں اور بہت سرمایہ لگا رہے ہیں۔ مزاجوں میں عمومی طور پر نرمی اور تواضع ہے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے تشریف لے جانے اور وہاں قیام رمضان فرمانے اور رمضان کے بعد کے دوروں میں معمولات، ذکر و وعظ، ختم خواجگان، اور فضائل درُود شریف کی خواندگیوں اور اہتمام سے افریقہ کے مسلمان بہت متاثر ہوئے ہیں اور دینی وسلوکی سبق حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت اقدس کی زیارت وبیعت کے لئے ٹوٹ پڑتے رہے ہیں کہ ایک نعمت غیر مترقبہ حاصل ہو گئی ہے جس کی قدر دل وجان سے کرنی ہے چنانچہ دور دراز علاقوں سے سو دو سو میل کی مسافت بلکہ دوسرے افریقی ملکوں سے بھی لوگ زیارت کرنے کے لئے آتے رہے اور اپنے اپنے دامنوں کو فیوض وبرکات دینی سے بھر بھر کرکے بڑی مسرت وابتہاج کے ساتھ لوٹتے رہے اور جدائی کے وقت آبدیدہ بھی ہوتے

رہے ، چنانچہ اگلے سال پھر قیام رمضان کے لئے بھی اسٹینگر کے احباب نے ابھی سے درخواست پیش کر دی ہے ۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اس الہامی سفر کو مع رفقاء وجان نثاروں کے قبول فرمائے ۔مثمر ثمرات دینی ظاہری و باطنی بنائے اور دیگر ممالک میں بھی حضرت اقدس کے فیوض و برکات کے پھیلنے کا ذریعہ بنائے آمین یارب العالمین بوسیلۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

بے ساختہ ارض افریقہ اور اس کے سکان کی ہدایت کے لئے دل سے دعاء نکلتی رہی ہے ۔ اے ارحم الراحمین ارض افریقہ اور اس کے باشندوں کو بحر توحید و سنت میں ڈبو دے ۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

زمبیا کے مختلف مقامات کا دورہ ہوا ۔ لوساکا ، چیپاٹا وغیرہ وہاں کے مسلمانوں کو بھی جنوبی افریقہ کے نمونہ پر پایا ۔ اللہ تعالیٰ بہت بہت قبول فرمائے اور تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی انابت نصیب فرمائے اپنی مرضیات کی توفیق عنایت فرمائے نا مرضیات اور مکروہات دارین سے حفظ و امان میں رکھے ۔ آمین ۔

اسی طرح سے انگلینڈ کے مسلمانوں کے دینی جذبات دیکھنے میں آسئے کہ الحاد و کفریات اور مکمل بے دینی کے ماحول میں رہ کر بالخصوص انڈین مسلمان کس طرح اپنے دامن کو نہ صرف بچاتے ہیں بلکہ اپنا دینی اثر و رسوخ دوسری قوموں پر بھی ڈال رہے ہیں اور کامیاب ہو رہے ہیں ۔ دار العلوم ہولکمب بری قابل رشک دینی ادارہ ہے جو حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خصوصی توجہات کا ثمرہ ہے ۔

مولانا یوسف صاحب متالا حضرت اقدس کے چہیتے خلیفہ کی قیادت میں قائم ہوا چھ سال ہوئے بہت ہی اعلیٰ پیمانہ پر سنت اکابر کے اصول پر چل رہا ہے ۔ پچاسوں لاکھ کا صرفہ ہو چکا ہے ۔ انگلینڈ کے مسلمان قابل دینی ستائش ہیں ۔ صرف اس چھ سال کی مدت میں چالیس کے قریب طلبہ حافظ قرآن ، اور

قاری بنے اور دسوں طلبہ دورۂ حدیث اور دینیات سے فارغ ہوئے جن کی دستار بندی حضرت اقدس کی دعاؤں اور زیر نگرانی ہزاروں ہزار مسلمانوں کے مجمع میں ہوئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس ادارہ کو یورپ کے لئے بالخصوص دین کا منارہ بنائے۔ آمین اور پوری دنیا میں فیضان دین کے پہنچانے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اسی طرح ڈیوزبری کے تبلیغی مرکز کو پایا۔ ماشاء اللہ وہاں کے مسلمان تبلیغی خدمات میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ الحاد و دہریت کی سرزمین پر بڑی مستعدی اور اخلاص سے بے جگری کے ساتھ توکل علی اللہ کام کر رہے ہیں اور دنیا کے ملکوں میں جماعتوں پر جماعتیں بھیج رہے ہیں بالخصوص یورپ کے ملکوں میں خوب خوب جم جم کر کے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کام کر رہے ہیں چنانچہ بلجیم کا اجتماع جو مئی ۸۲ء میں ہونا طے پایا ہے اس کو کامیاب بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اللہ تعالیٰ بہت بہت کامیاب فرمائے اور ساری دنیا میں بالعموم اور یورپ میں بالخصوص دین پھیلنے کا ذریعہ بنائے اور قبول فرمائے۔ آمین

ماشاء اللہ ڈیوزبری تبلیغی مرکز کی مسجد اور وہاں کے نظم ونسق اور ایک عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد سے بڑی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ تبلیغ اور مدرسہ کو اپنے اپنے مقاصد حسنہ میں خوب خوب قبول فرمائے کامیاب بنائے اور دین کے پھیلنے کے لئے مرکزی حیثیت عنایت فرمائے۔ آمین یورپ کے تبلیغی دیندار مسلمانوں کے جذبہ اور دینی محبت و محنت سے بہت متاثر ہوا ہوں کیا بعید اللہ تعالیٰ اس سرزمین کے مسلمانوں کے جہاد اکبر اخلاص کی محنتوں کے ذریعہ یورپ میں بالخصوص اور تمام دنیا میں بالعموم دین کو چمکائے اور دین کو غالب کرے اور یدخلون فی الدین کے منظر پیش کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دار العلوم العربیۃ الاسلامیۃ

از :- مفتی محمد شاہد

حضرت اقدس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے چونکہ یہ سفر محترم مولانا یوسف متالا صاحب کی دعوت پر اسی دار العلوم کے سلسلے میں اختیار فرمایا تھا اور ختم بخاری شریف میں شرکت مقصود تھی لہذا اس کا مختصر تعارف ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سرزمین انگلستان میں واقع دار العلوم کی موجودہ عمارت لندن سے دو سو میل کی مسافت پر برطانیہ کے مشہور صنعتی شہر مانچسٹر سے تیرہ میل دور ھولکمب نامی گاؤں میں واقع ہے جو کہ قریبی قصبہ بری نامی بلدیہ کے تابع ہے۔

یہ عمارت دیہاتی ماحول میں ہونے کے باوجود ھولکمب ہل نامی ایک پہاڑی پر واقع ہے، جس کی چوٹی پر ایک مشہور یادگار رابرٹ پیل نامی نصب ہے یہ اس شخص کی طرف منسوب ہے جس نے سب سے پہلے پولیس فورس کی بنیاد ڈالی تھی۔ یہ عمارت ایک سو سے زائد کمروں پر مشتمل ہے اور اس سے ملحق قطعہ آراضی کا رقبہ آٹھ ایکڑ ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ دار العلوم کی بنیاد و تعمیر ترویج و ترقی میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات و عنایات کو بے حد دخل ہے اور اس کا تمام تر اجر و ثواب حضرت اقدس ہی کے حساب میں ہے۔

اس دار العلوم کا ذکر حضرت اقدس کے قلب و دماغ پر ہمہ وقت چھایا ہوا تھا اور حضرتؒ ہی کے ایماء پر آپ کے محبوب و مجاز محترم مولانا یوسف متالا صاحب نے

اس کی بنیاد رکھی، مولانا فرماتے ہیں: "۱۹۶۸ء میں جب میں انگلستان پہنچا اور بولٹن میں قیام کیا تو جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھانے کا موقع ملا اور پھر ہفتہ اتوار کو نمازیں پڑھائیں، پیر کی شام کو دوستوں نے کہا کہ اب آپ ہفتہ بھر عشاء فجر میں نہ آیا کریں بلکہ گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کریں کیونکہ ہفتہ بھر تمام فیکٹریوں میں شب بھر کام ہوتا ہے لہذا مغرب عشاء میں کوئی نہ پہنچ پائے گا۔ عاجز نے انہیں جواب دیا کہ آپ حضرات گھر میں پڑھ لیا کریں، مگر میرا تو فرض ہے کہ مسجد ہی میں آکر پڑھوں۔ چنانچہ ابتدا میں تنہا ہی نماز پڑھتا رہا اور پھر رفتہ رفتہ لوگ آنا شروع ہو گئے، علاوہ ازیں انگلستان میں معدودے چند مکاتب تھے جن میں چند بچے حفظ و ناظرہ کے زیر تعلیم تھے۔ چنانچہ ایک مکتب کی بنیاد رکھی گئی اور حفظ و ناظرہ کے ساتھ ساتھ ابتدائی دینی تعلیم اور کچھ فارسی بھی شروع کر دی گئی۔

لیکن چونکہ یہاں اس وقت کے حالات کے اعتبار سے دینی تعلیم کی ترقی کے آثار مفقود نظر آرہے تھے لہذا میں نے حضرت اقدس رحمہ اللہ و نور اللہ مرقدہ کو خط لکھا جس میں یہاں کے حالات کا تذکرہ کیا اور ساتھ ہی یہ کہ دس سال تک ہم نے جو کچھ پڑھا ہے وہ اسلئے تاکہ کہیں علمی خدمت کا موقع میسر ہو اور ساتھ ہی اپنے علم میں بھی ترقی ہو لیکن یہاں اس کے کوئی آثار ظاہر نظر نہیں آرہے اس لئے میں ہندوستان جانے کی اجازت چاہتا ہوں تاکہ وہاں کسی علمی دینی مشغلہ میں مشغول ہو سکوں، مگر حضرت اقدسؒ نے ارشاد فرمایا کہ وہیں رہو اور وہاں کے قیام کے ترک کا ہرگز ارادہ نہ کرو، اللہ کی ذات سے بعید نہیں کے وہ تمہاری مساعی جمیلہ سے ایک مدرسہ شروع کرادے جس میں حدیث و تفسیر کا درس ہو۔

۱۹۶۹ء میں مولانا موصوف جب مدینہ طیبہ خدمت اقدسؒ میں حاضر ہوئے تو انگلستان کے تفصیلی حالات اور وہاں کی مشکلات کا تذکرہ کیا حضرت اقدسؒ نے

نے دعا کے ساتھ ساتھ ۶۵ پونڈ بھی مدرسہ کے لئے مرحمت فرماتے اور اس طرح آپ نے دارالعلوم کی تعمیر کے خیال کو عملی شکل مرحمت فرمادی ۔ اس کے بعد باقاعدہ تحریک شروع ہوئی اور اس کے لئے چندہ کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرتؒ نے مزید دوسو پونڈ مرحمت فرمائے ، اس دوران برطانیہ میں متعین سعودی عرب کے سفیر حضرۃ السیّد فاروق توفیق (فرق اللہ بہ شمل الاعداء ، ووفقہ لمزید خدمت الدین) کی توجہ بھی اس جانب مبذول کرائی گئی، موصوف نے جلالۃ الملک شاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود کو اس جانب متوجہ فرمایا ۔ شاہ موصوف نے بلاتاخیر مدرسہ کی اعانت میں حصہ لیا اور مبلغ چالیس ہزار چھ سو باسٹھ پاؤنڈ چالیس پینس کی خطیر رقم منظور فرمائی اور پھر جلالۃ الملک شاہ خالد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی توثیق کے بعد یہ رقم دارالعلوم پہنچ گئی ۔ اللہ رب العزت ہر دو حضرات کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبروں کو انوار سے منور فرمائے اس کے علاوہ عامۃ المسلمین کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے تہِ دل سے اس میں حصہ لیا، خصوصاً وہ حضرات جنہوں نے گھر گھر جاکر لوگوں کو اس جانب متوجہ کیا اور اس سرزمین کفر والحاد میں علوم نبویہ کی شمع روشن کرنے میں بھرپور حصہ لیا ۔

دارالعلوم کیلئے ابتدائی کوشش: ۱۹۶۹ء کے اواخر میں دارالعلوم کے لئے عملی کوشش کی گئی ۔ ابتدا میں خیال تھا کہ زکریا مسجد یا طیبہ مسجد کے قرب وجوار میں کوئی عمارت خرید لی جائے جو رہائش اور درسگاہ دونوں کے لئے استعمال ہوسکے، اس سلسلے میں زکریا مسجد پیس سٹریٹ کے مکان نمبر ۲۲ - ۲۴ نیز ایک چرچ اس کے علاوہ دیگر کئی عمارات کی تجویز سامنے آئی حتیٰ کہ طیبہ مسجد کے قریب بلیک برن روڈ پر واقع ایک دانتوں کے دواخانے کا سودا کرلیا گیا اور یہ شرط رکھی گئی کہ اگر مقامی انتظامیہ نے دارالاقامہ کی اجازت نہ دی تو ہم یہ عمارت اسی طرح

لوٹا دیں گے۔

حضرت مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ العالی کی دعائے افتتاح

اللہ کا کرنا انہیں دنوں یعنی جولائی ۱۹۷۲ء میں حضرت مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ العالی عالمی تبلیغی سفر پر تھے کہ برطانیہ میں حضرت کی تشریف آوری ہوئی ہم نے افتتاح کے لئے درخواست کی اور ایک اشتہار بھی دکھایا جس میں اس تمنا کی تکمیل کی امید ظاہر کی گئی تھی، جسے حضرت جی مدظلہ العالی نے باوجود تنگی وقت کے منظور فرمالیا۔ طیبہ مسجد (بولٹن) تشریف لائے اور دارالعلوم کے فلاح کے لئے طویل دعا فرمائی، لیکن مقامی انتظامیہ کے دارالاقامہ کی اجازت نہ دینے کی بناء پر یہ عمارت واپس کرنا پڑی۔

ایک مکاشفہ: جن دنوں دارالعلوم کے لئے جگہ کی تبدیلی کی کوشش کی جارہی تھی انہیں دنوں دارالعلوم کے استاذ تجوید جناب قاری اسماعیل سخی صاحب کے والد محترم سے ایک صاحب نے جگہ کیلئے دعا کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ دارالعلوم کیلئے کوئی اور جگہ مخصوص ہے۔

دارالعلوم اور طرز اکابر: مذکورہ بالا مساعی سے ناظرین کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ ۲-۳ سال تک یہ حضرات اسی کوشش میں رہے کہ دارالعلوم اکابر کے طرز پر چھوٹے پیمانے پر شروع کرکے تدریجی طور پر اس کی ترقی کے لئے کوشش کیجائے اور حضرت اقدس حضرت شیخ رحمہ اللہ کی جانب سے بھی بار بار اس کی تاکید ہوتی رہی۔ چنانچہ ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمایا:

"اگر تم اپنے دارالعلوم کی ابتدا دیوبند کے چھتے کی مسجد اور مظاہر کے چوک سے کرتے اور آہستہ آہستہ بڑھتا رہتا اتنی ہی اشاعت ہوتی"

مستقل عمارت کے حصول کے لئے جدوجہد: حضرت اقدسؒ کے

اس واضح ارشاد کے بعد یہ حضرات بڑی عمارت کے حصول کی جرأت کب کر سکتے تھے لیکن یہاں کے مخصوص قوانین کی بنا پر کسی چھوٹی جگہ میں اجازت نہ مل سکی، کوشش اور دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا۔ مسلسل دوڑ دھوپ کے بعد تین ایکڑ زمین کا ایک رقبہ سامنے آیا جس میں ایک ہسپتال تعمیر تھا لیکن اس کی قیمت ایک لاکھ پندرہ ہزار پاؤنڈ بتائی گئی جو کہ ان حضرات کی گنجائش سے کہیں زیادہ تھی لیکن ہر اعتبار سے دارالعلوم کیلئے موزوں تھی اور یہاں کے اعتبار سے قیمت بھی زیادہ نہیں تھی۔ فوراً حضرت اقدسؒ سے بذریعہ تار اس سلسلے میں رجوع کیا گیا حضرت نے فوراً بذریعہ تار ہی اس کا جواب دیا کہ جی ہاں ہسپتال خرید لیں، اس کے بعد سات گرامی نامے حضرت اقدسؒ نے یکے بعد دیگرے تحریر فرمائے جنمیں ہسپتال کے خریدنے کا ارشاد تھا۔ گرامی نامے مورخہ ۷ر ۳ ؁ ۷۸ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

تم نے جس ہسپتال کے بارے میں لکھا ہے، ظاہر کے اعتبار سے بہت موزوں معلوم ہوتا ہے مگر قیمت ہم جیسوں کے دماغ کے اعتبار سے بہت اونچی ہے۔ مگر لندن والوں کے نزدیک اونچی نہیں اور تم نے خود بھی لکھدیا کہ قیمت کے اعتبار سے بہت سستی ہے۔ جب موزوں بھی ہے اور سستی بھی ہے تو اللہ کا نام لے کر معاملہ کر لو، مگر امریکا اور افریقہ والوں پر نظر ہرگز نہ رکھنا۔ خود بھی اور دوستوں سے بھی کہنا کہ مالک سے رات میں خوب مانگو، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس نابکار کو مالک پر اعتماد اور توکل اور اس سے مانگنے کی دولت عطا فرمائیے۔ چندہ مانگنے کیلئے مولوی عبدالحق یا کسی اور کو جنوبی افریقہ بھیجنے میں کوئی اشکال نہیں مگر دل سے مالک ہی سے مانگنا ہے کہ یہ چیزیں ظاہری اسباب ہیں، اسی درجہ میں ہیں جس درجہ میں تعمیر میں معمار مزدور اور اینٹ گارا کہ یہ سب ظاہر کے اعتبار سے ضروری ہیں لیکن حقیقت کے اعتبار سے ان سب کا مدار پیسے پر ہے اسی طرح

چندہ مانگنا اینٹ گارے کے درجے میں ہے یہ ناکارہ بہت دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دارالعلوم کو تمہارے منشاء کے مطابق بہترین طریقے سے جلد از جلد مکمل کرا دے۔

اس کے علاوہ متعدد گرامی ناموں میں حضرت رحمہ اللہ نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ جس کے نتیجے میں اس عمارت کا حصول ممکن و آسان ہو گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً ونور قبرہ

دارالاقامہ: دارالاقامہ مختلف سائز کے کمروں پر مشتمل ہے بعض میں ایک طالبعلم بعض میں دو اور بعض میں تین اور چار طالبعلم بھی مقیم ہیں جس کا انحصار کمرے کے سائز پر ہے۔ اس طرح تین سو تیرہ (۳۱۳) طلباء مختلف کمروں میں مقیم ہیں جو کہ ہر قسم کی سہولتوں پر مشتمل ہیں۔

مطبخ وصالۃ الطعام: دارالعلوم میں کھانے کا معیار تقریباً وہی ہے جو طلباء کو اپنے گھروں میں میسر ہے۔ مطبخ سے متصل ہی ایک ڈائننگ ہال ہے جس میں تمام طلباء ایک ہی مرتبہ کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ عمارت سے الگ ڈائننگ ہال کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔

درس گاہیں: دارالعلوم میں مستقل درسگاہوں کی انتہائی کمی ہے بلکہ دارالعلوم ہی سے درس گاہوں کا کام لیا جا رہا ہے۔ ایک ایک درسگاہ میں ۲،۲-۳،۳ اساتذہ پڑھا رہے ہیں، اس کے علاوہ پنجوقتہ نمازوں کا ہال بھی درسگاہ کے طور پر مستعمل ہے۔ اللہ کرے کہ مجوزہ عمارت جلد پایہ تکمیل کو پہنچے، کیونکہ درجہ حفظ کے دو سو (۲۰۰) طلباء پندرہ اساتذہ کی زیر سرپرستی زیر تعلیم ہیں۔ اس کے علاوہ درجہ عربی کے لئے سات اور سیکنڈری اسکول کی پانچ کلاسیں ہیں، مجموعی طور پر ۲۵ درسگاہوں کی ضرورت ہے۔

مکتبہ: دارالعلوم میں مختلف علوم وفنون پر مشتمل ایک مستقل کتب خانہ ہے جس کا ایک معتدبہ حصہ حضرت اقدس حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ

کا عطا فرمودہ ہے۔

مسجد: دارالعلوم کے لئے مستقل مسجد تاحال نہیں ہے، بلکہ سالانہ آٹھ ہزار پاؤنڈ کرایہ پر ایک عمارت نمازوں کی ادائیگی کے لئے حاصل کی گئی ہے جس میں پنجوقتہ نمازیں ادا کی جارہی ہیں۔

تعلیم: دارالعلوم میں تعلیم درجہ تجوید، درجہ حفظ علوم عربیہ دینیہ اور سیکنڈری اسکول کے نصاب پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ درجہ تخصص کا بھی انتظام ہے۔

درجہ حفظ: درجہ حفظ میں دوسو طلباء زیر تعلیم ہیں گزشتہ سات سالوں میں تقریباً ۵۵ طلباء نے قرآن پاک حفظ کیا، گزشتہ سال انگلستان کی مختلف مساجد میں دارالعلوم کے چالیس طلباء نے تراویح میں قرآن پاک سنایا۔

درجہ تجوید: تمام طلباء اول تا آخر ایک ایک گھنٹہ تجوید پڑھتے ہیں دو۲ اساتذہ یہ خدمت انجام دے رہے ہیں اور اب تک تقریباً ۲۱ طلباء درجہ تجوید سے فراغت حاصل کر چکے ہیں۔

سیکنڈری اسکول: انگلستان کے قانون کے مطابق بچوں کو ۵ سال سے ۱۶ سال کی عمر تک جبری طور پر اسکول بھیجنا فروری ہے، اس لئے جب تک دارالعلوم میں سیکنڈری اسکول نہ ہو ۱۶ سال سے کم عمر کے طلباء دارالعلوم میں تعلیم حاصل نہیں کر سکتے، لہذا حکومت کی اجازت سے دارالعلوم میں سیکنڈری اسکول قائم کیا گیا۔ جس میں انگریزی حساب جغرافیہ تاریخ سائنس وغیرہ تمام مضامین رکھے گئے، یہ اسکول گزشتہ دو سال سے شروع کیا گیا ہے جس میں بارہ سال سے لے کر سولہ۱۶ سال تک کے دو سو۲۰۰ طلباء زیر تعلیم رہے ہے۔

درس نظامی: حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مشورہ اور اصلاح کے بعد

درس نظامی کو چھ سال پر منقسم کیا گیا۔ یہ اپنی ترتیب کے اعتبار سے ایک منفرد نصاب یہاں رائج ہے۔ ایک سو تیرہ طلباء اس میں زیرِ تعلیم ہیں جن کی گیارہ اساتذہ سرپرستی فرما رہے ہیں۔

بحمد اللہ نصاب کی خوبی اساتذہ کرام کی علمی استعداد کے ساتھ طلبہ کی یکسوئی و علمی انہماک وغیرہ اسباب کی بناء پر طلبہ کی استعداد ہند و پاک کے مدارس سے کچھ کم نہیں۔ اسی وجہ سے جو طلباء سب سے پہلے فارغ ہوئے اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ نے ان کی دستار بندی فرمائی وہ طلباء اب جامعہ ازہر میں زیرِ تعلیم ہیں اور اب تک آٹھ فضلاء دار العلوم سے سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔

مبعوث الازھر شیخ الازہر دکتور عبد الحلیم محمود رحمۃ اللہ کے آخری سفرِ انگلینڈ کے موقع پر دار العلوم کے لئے ایک مدرس کی خدمات کے لئے درخواست کی گئی، تاکہ عربی زبان میں طلباء کی استعداد میں اضافہ ہو سکے۔ اللہ رب العزت مرحوم کو بے حد جزائے خیر دے کہ موصوف نے قیام لندن کے دوران ہی احکامات جاری کئے اور چند ہفتوں کے اندر ہی ایک مدرس شیخ عبد اللطیف ھلال تشریف لے آئے جو عرصہ چھ سال سے دار العلوم میں نہایت لگن کے ساتھ خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور دار العلوم کے طلباء کی استعداد کی ایک وجہ موصوف کی محنت و جانفشانی ہے، فجزاہ اللہ خیراً۔

درجہ تخصص: تخصص کا نصاب تو عرصہ سے تشکیل پا گیا تھا مگر تاحال اسکا اجراء نہ ہو سکا تھا کیونکہ طلباء فارغ ہو کر جامعہ ازہر چلے جاتے تھے گزشتہ سال ازہر کی جانب روانگی نہ ہو سکی اور طلباء نے تخصص میں داخلہ لے لیا اور اس طرح بحمد اللہ اس درجہ کی بھی ابتدا ہو گئی۔

نظام تربیت: طلبہ کو تعلیم کے ساتھ ساتھ ظاہری علوم میں محنت و

لگن کے ساتھ ساتھ باطنی اصلاح کی بھی ترغیب دی جاتی ہے اور اپنے ظاہر و باطن کو شریعت کے مطابق بنانے کی جانب متوجہ کیا جاتا ہے، اس سلسلے میں دن و رات کے لئے دو مستقل نگران متعین ہیں جو کہ ہمہ وقت دیکھ بھال رکھتے ہیں، اس کے علاوہ مشائخ کرام سے بیعت کا تعلق رکھنے کی بھی ترغیب دی جاتی ہے اور اسی تعلق کی بنار پر تقویٰ، طہارت کے مناظر طلبار میں دیکھنے میں آتے ہیں، حضرت اقدس رحمہ اللہ کو طلبار میں اس ضرورت کا شدید احساس تھا اور اکثر دار العلوم کے طلبار کے حالات دریافت فرماتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ انتقال سے پیشتر جناب صوفی اقبال صاحب نے جب حضرتؒ کو طلبار کے خطوط سنائے تو فرمایا کہ یوسف آئیں تو مجھے یاد دہانی کرا دینا، چنانچہ جب میں حاضر ہوا تو فرمایا، تمہارے طلبار کے خطوط سے میرا جی بہت خوش ہوا۔

نوٹ: دار العلوم کے مختصر حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ تفصیلی حالات مستقل رسالوں میں دریافت کئے جا سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت اس چشمۂ فیض کو سلامت رکھے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ علیٰ رسولہ اشرف المرسلین سیدنا محمد وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ مبارک
اخبارات کی نظر میں

اخبار ہیرالڈ ٹریبون مورخہ ۲ اگست بروز عید مسلم مہمان

اسٹینگر کی مسجد میں ہزاروں کی کشش کا سبب

۸۵ سالہ بزرگ جو اس ملک میں مہمان ہیں نے جنوبی افریقہ کے ہزاروں مسلمانوں کو اپنی مقناطیسی طاقت سے اپنی طرف کھینچا ہے جو کہ گذشتہ ایک ماہ تک ان کی زیارت کے لئے اسٹینگر کی مسجد میں آتے رہے۔

جنوبی افریقہ کی ۱۲۱ سالہ تاریخ میں جب سے کہ ہندوستانی اس ملک میں آئے ہیں یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی مذہبی بزرگ کی زیارت کے لئے اس کثرت سے لوگ روزانہ آتے رہے۔ ناٹال کے مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ان کے یہاں ماہ رمضان میں یہ بزرگ تشریف فرما ہیں۔ ماہ رمضان میں ان کے گرد ہر وقت معتقدین کا مجمع رہتا تھا۔ یہاں تک کہ رات کے ایک بجے بھی پانچ سو کے قریب معتقدین کا مجمع ان بیدار مغز اور باخبر بزرگ کے گرد ہوتا تھا۔ اس ہفتہ میں ایک عمر رسیدہ مسلمان نے ہمارے اخبار ہیرالڈ ٹریبیون کو بتلایا کہ ان کی صحبت میں عبادت گذاروں کو ایک عجیب مسرت اور سکون محسوس ہوتا ہے اور ان کے خیالات میں ان کا عکس محسوس ہوتا تھا۔

حضرت قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ہندوستان میں پیدا ہوئے اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی تصویر کی اشاعت کی اجازت نہیں ہے ۵۰ سال سے زیادہ تک انہوں نے اسلامی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ہندوستان میں درس دیا۔ آج ان کے شاگرد ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اسلامی تعلیمات کو پھیلا رہے ہیں۔ انہوں نے کئی سو کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ جن کا ترجمہ عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ چند سال قبل

مولانا شیخ الحدیث مدینہ سعودی عرب میں منتقل ہو گئے جہاں انہوں نے مستقل قیام فرمالیا۔ یہ وہ مسلمانوں کا شہر مبارک ہے جہاں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آخر میں مستقل قیام فرمالیا تھا۔ یہ اگلے ہفتہ یہاں سے تشریف لے جائیں گے تاکہ مختلف ممالک میں اپنا روحانی فیض پہنچائیں۔

پرلیسٹن سے شائع ہونے والے ایک اخبار مؤرخہ ۳ ستمبر ۸۱ء کی رائے۔

مسلمان رہنما پرسٹن کے قبرستان میں مدفون شہداء

پر ایصال ثواب کیلئے تشریف لے جائیں گے۔

دنیا کے ایک عظیم ترین مذہبی رہنما آج پرسٹن کے مختصر دورے پر تشریف لائے تھے ۸۶ سالہ مولانا محمد زکریا صاحب مسلم مذہب کے قطب الاقطاب ہیں۔ اسلام کے یہ عالم جن کا لقب شیخ الحدیث ہے آج کل شمالی مغربی انگلینڈ کے تین ہفتہ قیام کے لئے تشریف لائے ہیں۔ معذوری کی بناء پر انہیں پہیوں والی کرسی استعمال کرنا پڑتی ہے لیکن انہوں نے بیری میں اپنی قیام گاہ سے پرسٹن آنے کا خاص اہتمام کیا ہے۔ توقع ہے کہ شہر کی ۶۰۰۰ مسلمانوں کی آبادی کے اکثر لوگ ان کے آدھ گھنٹہ دورے کے دوران ان کا استقبال کریں گے۔

حضرت مولانا زکریا مقامی قبرستان میں لنکا شائر کے پانچ علماء کی قبروں پر جو کار کے حادثے میں شہید ہو گئے تھے۔ ایصال ثواب کے لئے تشریف لے

جائیں گے۔ اس کے بعد پیل ہال اسٹریٹ والی مسجد میں ان کا خیر مقدم کیا جائیگا۔ پرسیٹن کمیونٹی ریلیشن کے افسر مسٹر فاروق ڈیسائی کا کہنا ہے کہ یہاں کی مسلمان آبادی کی خوش قسمتی ہے۔ کہ مولانا نے اتنا وقت بھی فارغ کیا۔ جو کہ اپنا اکثر وقت انڈیا اور سعودی عرب میں گزارتے ہیں

اُوپر والا مضمون ۲ ستمبر ۸۱ء کو پرسٹن سے شائع ہونیوالے اخبار میں شائع ہوا

اخبار "ڈی گرافک" ۲۴ جولائی ۸۱ء کو لکھتا ہے۔

"افریقی مسلمانوں کا شفا و تسکین دینے والے بزرگ کی طرف کثیر تعداد میں رجوع"

ہزاروں مسلمان ساؤتھ افریقہ کے ہر کونے سے مذہبی بزرگ شیخ مولانا محمد زکریا صاحب کی زیارت اور برکات حاصل کرنے کی غرض سے امڈے چلے آرہے ہیں۔

اسٹینگر میں ان ۸۶ سالہ بزرگ کا قیام آخیر رمضان تک ہوگا جو مسلمانوں کا روزے رکھنے کا مہینہ ہے۔ توقع ہے کہ اس وقت تک ڈیڑھ لاکھ لوگ ان کی زیارت کر چکے ہوں گے۔ مولانا محمد زکریا کو دنیا کا بلند ترین بزرگ مانا جاتا ہے یہ کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس امراض کی شفاء کے لئے کرشماتی قوتیں

ہیں۔ شہر اسٹینگر کی خوش قسمتی ہے کہ مولانا زکریا وہاں تشریف لائے ہیں۔ کیونکہ مولانا جن کا آبائی وطن انڈیا ہے اور آجکل مکہ میں مستقل قیام ہے جہاں سے وہ شاذ و نادر ہی کہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ تمام مذاہب والے کثیر تعداد میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہو چکے ہیں۔

پرسٹن سے شائع ہونے والے اخبار " ایوننگ پوسٹ " مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۸۱ء میں لکھتا ہے۔

مسلمان بزرگوں کی آمد

مذہب اسلام کے لیڈر پرسٹن کے دو علماء کی قبروں پر ایصال ثواب کے لئے تشریف لے گئے۔ پرسٹن کے دو علماء تین اور ساتھیوں سمیت کار کے حادثہ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس علاقہ میں مولانا محمد زکریا صاحب کی آمد ایک نادر موقعہ ہے اور ہزاروں مریدوں نے ان کا استقبال کیا۔

پرسٹن شہر میں معزز رہنما کا مقامی قبرستان پر دعاء کے لئے تشریف لے جانا جہاں یعقوب ڈیسائی مرحوم اور ابراہیم ڈیسائی مرحوم دفن ہیں۔ ان کے مختصر قیام کا اہم واقعہ ہے۔ یہ دور کے رشتہ دار تین اور مسلم علماء کے ساتھ کار کے حادثہ میں ۱۹۸۰ء میں مقام میسلینگڈن پر شہید ہوئے۔ ایونیو روڈ پر مقیم ابراہیم ڈیسائی مرحوم کے صاحبزادے محمد ڈیسائی نے فرمایا کہ ہمارے خاندان کو نہایت فخر ہے کہ مولانا زکریا صاحب ہمارے والد کی قبر پر تشریف لائے۔ اندازہ ہوتا ہے

کہ اُن پانچ علماء کی اموات کا مولانا زکریا کو نہایت گہرا صدمہ پہنچا اور ان کی قبور پر جانے کا انہیں بہت اصرار تھا۔ قبرستان جانے سے پیشتر مولانا زکریا صاحب کو جو چلنے پھرنے کے لئے پہیہ گاڑی استعمال کرتے ہیں۔ پیل ہال اسٹریٹ مسجد میں شہر کے مذہبی رہنما ملے۔

مولانا زکریا صاحب جو اپنا اکثر وقت انڈیا اور سعودی عرب میں گذارتے ہیں آجکل مسلم سینٹر بری میں تین ہفتہ کی مختصر مدت کے لئے مقیم ہیں۔

اخبار کا نام "دی لافلڈر" نلسپرٹ سے شائع ہوتا ہے مؤرخہ ۱۱ اگست ۱۹۸۱ء

مسلم رہبر کی ہوائی جہاز سے تشریف آوری

تیس موٹروں کی قطار جو ٹریفک پولیس کی رہبری و حفاظت سے وائٹ ریور اور نلسپرٹ سے گزر کر ہوائی اڈہ پر پہنچے ان موٹروں کی قطار میں معزز عمر رسیدہ رہنما جو سعودی عرب سے آئے ہوئے ہیں۔ بھی تھے جو ان کے قافلہ کے ہمراہ اس شنبہ اور یکشنبہ کو ہمارے علاقہ میں آئے ہوئے تھے۔ ان کا نام نامی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ہے۔ حضرت شیخ اور ان کا قافلہ ہمارے نشیبی علاقہ سے بذریعہ چارٹر ہوائی جہاز جوہانسبرگ واپس جا رہے تھے۔ وہ زامبیا میں تین روز رہنے کے بعد برطانیہ جائیں گے۔ اتوار کے روز ہندوستانیوں اور دوسری قوم کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مجمع جمع ہوا تھا۔ حضرت شیخ اور

دوسرے معزز حضرات کی دعائیں اور بیانات سننے کے لئے مجمع ملک کے دور و دراز مقامات سے یہاں تک کہ کیپ ٹاؤن سے بھی آیا۔ اندازاً دو ڈھائی ہزار کا مجمع تھا جو مرد عورتوں اور بچوں پر مشتمل تھا۔

وائٹ ریور کے جناب ایم اے گارڈی صاحب نے بتایا کہ مجمع مؤدب اور منظم رہا۔ اور مقامی حضرات سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی وجہ سے آج کے دعاؤں اور تعلیمات کا دن کامیاب رہا۔ مہمانان کرام اور ان کے گھر والے کو اتوار کے دن صبح کو ساڑھے پانچ بجے فجر کی نماز کے بعد کروگر نیشنل پارک کے دورہ پر لے گئے تھے اور دو گھنٹے میں تقریباً سب قسم کے جانور نظر آئے۔ وہ مہمان اس نشیبی علاقہ اور پارک سے بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ ہوائی اڈہ سے روانہ ہونے سے پہلے موٹروں کی قطار "نل انڈیا" کی مسجد پر چند منٹ دعا کے لئے رکی تھی۔

انگلینڈ روزنامہ "بری ٹائم" مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۱ء رقمطراز ہے۔

کالج کے قیام کے بعد پہلی گریجویشن تقریبات میں روحانی لیڈر کی شمولیت

بروز اتوار ہزاروں مسلمان جن میں کچھ کینیڈا اور یورپ سے بھی تھے مسلم علماء کی تربیت کے مرکز دارالعلوم کی پہلی گریجویشن تقریبات میں حصہ لینے کیلئے آئے

قطب الاقطاب محمد زکریا صاحب کا نہایت پُرتپاک استقبال کیاگیا مولانا محمد زکریا مکہ میں مقیم ایک کامل بزرگ ہیں۔ جنہوں نے اپنی تمام زندگی دین اسلام میں صرف کر دی۔ انہوں نے گریجوئیٹ ہونے والے نوجوان طلباء کو اپنی برکات اور دعاؤں سے نوازا۔ طلباء کے نام یہ ہیں۔ نوشاد عزیز، فہا ایز لمباڈا، حنیف حسین اور عمران میاں توقع ہے کہ چاروں حضرات مزید تعلیم حاصل کریں گے۔ اس مذہبی تقریب کے موقع پر ان کامیاب ہونے والے علماء نے اپنے علم قرآن کا مظاہرہ کیا۔ تقریب کے دوران وعظ اور دعائیں بھی ہوئیں طلباء، اساتذہ اور منتظمین کے لئے یہ نہایت اہم دن تھا۔ مدرسہ کے پرنسپل مولانا یوسف متالا صاحب اور سیکرٹری ابراہیم سعید صاحب کے لئے یہ موقع برسوں کی انتھک محنتوں کا ثمرہ تھا۔

مدرسہ کے قیام سے پیشتر اس عمارت میں ایٹکن ہسپتال تھا۔ عمارت کو مرمت کی اشد ضرورت تھی۔ اور اس کے علاوہ مسلمانوں نے جب عمارت خریدی تو اسے لوگوں نے تشدد کا نشانہ بنا کر مزید خستہ حال کر دیا جس کی مرمت پر بھاری رقم خرچ ہوئی۔ مدرسہ میں ۲۴۰ طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جن کی عمریں ۱۱ سے ۲۵ سال تک ہیں۔ مدرسہ میں سیکنڈری سکول کے درجہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے جس کے بعد طلباء کا تمام وقت دین کی تعلیم پر صرف ہوتا ہے دارالعلوم یعنی علم کا گھر یورپ میں اپنی قسم کا واحد مدرسہ ہے۔

محمد کورا